Title - SHABISTAN ALAMGEERI

Creator - Alamgeer Mohd. Khan.

Publisher - Mufeed Aam (Akbarabad).

Date - N.A.

Pages - 262

Subjects - Urdu Shayari - Kulliyaat-o-Dawaween.

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا
الحمد للہ والمنہ کہ این تذکرۂ شعرای رشک انوری و نظیری و مجموعۂ
غزلیات سرمایۂ شعر و شمیری مسمی
شبستان عالمگیری
مرتبہ جناب خان والاشان امیر باتوقیر شاعر بے نظیر میان
عالمگیر محمد خان صاحب دام حشمتہم
طبع فی المطبع المسمی مفید عام الکائن فی بلدہ اکبرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس خالق زمان و زمین ذو القوۃ المتین مین خامہ سر بسجود سے صفحۂ قرطاس پر پردہ صریر مین نواے سبحان ربی الاعلے بلند ہی فتبارک اللہ احسن الخالقین ونعت حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین مین کلک دو زبان سے نغمۂ اعتراف وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ و صداے فحواے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین زیب گوش ہوشمند رباعی

رسول مشرق و مغرب امام انس و ملک	کہ بر بساط شرف شہسوار کونین است
زہے بلند مکانے کہ در صفت دعوی	ہمہ نشانۂ او قرب قاب قوسین است

صلے اللہ علیہ و الہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین امین اما بعد عالمگیر خان عفی عنہ المتخلص بہ نمود بن میان دستگیر محمد خان بن نواب جہانگیر محمد خان بہادر شمشیر جنگ المخاطب بہ نواب دولہ بہادر
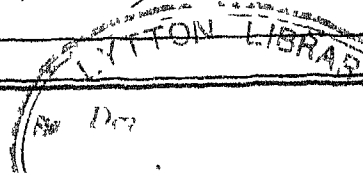
ضاعف اللہ افضالها فی المیزان ورفع اللہ درجاتهما فی الجنان والی بھوپال ہے آغاز سن
شعور سے سنتا اور دیکھتا ہی کہ اکثر خواص وعوام وامراء عظام دیار ہذا نے اپنی اپنی
فراخ حوصلگی وعالی ہمتی کے موافق جلسہ ہائے مشاعرہ منعقد فرماکر سرانجام دہی مین
کوشش بلیغ کی باوصف اسکے کسی جگہہ گروہ شعرا مین اختلاف واقع ہوکر نوبت فساد
کی پہونچی کہین سامعین کی دھوم وتماشائی کے ہجوم کی بدولت اہل انجمن پریشان
وسیر شبستان برنگ کاکل شمع سرگردان رہکر۔ خاموش ہو بیٹھے۔ اکثر بوجہ وقوع ہیچو
اتفاقات کوئی آرزو مند شاہد مدعا سے ہمکنار نہوا۔ الغرض محرر سطور نے بعہد معدلت
مہد گوہر دریائے تاجداری اریکہ آرائے بارگاہ جہانداری فریدۃ الآفاق حمیدۃ الاخلاق
محی مراسم عدل وداد ماحی آثار ظلم وفساد قبلۂ اصحاب صفا کعبۂ ارباب تمنا رشکدہ حاتم
سرکار نوال مجسم قدردان فیض رسان حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کرؤن
آف انڈیا ورئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائی ستارۂ ہند وتاج ہندوستان رئیسۂ
بھوپال ادامها اللہ بالعز والاقبال اپنے دیوان عام مین انعقاد بزم مشاعرہ کا التزام
کرکے بہ نظر حفظ ماتقدم شرکت ایسے شعرا سخن سنج کی ملحوظ ومدنظر رکھی
جو زمرۂ اصحاب مشقل مین داخل ہونے کا وثوق رکھتے ہین ہرچند کہ ازدحام تماشائیین
وسامعین نیز بسا اوقات باریاب جلسہ ہوا کیا نظم

چنان از جوش مردم قحط جا بود	کہ نقش سایہ بردوش ہوا بود

مگر بفضلہ بعض منتظمان کی حسن کارروائی سے جو اس ڈیوڑھی کے متوسلین سے
مثل غضنفر بیشۂ مردانگی معاملہ دان محمد فیض اللہ خان منتظم کارخانہ بن محمد
حبیب اللہ خان افغان۔ وخیر الامنا محمد سکندر خان مہتمم توشکخانہ

بن محمد انبیا رخان قوم افغان و شیخ محمد منیر الدین صدیقی محافظ کتب دفتر بکاری کے ہین تا ختم مشاعرہ کوئی صورت تناقض و تخالف کی معرض ظہور مین نہ آسکی - جب غزلیات ردیف وار یعنی حرف الف سے تا یای تحتانی ختم ہوچکین دل مین یہ خیال متمکن و جاگزین ہوا کہ غزلیات مذکورہ بہ مزید حالات تاریخی ریاست ہذا جس سے سلسلہ حقیقت حال آبای نامہ نگار منقطع نہ ہو بعد انطباع مطبوع طبع خلائق کردیجاوین تاکہ مورخان فرخندہ خصال و شاعران نازک خیال دیار و امصار اوس سے محفوظ و محتظ ہوکر زمانہ حال و استقبال مین اسمار شعرا شریک جلسہ مشاعرہ کو جنھون نے منت اشتراک سے محرر سطور کو ممنون کیا ہی صفحۂ روزگار پہ یادگار و کثرت داد و دید سے زندۂ جاوید فرماوین - ذوق دہلوی ؎

اولاد سے تو ہی یہی دو پشت چار پشت	رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہی ذوق

مخفی نرہے کہ یہہ مجموعہ ماقل و دل موسوم بہ **شبستان عالمگیری** پانچ فصل پہ مبنی ہی **فصل اوّل** نام نامی و اسمار عظامی فرمانروایان بھوپال بہ ترتیب سنہ جلوس و تاریخ وفات مین **فصل دوم** بیان مین وجہ تسمیہ بھوپال و ذکر آبادی قدیم و جدید و احوال باغات و عمارات معہ ملخص جغرافیہ **فصل سوم** ملو ہی شعرا شریک انجمن مشاعرہ کے حالات اور نامہ نگار کے مراتب کی کیفیات سے جو منجانب علیا حضرت سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال مرعی و مبذول ہین مصنف عفی عنہ

اونکو میری سی دے خدا قسمت	جو ہین مشتاق ہنر رون کے ملود

فصل چہارم مین غزلیات مشاعرہ مرقوم ہین **فصل پنجم** مین غزلیات و اشعار متفرق مصنف معہ خاتمة الطبع و قطعات تاریخ منظوم ؎

فصل اول ذکر نامہای اسمائے عظامی فرمانروایان بھوپال بہ ترتیب سنہ جلوس و تاریخ وفات

امیر دوست محمد خان بہادر میرازی خیل جو مؤسس اساس بھوپال پیشوائے جماعت ارباب دولت و اقبال تھے سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین بعہد مملکت و دارائی شاہ فرخ سیر و بروایت تاریخ بھوپال بزمانہ آغاز سلطنت بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ تیراہ سے ہند مین آئے از انجاکہ بہ سبب ضعف سلطنت دہلی ہندوستان مین طوائف الملوکی کا عالم ہو رہا تھا انھون نے ملک مالوہ کو فتح کیا اور بزور شمشیر صاحب حکومت ہوئے سنہ ۱۱۴۰ ہجری کو قلعہ و شہرپناہ بھوپال بنایا اور پینسٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا ۔ مدبر اور بہادر تھے بھوپال کے قلعہ فتحگڈہ مین مدفون ہین نواب یار محمد خان بہادر بن امیر دوست محمد خان بہادر انکا سنہ پیدائش گیارہ سو پینتالیس ہجری ہی ۔ قبل وفات والد اپنے کے ہمراہ نظام الملک آصف جاہ بہادر والی حیدرآباد دکن کے دکن کو گئے جس وقت خبر وفات دوست محمد خان کی نظام الملک نے سنی اونکو خطاب نوابی اور خلعت مع ماہی مراتب عطا فرماکر روانہ بھوپال کیا ۔ یہہ بھوپال مین آکر بعمر ہیجدہ سال سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین مسند امارت پر بیٹھے اور پندرہ برس تک حکمرانی کرکے بعمر تینتیس برس سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین انتقال کر گئے انکا مقبرہ باہر قلعہ اسلام نگر کے ہی ۔ یہہ جگہہ بھوپال سے بفاصلہ سہ کروہ جانب شمال شہر واقع ہی ف تاریخ ہند مولفہ رستم علی بن محمد خلیل شاہ آبادی کے دیکھنے سے نامہ نگار کو معلوم ہوتا ہی کہ امیر دوست محمد خان بہادر جنکو بانی مبانی بھوپال و امام سمجھہ مراتب جاہ و جلال جاننا چاہیئے علاوہ دلیری

وبیدار مغزی کے بڑے باذل وکریم مسافر نوازی مین وحید عصر چشموں مین ممتاز تھے ؎

مال ہمان بہ کہ بہ یاران دہی
گر نہ دہی بہ کہ بہ نجاکش نہی

زر نہ پی منفعت ای حکیم
بہر نہادن چہ سفال و چہ سیم

صائب رحمہ اللہ

از چراغے میتوان افروخت چندین شمع را
دولتے چون رود ہا از دوستان غافل مشو

میشود ہر کس بمقدار تواضع سر بلند
قطرۂ ناچیز گردد گوہر از افتادگی

تاریخ بھوپال وتزک افغانی وغیرہ مین سردار دوست محمد خان بہادر و نواب یار محمد خان بہادر نور اللہ مراقدہما کی کیفیت ایسی شرح وبسط کے ساتھ نامہ نگار کی نظر سے نہین گذری جیسے مولف تاریخ ہند جو بقول خود بعہد حکمرانی نواب یار محمد خان بہادر تین سال بھوپال مین مقیم رہا حوالہ قلم عبرت رقم کرتا ہی تاریخ ہند مین ریاست ہذا کی شوکت وعظمت وفرمانروایان سالف کی جودت وسطوت آئینۂ صورت نما کی تمثال معلوم ہوتی ہی نامہ نگار کے نزدیک مولف مغفور کے بعض فقرات موثر کا یہان لکھنا حسن تاریخ نگاری مین داخل اور وتیرہ صدق گوئی مین شامل ہی لہذا ہدیۂ ناظرین کرتا ہی ؞

این مولف در ۱۱۵۴ھ یک ہزار ویکصد وپنجاہ وچہار ہجری در شہر بھوپال حرسہا اللہ عن الآفات والزوال کہ از شرفا راطراف وہنرمندان اکناف ما لامال است بہ تحریک بعض بزرگان ہواہسبان شان پائے مسافرت تا مدت سہ سال در دامن اقامت کشیدہ فی الواقع ازان روزیکہ این مولف از بلدۂ شاہجہان آباد برآمدہ رہ نورد مسافت کفرستان بودہ آن مکان دار الاسلام دریافت وبروایتے بھوپال در وقتے

از اوقات راجه بهوج وشمس الدین آباد بود بعده به تقریبے درارکان آبادیش تصورے رود اد مگر دیہے مختصر برکنارۂ تالاب که ازطول عمق سرآمد تالابهاے این دیار است آباد بود چون دوست محمد خان افغان میرازی خیل بحسن اتفاق از ولایت تیراه متوجه ولایت هندوستان گردیده نزد برادران هم جدی درقصبه جلال آباد رسیده ازانجا که چون ایزد مالک الملک میخواهد که یکے از بندگان خود را بدرجه علیا رساند نخستین اورا امور رنج ومحن ومشقت گردانیده بدرجه مقررۂ وی کامیاب میگرداند بیت

درین دیر کهن رسمیست دیرین	که تا تلخی نباشد عیش شیرین

عارضه تخالف وتنازع فیما بین برادران رود اد تا آن خان والاشان تنها وبے اسباب ظاهری ازانجا برآمده بصوب ولایت مالوه رسید به تدبیرات صائبه وترددات وافیه بتسخیرے بیشتر از بلاد آن ولایت پرداخته وطرح عمارت آبادی شهر بهوپال در سال پنجم محمد شاهی ۱۱۳۵ھ هجری یک هزار یکصد وسی وپنج هجری در احسن ساعات واسعد اوقات انداخت واز فرط عدالتش گویا که شیر وبز درخورشش همرو ودر وصف سخاوت گویا رشک حاتم طائی است بسیاری از بزرگان واهل هنران برمائده وے هم طعام اندومی شدند

خورشهاے الوان زاندازه بیش	بخوانهاے زرین نهاده به پیش

وهرکه از بلاد واطراف میرسید از نقود واسباب اجناس صاحب اساس میشدے

درین دوهفته که میرآب این چمن شده	زهیچ تشنه جگر آب را دریغ مدار

وهزارها مردم سپاه پیشگی می یافتند واهل استحقاق از دست جودش بهره می برند چونکه جواد وسخاوت پیشه بود بدرجه بختیاری ترقی وعروج فرمود وبمایۂ داد ودهش

موالیان او فراوان شدند بیت

سخاوت بود مایهٔ دوستی	که عالی بود پایهٔ دوستی
کسی گوی دولت ز دنیا برد	که با خود نصیبی به عقبی برد
به غمخوارگی چون سر انگشت من	نخارد کسی در جهان پشت من

چون آوازهٔ سماحتش بمسامع کارپردازان سلطنت رسید بواسطهٔ سید حسین علیخان به منصب طوغ و نقاره و نوبت مع خطاب مورد مراعات بادشاهی گردید از آنجا که هر که برین خوان الوان روزگار جهان است عاقبت شربت ناکامی از دست فنا می چشد در ۱۱۴۲ یکهزار و یکصد و چهل و دو بر بستر مرض آخری خسپید در ماه شعبان طیر روحش بشاخسار آنجهان رسید فرد

بمرد آخر و نیکنامی ببرد	زهی زندگانی که نامش نمرد
جاودان نیست عالم فانی	تو درین جلوه دان کجا مانی
روی در ملک جاودانی کن	ترک گنجینهٔ دیر فانی کن
دل بدنیای دنی ای دل نادان مفروش	آنچه در مصر عزیز است بکنعان مفروش
دل در جهان مبند که این نونهال‌ها	از مهر سر زمین دگر سبز کرده‌اند

بعد از آن جناب عدالت مآب جلالت انتساب امیر عالیجاه امارت و ایالت پناه معالی صفات و اعالی سمات مورد تفضلات السلطانیه مهبط عنایات الخاقانیه حمیدهٔ امرای رفیع الشان زبدهٔ خوانین سمو المکان موید الاسلام و المسلمین و نظام الدولت الدنیا و الدین ـــــ

گوهر درج شجاعت اختر برج جلال	آفتاب اوج حشمت مرجع عز و کمال

یعنی نواب یار محمد خان بہادر خلف ارشد ان خان عظیم الشان کہ ہمراہ نظام الملک در ولایت دکن بود درین مملکت رسید در حسن اوقات بر مسند امارت و دولت نشست و در جنگہا مصدر ترددات وافرہ و مظہر مساعیات متکاثرہ گردیدہ مظفر و منصور گشت بیت

غزالے کہ جوید نبرد از پلنگ	شود خاک از خون او لالہ رنگ

و درین مکان داد عدل و نصفت دادہ و اکثر از گردنکشان از انقیاد و محکوم حکم فرمودہ۔ بتدابیر صائبہ خود از کنارۂ دریاے نربدا تا پائین قصبہ سرونج در ضبط آورد۔ باوجود استیلای جماعۂ غنیم کہ از ستارہ گڈہ تا پائین دہلی عالمے را غارت و تاراج کردند۔ از حسن تدبیر آن امیر عدالت تاثیر ساکنان آن بلدان از حوادث ظلم آن ظالمان در امن و امان اند چنانچہ بکمال شجاعت و ضوابط مملکت مورد الطاف بادشاہی گردیدہ بمنصب پنجہزاری و پنجہزار سوار و ماہی مراتب اختصاص یافت ہمان وقت جامع الفضل و کمال مفتی خیر اللہ ازین بیت تاریخ آن مراتب شمار کردند

باوج جاہ و اقبال و مناصب	مبارکباد ماہی و مراتب

و بحسن نیت آن امیر با تدبیر متصدیان آن مملکت ہر یکی لیاقتی دارند کہ براے خود سر انجام صوبجات میتوانند داد نواب فیض محمد خان بہادر بن نواب یار محمد خان بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر بعد وفات والد اپنے کے گیارہ برس کی عمر ۱۱۶۷ گیارہ سو سرسٹھہ مین رئیس ہوے اور پچیس برس تک حکومت کرکے چھتیس ۳۶ برس کی عمر ۱۱۹۱ گیارہ سو اکانوے مین لاولد مر گئے قلعۂ کہنہ بھوپال مین مقبرہ انکا بنا ہوا ہی۔ مرد عابد پرہیزگار بے آزار تھے

چھوٹے خان چیلہ نواب کہ پانزدہم ذیقعدہ ۱۱۹۴ھ ہجری کو دیوان ریاست
ہوا اور چھبیسوین جمادی الآخر ۱۲۰۹ھ ہجری کو چہل سالہ مرگیا اور قلعہ فتحگڈہ مین اسکا
مدفن ہے آدمی مدبر و منتظم تھا اور اس دیوان کی کاوش سے سولھوین جمادی الاولی
۱۲۱۰ھ ہجری کو شریف محمد خان نبیرۂ سردار دوست محمد خان بہادر اپنے
بھائیون سمیت مارے گئے نواب حیات محمد خان بہادر بعد وفات فیض محمد خان
اپنے بھائی کے ۱۱۹۲ھ گیارہ سو بانوے ہجری مین نواب بھوپال ہوے ۔ اور
بتیس برس حکمرانی کر کے سولھوین رمضان ۱۲۲۳ھ بارہ سو تیئیس ہجری مین رحلت
کر گئے اور باغ اپنے مین مدفون ہوے انکے عہد مین ریاست مین بہت خلل واقع
ہوا حتّی کہ وزیر محمد خان بہادر مختار ریاست ہوے نواب غوث محمد خان
بہادر بن نواب حیات محمد خان بہادر بن نواب یار محمد خان
بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر بعد وفات نواب حیات محمد خان
بہادر والد اپنے کے چہارم شوال ۱۲۲۳ھ ہجری کو رئیس ہوے اور سترہ برس
تک مسند حکومت پر بیٹھکر بست وسوم محرم ۱۲۴۰ھ ہجری مین راہی ملک بقا ہوے
انکے عہد مین وزیر محمد خان بہادر جو ۱۲۱۲ھ ہجری مین مختار ریاست ہوے
تھے تمام کاروبار ملکی ومالی کو اپنی راے سے انجام کرتے تھے بہادر بے بدل
تھے ۱۲۲۹ھ ہجری اور ۱۲۱۹ھ فصلی مین راجہ گوالیار و ناگپور کی اسّی ہزار ۸۰۰۰۰ فوج سے
جسنے بھوپال کا محاصرہ کیا تھا رستمانہ لڑکر ہزیمت دی اونیس برس تک باختیار
حکمرانی کر کے سولھوین ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ہجری مین انتقال کر گئے شہر کے باہر
وزیر باغ مین مقبرہ انکا واقع ہی نواب نظر محمد خان بہادر بعد وفات

وزیر محمد خان بہادر والد اپنے کے سنہ ۱۲۳۱ھ ہجری مین برس بھوپال اور بائیسوین
ربیع الآخر سنہ ۱۲۳۲ھ ہجری کو **نواب بیگم صاحبہ قدسیہ** دختر نواب غوث محمد خان
کے ساتھ کتخدا ہوے اونیسوین ربیع الآخر سنہ ۱۲۳۳ھ ہجری کو عہدنامہ سرکار کمپنی
سے حاصل کیا او تین برس نو مہینے چھہ روز حکومت کر کے اٹھائیس برس کی عمر
مین سنہ ۱۲۳۵ھ ہجری کو انتقال کر گئے انکا مقبرہ بھی وزیر باغ مین ہے **نواب بیگم صاحبہ**
قدسیہ تاریخ ولادت نہم رجب سنہ ۱۲۱۶ھ و سنہ جلوس سنہ ۱۲۳۵ھ ہجری ہے
بعد وفات نواب نظر محمد خان کے مختار ریاست ہوئین انکے عہد مین نواب
منیر محمد خان پسر میان **امیر محمد خان** نبیرہ میان **وزیر محمد خان بہادر**
تین روز بطور خانہ جنگی کے بھوپال مین لڑے **حکیم شہزاد مسیح** نائب ریاست کہ
آدم مدبر و نیکنام تھے چوبیس جمادی الآخر سنہ ۱۲۴۴ھ ہجری کو انکے عہد مین مر گئے اور
سنہ ۱۲۵۳ھ ہجری مین بمقام آشٹہ غفران مآب **نواب جہانگیر محمد خان بہادر**
جد بزرگوار نامہ نگار پر فوج کشی کر کے لڑین اور غرہ رمضان سنہ ۱۲۵۳ھ ہجری کو بوسطہ
سرکار انگریزی جاگیر تاحیات مقدار مصارف اپنی ریاست سے لیکر گوشہ عافیت اختیار
کیا اور سنہ ۱۲۹۹ھ ہجری مین انتقال کر گئین **نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر**
جد بزرگوار نامہ نگار سنہ پیدائش جمادی الاولی سنہ ۱۲۳۵ھ اور سنہ جلوس غرہ
رمضان سنہ ۱۲۵۳ھ ہجری ہے سخی بہادر شہسوار خوشتر و باخلاق مسافر نواز با دل غربا پرور
قدردان اہل ہنر نوشت خواند مین ماہر بلکہ شاعر بھی تھے بست و ہشتم ذیقعد سنہ ۱۲۶۰ھ
ہجری کو مسند حکومت ریاست بھوپال چھوڑ کر سریر خلد برین پر جلوہ گر ہوے
نواب سکندر بیگم صاحبہ تاریخ پیدائش بست و ہشتم شوال سنہ ۱۲۳۳ھ ہجری ہے

پانزدہم محرم سنہ ۱۲۶۳ ہجری کو مختار ریاست اور نہم شوال سنہ ۱۲۷۶ ہجری مین والیہ بھوپال ہوئین۔ منتظم اور عاقل تھین بجلدوے خیرخواہی ایام غدر سرکار انگریزی سے سوم رجب سنہ ۱۲۷۴ ہجری کو جبل پور جاکر دربار گورنری مین پرگنہ بیرسیہ پایا اور چوبیسوین ربیع الآخرہ سنہ ۱۲۷۸ ہجری کو الہ آباد جاکر دربار گورنری مین تمغا و خطاب نیٹی حاصل کیا۔ اور سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین مکہ معظمہ کو گئین اور اوائل سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین واپس آئین اور سیزدہم رجب سنہ ۱۲۸۵ ہجری کو انتقال کر گئین۔ باغ فرحت افزا مین مدفون ہوئین اور اونکی قبر پر حجرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا و عمرہا۔ تاریخ ولادت باکرامت ششم جمادی الاول سنہ ۱۲۵۴ اور سنہ جلوس میمنت مانوس غرہ شعبان سنہ ۱۲۸۵ ہجری ہی پانزدہم محرم سنہ ۱۲۶۳ ہجری کو سرکار انگریزی سے خلعت ریاست بھوپال حاصل فرمایا اور نہم شوال سنہ ۱۲۷۶ ہجری کو اپنی خوشی سے منصب ولیعہدی کو قبول فرمایا اور روز صدر نشینی سے انتظام ریاست مین ہمہ تن کوشش فرمائی۔ مورد ستایش سرکار انگریزی ہوئین اور چہاردہم رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری کو بمقام بمبئی دربار گورنری مین خطاب درجہ اول نیٹی اور تمغای اسٹار اور نشان شاہی پایا اور سنہ ۱۲۹۴ ہجری کو دربار قیصری مین بمقام دہلی خطاب کرون آف انڈیا وئیس دلا و رعظم طبقہ اعلای ستارۂ ہند حاصل فرمایا الغرض سرکار عالیہ دام اقبالہا کی قدر دانی نے وجود ارباب کمال سے جو ہر ایک آفتاب سپہر فضل و ہنر ہی گلزمین بھوپال کو رشک آسمان بنا دیا۔ اور اصابت رای عالم آرای حضور ممدوحہ سے رعایا آباد خلق خدا شاد اہل علم آراستہ صاحب قلم

پیراستہ ہین مخفی نرہے کہ عہد شاہجہانی کے محاسن تاریخ بھوپال و تزک افغانی
وغیرہ مین مفصل مذکور ہین - ادام اللہ ظلال عدالتہا وجلال حکومتہا
علی مفارق توابعہا ولواحقہا الی یوم الدین آمین آمین

فصل دوم وجہ تسمیہ بھوپال و ذکر آبادی قدیم وجدید واحوال باغات وعمارات مین معہ ملخص جغرافیہ ریاست ہذا -

یہہ شہر اقلیم دوم صوبۂ مالوہ ملک ہند مین خط استوا سے ایک سو گیارہ درجہ طولاً
اور تیس درجہ عرضاً جیساکہ غیاث اللغات کی جدول مین بھی لکھا ہی - ایک چھوٹے سے
پہاڑ پر آباد ہی کہتے ہین کہ راجہ بھوج والی دہارانگری نے جو اب شہر پیران ہا
مشہور ہی دو پہاڑ کے درمیان جو ایک دوسرے سے قریب تر واقع ہی پتھر و چونے سے
ایک پشتہ بلند و مستحکم لمبا چوڑا باندہ کر تالاب تیار کیا اوس پشتہ پر قلعہ بنایا بھوج پال
اوسکا نام رکھا پال زبان ہندی مین پل کو کہتے ہین جیم کثرت تلفظ سے جو زبان
پر بھاری تھا ساقط ہوکر بھوج پال بھوپال مشہور ہوا بعدہ رانی سال ملی زوجۂ
راجہ اودیادت نے قریب قلعہ ایک بڑا مندر سنگین بنام سبھا منڈل بنایا
جسکی تعمیر سمت ۱۲۸ مین شروع ہوی تھی اور سمت ۱۲۱۴ کاتک بدی تیج روز دوشنبہ
تمام ہوی تھی - یہہ تاریخ بنا و اختتام اوس مندر پر لکھی تھی اور یہہ بھی لکھا تھا کہ رانی
اور راجہ نے پانسو برہمن اسجا مقرر کئے تھے تا وہ عبادت و ریاضت کرین
اور چار بید - چھہ شاستر - اٹھارہ پران - اور پنگل وغیرہ علوم کو بزبان سنسکرت
طالب علمونکو پڑھاوین - اور جاننا چاہیے کہ چار بید چار کتاب تصنیف حکیم
بیاس سے مراد ہی جو بنام سیام بید - اتھرون بید - رگ بید - یوجر بید

موسوم ہین اور چھہ شاستر مراد چھہ علم سے ہی بیاکرن یعنی نحو وصرف دھرم شاستر یعنی فقہ نیای شاستر منطق۔ جوتش۔ علم نجوم۔ ویدانت علم تصوف۔ بیدک علم طب۔ اور اٹھارہ پران بھاگوت اور شیو پران وغیرہ اٹھارہ کتاب سے مراد ہی جو ہندوُنکے نزدیک بہت متبرک ہین اور پنگل علم عروض وقافیہ کا نام ہی المختصر انقلاب زمانہ سے مدت دراز کے بعد سبھا منڈل ویران ہوگیا اور بستی بھوپال کی ایک چھوٹے گاوُن کی برابر رہگئی۔ ہمارے جداعلی سردار دوست محمد خان بہادر اسلام نگر سے اکثر بط ومرغابی قاز وکلنگ وسرخاب وحوصل وماہی وغیرہ جانوران دریائی کے شکار کھیلنے کو تالاب مین آیا کرتے اونکو تالاب اور پہاڑ اور جنگل کی فضا پسند آئی۔ نہم ذیحجہ روز جمعہ ۱۱۲۸ھ یکہزار یکصد وچہل ہجری اونھون نے راجہ بھوج کے قلعہ سے جواب بہ قلعہ کہنہ معروف ہی بفاصلہ زد گولہ توپ کلان ایک قلعہ مضبوط بنایا اور نام اوسکا فتح گڈہ رکھا۔ اور قلعہ نو سے تا قلعہ کہنہ اور کسیقدر اوس سے بھی آگے بڑہا کر فصیل سنگین شہر کی تعمیر کرکے شہر بسایا اور خاص اپنی جائے سکونت مقرر کرکے آبادی ہین بہت کوشش کی تھوڑے عرصے مین شہر آباد ہوگیا۔ اور بعد اونکے نواب یار محمد خان نے اسلام نگر مین رہنا اختیار کیا مگر نواب فیض محمد خان جب رئیس ہوے تو اونھون نے قلعہ کہنہ بھوپال مین سکونت اختیار کی بعد اونکے نواب حیات محمد خان کا زمانہ ہوا اونکے نائب دیوان چھوٹے خان نے قلعہ فتح گڈہ کو جابجا سے مضبوط بنایا۔ شہر خوب آباد ہوگیا اور دیوان چھوٹے خان نے ایک پل تین سَو گز لنبا تیس گز چوڑا بہت مضبوط پختہ تعمیر کرواکر دوسرا تالاب دوسری طرف قلعہ کہنہ کے

بنایا بعد ازان سنہ ۱۲۲۷ ہجری مین ناگپور و گوالیار کی فوج نے دس مہینے تک
محاصرہ کیا رعایاے بھوپال جلا وطن ہوگئی اور گولون کے صدمے سے شہر
مسمار اور ویران ہوگیا کہ مفصل یہہ قصہ دفتر اوّل تاریخ بھوپال مین لکھا ہے۔ اس
واقعہ کے بعد **نواب نظیر الدولہ نظر محمد خان بہادر** کے زمانہ ریاست
مین از سر نو آبادی ہوی لوگون نے چھپّر اور کھپریل کے مکانات اکثر بد قطع بنائے
نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کے زمانۂ مختاری تک بیشتر قوم افغان ساکنان بھوپال
سپاہ گری کی طرف مائل تھی۔ ہتیار۔ گھوڑا۔ اچھا رکھتے تھے زینت ظاہری و سامان
عشرت کی طرف امیر و غریب کسیکو توجہ نہ تھی جب میرے جد بزرگوار غفران مآب
نواب جہانگیر محمد خان بہادر شمشیر جنگ والی ریاست ہوے اونکے
عہد مین فراغت معاش و اطمینان خاطر کا غلبہ ہوا **نواب صاحب** غفران مآب
نے بیرون شہر متصل چھاونی انگریزی ایک چھاونی جہانگیر آباد نام بسائی
اور وہان کنارۂ تالاب دیوان چھوٹے خان کے باغ و کوٹھی بنوا کر اپنا مسکن مقرر کیا
اور ہزار ہا روپیہ رعایا و سپاہ کو عنایت فرمایا تا مکانات تعمیر کرے اہل سلیقہ
و تمیز و ارباب علم و فضل کا مجمع ہوا ہر طرح کی انسانیت طبائع مین پیدا ہوی اہل بھوپال
نے اچھی پوشاک پہننا اور اچھا کھانا اور اچھے مکانات مین رہنا اختیار کیا عمائد
شہر نے اسباب تجمل و آرایش کی افزایش مین کوشش کی اونکے بعد **نواب**
سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین کی جب حکومت ہوی سڑکین تمام شہر مین تعمیر ہوئین
فانوسین روشنی کی دو رویہ راستون پر نصب ہوئین صدہا مکانات پختہ بن گئے
پیشہ ور ہر شہر سے آکر آباد ہوے اور عہد شاہجہانی مین فضل آلہی سے اوس

سب آبادی و آرایش شہر کی خوب تکمیل ہوئی اور ہوتی جاتی ہی اور سڑکون کو زیادہ چوڑا کیا جاتا ہی اور ہر دو رخ بازار و نیز حکم تعمیر پختہ اور ممانعت تعمیر خام کا ہی اور طول و عمق ہر دو تالاب مذکور سال حال مین سرکار عالیہ دام اقبالہا نے جو پیمایش کرایا بموجب تفصیل ذیل معلوم ہوا ٭

تالاب کلان

طول شمالی	طول جنوبی	عرض شرقی	عرض غربی
۱۳۳۴۸ فٹ	۱۲۷۳۰ فٹ	۸۲ و نیم فٹ	۳۱۱۸ و نیم فٹ

عمق اعلی	عمق اوسط	عمق ادنی	حلقۂ کل ٭	آراضی غرق آب تالاب
۱۸ فٹ	۱۲ فٹ ۶ انچ	۶ فٹ	۲۹۲۷۹ فٹ	ال ما ـــ گہ ۱۲ بسوہ

تالاب خورد

طول شرقی	طول غربی	عرض شمالی	عرض جنوبی
۶۳۲۲ فٹ	۴۸۸۹۴ فٹ	۱۲۷۰ و نیم فٹ	۵۹۶۳ فٹ

عمق اعلی	عمق اوسط	عمق ادنی	حلقۂ کل	آراضی غرق آب تالاب
۷۳ فٹ	۳۳ فٹ ۹ انچ	۳۰ فٹ	۱۶۲۷۷ فٹ	ما بلعگہ

درمیان ان ہر دو تالاب کے جو راجہ بھوج کا بند ہی اور اوسپر قلعہ بنا ہوا ہی اوسکی زمین کی پیمایش اٹھارہ بگیہ بارہ بسوہ ہی اور اس شہر کے آس پاس بہتر باغ از انجملہ بارہ نامی باغ یہہ ہین عیش باغ۔ نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کا وراے چاردیوار پختہ و چند چاہ پختہ و اشجار میوہ و گلہاے خوشبو گرد باولی کے ایک مکان سنگین و گچ کا وسیع اور خوش وضع اور ایک مسجد مختصر اور چند بنگلے

اسمین ہین **فرحت افزا** ۔ نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ کا باغ ہی اسمین سوے
اشجار و اثمار و انہار و روش بندی و چاہ ہاے پختہ و حصار ایک مسجد عالیشان
اور باولی کے گرد ایک بڑا وسیع مکان ہی اور سرچبوترہ سنگین مجحرہ سنگ مرمر جناب
ممدوحہ کے مزار پر بہت خوشنما بنا ہوا ہی **دلکشا** مدار المہام صاحب بہادر
مرحوم کا باغ ہی ۔ وراے چاہ ہاے پختہ و حصار و روش بندی وکثرت اشجار
ایک بارہ دری نہایت مکلف بنی ہوی ہی اور تحفہ اور نفیس آم کے درخت اور انگور
کی منڈوی اس باغ مین بہت ہین ۔ **نورافشان** معتمد المہام راجہ کشن رام
متوفی کا باغ اشجار میوہ جات و ریاحین سے سرسبز ہی حصار اور کوئین اس
باغ کے بھی پختہ ہین **نور باغ** نامہ نگار کے جد بزرگوار نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر
مغفور کا باغ ہی اسمین سواے اقسام اشجار پر میوہ وگلہاے رنگارنگ و چاردیواری
پختہ وروشہاے خوش ترکیب قبر نواب صاحب بہادر مغفور کا مجحرہ سنگ رخام و
سنگ مرمر اور میان امیر محمد خان صاحب مرحوم کا مقبرہ پختہ گچکا اور سلیمان جہان
بیگم کا مجحرہ سنگ مرمر کا اور مسجد عمارات عالی وعمدہ سے ہین ۔ اس باغ کی جانب
مغرب تالاب کی فضا بہت اچھی ہی اور جانب شمال جنگی فوج کی لین ہاے پختہ
اور طرف جنوب کوٹھی نواب صاحب مغفور اور سمت مشرق میدان وسیع قواعد
فوج کا صاف وہموار ہی اس جہت سے یہہ باغ بہت دلچسپ ہی **راحت افزا**
میان فوجدار محمد خان صاحب کا باغ جو حقیقی چھوٹے ماموں نواب سکندر بیگم صاحبہ
کے تھے اونکا انتقال شانزدہم ماہ ذیحجہ ۱۲۸۱ہجری مین ہوا مکانات پختہ منہدم پڑے
ہین اور گلزار مرغزار ہی **نشاط افزا** ۔ یہہ باغ علیا حضرت سرکار عالیہ والیہ

بھوپال ہی بہت وسیع وفسیح آراستہ اور پیراستہ ہی وراے چار دیوار پختہ و ابواب عالی وکثرت انواع واقسام اشجار اسمین چند مکانات نوطرز پرتکلف ہین نواب امراؤ دولہ صاحب کا باغ اسمین عمارات سنگین وپختہ قابل دیدتھین ریلوے سٹرک نے خراب ومسمار کردیا نواب صاحب موصوف کا مزار بھی اسی باغ مین ہے نامہ نگار کا باغ جو نواب منیر محمد خان کا باغ مشہور ہی یہہ باغ بیرون دروازہ گنوری متصل شہر برلب تالاب ہی بہت خوشنما چار دیواری کے اندر واقع ہی قبر نواب منیر محمد خان بہادر مرحوم بھی اسی باغ مین ہے جانب مشرق اس باغ کے ایک باغ مختصر اور بھی نامہ نگار کا ہی کہ بغایت خوشنما طرحدار تیار ہوا ہی ۔ چاہ ومسجد کے علاوہ ایک سنگین وپختہ بارہ دری برلب تالاب واقع ہی ۔ راجہ خوشوقت رای کا باغ اسمین راجہ مذکور کی چھتری سنگین بنی ہوی ہی اور باغ کی وضع بھی اچھی ۔ نواب معز محمد خان صاحب کا باغ جو حقیقی بڑے ماموں نواب سکندر بیگم صاحبہ کے تھے اور اونکا انتقال بست وہفتم جمادی الآخر ۱۲۸۶ھ ہجری مین ہوا ۔ اس باغ مین ایک باولی کہنہ ہی گرد اوسکے ایک پختہ مکان لداؤ کا بنا ہوا ہی اور مقبرہ نواب غوث محمد خان مرحوم کا اور مزار نواب معز محمد خان و میان فوجدار محمد خان کا ہی وزیر باغ میان وزیر محمد خان بہادر مرحوم کا باغ اسمین ایک مسجد ہی اور مقبرہ میان وزیر محمد خان صاحب و نواب نظر محمد خان صاحب مرحوم کا اور ایک باولی ہی گرد باولی کے ایک مکان سنگین منقش نہایت دلکش ہی اور بھی چند کوین سنگین حوالی باغ مین ہین ۔ اور اس شہر مین عمارات عالی سے چند مکان مستثنی لایق توصیف ہین از انجملہ ایک سرکاری محل دوسرا موتی محل خلد نشین کی عمارت تیسرا نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کا محل چوتھا نواب معز محمد خان کا محل پانچوان میان فوجدار محمد خان کی

کوٹھی چھٹا[۶] نواب امراؤ دولہ صاحب کا محل ساتوین[۷] بادل محل آٹھوین[۸] ہوا محل نوین[۹] غفران آب نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر مغفور کی کوٹھی دسوین[۱۰] مدرسہ سلیمانی گیارہوین[۱۱] مدرسہ وکٹوریہ بارہوین[۱۲] مدرسہ پرنس آف ویلس جو عہد شاہجہانی مین تعمیر ہوا اور اس شہر مین اکیس و چند مسجد پختہ ہین از انجملہ جامع مسجد جو نواب قدسیہ بیگم صاحبہ نے بصرف پانچ لاکھ ساٹھ ہزار پانسو اکیس روپیہ دو آنہ سہ پاؤ بالا تعمیر کی ہی اور اس مسجد کی بنیاد ۱۲۴۸ھ ہجری مین اور ۱۲۸۳ھ ہجری مین پوری ہوی اور موتی مسجد جو خلد نشین نے سنگ مرمر و سنگ سرخ سے بموجب نقشۂ جامع مسجد دہلی تعمیر کی ہی عمدہ و عالیشان ہی بڑے بڑے شہرون مین ان دونون مسجدون کے مثل مسجد نہین ہی۔ اور چھہ لاکھ روپیہ سے زیادہ صرف کر کے نواب بیگم صاحبہ قدسیہ نے نہر تمام شہر مین معرفت صاحبان عالیشان بہادر بنوائی ہی۔ سوا اسکے اور بھی بہت مکانات ذیمقدور رعایا کے پختہ اور چوبی منقش اور سادہ کار خوش طرح وسیع و بلند ہین کہ ذکر اونکا موجب طول کلام کا ہی اور قلعہ فتحگڈھ مین مکان توپخانہ و سکینہ ین و غلہ خانہ اور محل بالا قلعہ کا اور قلعہ کہنہ مین مقبرہ نواب فیض محمد خان اور مکان قید خانہ و کہنہ محل راجہ کیسری سنگھ بہت اچھا ہی اور چند گھاٹ سنگین لب تالاب ہندؤن کے بنائے ہوے بھی مضبوط نفیس و سنگین ہین۔ اور سوائے اسکے عہد شاہجہانی مین بیرون شہر بھوپال جانب گوشۂ شمال و مغرب ایک عمارت عالیشان و قصر جنت نشان الموسوم بہ تاج محل و بل شاہجہانی و مدرسہ و بنگلہ جات قیصر گنج وغیرہ واقع شاہجہان آباد تیار ہوے ہین۔ اسکی تعریف بیرون از حوصلۂ تحریر و تقریر ہی ٭

ملخص جغرافیہ بھوپال

رقبہ اس ریاست کا چھہ ہزار سات سو چونسٹھ میل مربع مکسر ہی محال بیرسیہ اس سے مستثنیٰ ہی جو بعد رفع تزلزل زمانہ غدر بجلدوے حسن خدمات و ثبات قدمی نواب سکندر بیگم صاحبہ خلدنشین سرکار انگریزی سے عطا ہو کر ستمد و شامل مضافات ریاست ہذا ہوا۔ رقبہ اوسکا چار سو اٹھتر میل مربع ہی جملہ سات ہزار دو سو بیالیس میل مربع ہوا۔ ریاست ہذا مین باستثنار دارالحکومت تین ہزار تین سو چونتیس مواضع و قصبات ہین چھہ قلعہ نو سو تینتالیس بند تین سو تہتر مسجد ایک سو چوراسی تالاب نو ہزار تین سو چھہ کوئین ہین ۔ دو ہزار تین سو ترپن باغ ایکسو اٹھانوے تکیے آٹھ لاکھ نو اسی ہزار سات سو ستر آدمی ہین ملک چار نظامت پر منقسم ہی تینتیس پرگنے چار ناظم تینتیس تحصیلدار سینتیس تھانہ دار مقرر ہین شہر مین چھتیس محلے پچیس دفتر تین قیدخانے چار مطبع دس مدرسے آٹھ شفاخانے ہین ۔ مضافات مین چونسٹھ مدرسے تینتیس شفاخانے معمور۔ آمدنی خالصہ کی چوبیس لاکھ چھہتر ہزار چھہ سو اٹھاون روپیہ چار آنہ سال کی ہی جاگیرات علیحدہ ہین ۔
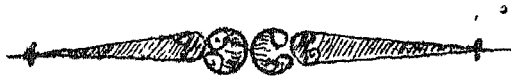
فصل سوم در حالات شعرا شریک انجمن مشاعرہ وکیفیت مراتب نامہ نگار کہ بجانب علیاحضرت سرکار عالیہ بھوپال دام اقبالہا مرعی و مبذول است

ملوؔد تخلص ہی یہچوان ژولیدہ بیان نامہ نگار کا جسنے عداشت سن سے چتر

ظل عاطفت و شفقت شاہجہانی رشک اکلیل مکلل فرق سلطانی کو اپنے سر پر سایہ افگن پایا۔ اگر نامہ نگار اوسکو اس سرزمین و الکہ بسیط کا آسمان محیط کہے تو بجا ہی کہ جہان جاتا ہی چرخ دوار کی طرح سر پر پاتا ہی۔ جواہر محبت ما در کے برنگ گوہر شہوار اوسپر نثار۔ پدر بزرگوار کی سرپرستی ان مراعات و حسن التفات کے حضور دراز دستی ہی زبان مین اتنی طلاقت بیان مین ایسی بلاغت تقریر مین اتنی وسعت تحریر مین ایسی فسحت کہان ہی کہ جنابہ پھوپی صاحبہ معظمہ یعنی سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا و حفظہا اللہ تعالی عن الحوادث الدنیا و نوازل الدین الی یوم الدین کے مراحم خسروانہ و مکارم بزرگانہ معرض اظہار مین آسکین۔ الغرض اس وابستۂ دامن دولت کو سرکار عالیہ دام اقبالہا نے مہد آغوش مین پالا جب کہین ہوش سنبھالا بواسطہ حضرات فضائل آیات مولوی نور الحسن صاحب مغفور و مولوی بخاری صاحب سہرور و مولوی عبد الرشید صاحب کشمیری مرحوم نور اللہ مراقدہم و مولوی وسیم احمد صاحب رامپوری و مولوی مفتی عبد الحق صاحب کابلی و مولوی محمد ہادی صاحب عمری سندیلوی مدظلہم اقلید گنجینۂ علم عربی و فارسی نامہ نگار کے ہاتھ آئے۔ اور مسلک سخنگوئی مین سرآمد شعرائے روزگار حضرت اوستادی میان عنایت محمد خان صاحب مدمجدہ نے رہنمائی فرمائی۔ سرانجام امور تدبیر منزل و مطالعۂ کتب عربیہ و فارسیہ و انگریزی و تواریخ وغیرہا کا رات دن مشغلہ ہی واقعی یہہ سخت مرحلہ ہے ع
کار دنیا کسی تمام نکرد ؎ شعر

عالم بالاست جائی این نہال بارور	ریشہ خود در زمین عاریت محکم مکن

تراد ر بوتۂ گل بہر آن دا دند این مہلت	کہ سیم ناقص خود را کنی کامل عیار اینجا

مواضع جاگیر بقدر کفاف نامہ نگار و برادر عزیز القدر حلیم الطبع مستقیم الوضع میان صدر محمد خان صاحب طال عمرہ جنکی طینت سے صلاحیت مربوط اور طبیعت سعادت طویت سے ثقاہیت منوط ہی چوبیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کے منجانب علیا حضرت والیہ بھوپال دام اقبالہا بطور تملیک سوای باغ مینو سواد مقرر ہین اسیطرح کیفیت اعزاز واکرام کی اسلحہ بندی مواقع دربار و نشستن ہاے کرسی درجہ اعلی وتعیین مراسم سلامی برا ہالی افواج ریاست و اعطاے تمغہ طلائی بتقریب دربار کلکتہ منعقدہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری واردلی سواران وغیرہ سے ظاہر ہی صحائف سرکاری جو بنام نامہ نگار کالوحی من السماء نزول اجلال وحلول اجلال فرماتے ہین اونمین الفاظ القاب مع لفظ صاحب یون مرقوم ہوتے ہین قرۃ العین کامگاری فروغ جبہہ نامداری فرزند رشید و فرزند حمید اسیطرح برادر کہین طولعمرہ یاد فرمائے جاتے ہین گلزار استداد حیات بے ثبات مین نامہ نگار چھپنیں برس سے گلگشت کر رہا ہی الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ پابندی احکام مذہبی کا بھی دم بھر رہا ہی مصنف عفی عنہ

ہون دلا حد فرائض سے مین کیونکر باہر	موت آ ئے جو حرم سے ہو کبوتر باہر
از رباط تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست	زاد راہے بر بنید اری ازین منزل چرا

راسخ تخلص نیر سپہر فضل و کمال جناب اوستادی میان عنایت محمد خان صاحب بن محمد عادل شاہ خان بن نور محمد خان بن محمد عمر خان اکوزئی بنیروال

بلاسپوری مضاف دارالریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور روہیلکھنڈ و خاص
نبیسہ داماد نواب غوث محمد خان بہادر بن نواب حیات محمد خان بہادر بن نواب
یار محمد خان بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر جنکا ذکر خیر فصل فرمانروایان بھوپال
مین گذرا۔ اگر نامہ نگار انکی شان مین مستغنی عن المحامد والالقاب کہے تو زیبا ہی لہذا
انکشاف حالات واقعی پر اکتفا کر بلحاظ تلمذ کہ محمول بہ مبالغہ نہ ہو درست و بجا۔ انھون نے
بزمانۂ اوائل خاص اپنے وطن مین مولوی سید آل حسن و مولوی سید عثمان علی
عثمان تخلص و مولوی حکیم محمد یوسف خان یوسف بلاسپوری سے کتب درسیہ فارسی
کو پڑہا زان بعد حسب ایماء والد ماجد خود رامپور آکر اُنشوہ کملا و روزگار شیخ احمد علی
صاحب احمد کی شاگردی سے نامور ہوکر تا بہرسی استعداد معقول بمحلہ چاہ شور کہ ایک
محلّہ محلات مشہورہ رامپور سے ہی اپنی ہمشیرہ مرحومہ کے گھر مقیم رہے۔ نامہ نگار سے
بہ سبیل اذکار کبھی فرمایا ہی کہ یہہ ہمشیرہ میری باعتبار شفقت مادر مشفقہ سے کم نہ تھی۔
اسی طرح حسن التفات کے بارہ مین اپنے اخوی احمد حسین خان برادر کہین
علی حسین خان کے جو محلہ مذکورہ مین کوٹھی والے مشہور ہین شکر گذار پاے۔
انکی طبیعت خیر طوبیت آغاز سن شعور سے مائل سخن ہی کلام معجز نظام میر احمد علی رسا
رامپوری شاگرد شیخ علی بخش بیمار و سید اسمعیل حسین منیر مرحوم شکوہ آبادی شاگرد
شیخ امام بخش ناسخ کو دکھایا ہی۔ اور نیز خاص جلسہ ہائے مشاعرہ سرکار رامپور
مین شریک ہوتے رہے جہان بڑے بڑے شعراے نامی مثل منشی مظفر علی
اسیر شاگرد مصحفی و منشی امیر احمد شاگرد اسیر و نواب مرزا خان داغ شاگرد ذوق
المخاطب بہ خاقانی ہند و خواجہ ارشد علیخان قلق و شیخ امداد علی بحر و میر

ضامن علی جلال وغیرہم جو تلامذہ شیخ امام بخش ناسخ سے مشہور آفاق ہین اور
جنکا وطن نواب صاحب بہادر والی رامپور کی قدردانی نے اوس خطہ
گلزمین کو بنا دیا ہی موجود ہوتے - غرض بتاریخ پنجم رمضان المبارک ۱۲۸۹ ہجری
حسب خواہش اپنے خسر میان فاخر محمد خان صاحب جاگیردار کے جو اخوان الریاست
ہین بڑے صحیح النسب اور دودمان والا سے میرازی خیل کے شمار مین فرد واحد
تھے بعد طی مدارج نسبی و محضر نامہ مختوم جسمین مواہیر شرفار بلاسپور و امرا رامپور
محبوبان مہ جبین کی افشان و انجم کہکشان کا حسن دکھاتی تھین قصبہ بلاسپور
بھوپال آئے انکے خسر نے بڑی عالی ہمتی کو کام فرما کر نکاح انکا بصرف زر خطیر
اپنی دختر خاص کے ساتھ جو موسومہ بہ نصیر بیگم بنت صاحب بیگم بنت نواب
غوث محمد خان بہادر تھی کردیا - تا بحیات اپنی اہلیہ کے کہ اوس مغفورہ
کے نام مواضع جاگیر کی سند تھی اور تین چار ہزار روپیہ آمدنی کا سالانہ ملتا تھا بہرصورت
فارغ البال رہے - جب انکی اہلیہ نے بمرض آکلہ انتقال کیا اور اپنے فرزند
معصوم مرحوم کے داغ کو خانہ گور تار کا روشنی کے لئے چراغ بنایا - سرکار
عالیہ دام اقبالہا نے کہ بیشک سرزمین ہند کے آسمان سخاوت کی آفتاب ہین انکو
بدستور قدیم محکمہ مناصب مین بزمرۂ اخوان الریاست مفخر و نامور رکھا - مرد مہذب
و متین و خوش خلق و خلوت گزین صاف باطن پاک نہاد مجمع محاسن گرامی نژاد
ہین عابد و زاہد ہین خیرخواہ کافۃ الانام بھی یقینی ہین - انکی تصنیف منیف سے
رسالہ واجب العمل مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۹۹ ہجری مین جو شایع ہوچکا ہی وہ
عام خلق اللہ کی ہمدردی پر دال اور انکی نیک نیتی کا شاہد ہی متانت اور رسالہ شست

اوس ماقل و دل کی محتاج زبان ناطقہ نہین قلزم طبع نے مواعظ و نصائح
کے دریاے متلاطم بہاے ہین باعتبار شمار سال سینتیس برس کی عمر ہی اور بوثوق
خصائل و فضائل و اطوار و کردار و تجربات سرد و گرم روزگار یہہ جوان سید امغر
گویا پیر ہفتاد سالہ ہین ۔ مدت سے طبع مبارک کاشف اسرار اندرز و انداز
ہی فکر اشعار سے انکار ہی ۔ انکا یہہ قول ہی کہ جو شخص رفاہیت کوش خلق اللہ ہی
فضل ہی اور جو کلام مفید عام نہین مہمل ۔ چونکہ انھون نے رسالہ واجب العمل
کے ۴۷ و ۴۸ صفحہ مین شاعری کی ہجو ملیح کی ہی لہذا جہت اندراج نامہ انکی غزلیات
کے لینے مین ادھر سے اصرار اودھر سے دینے مین انکار رہا ۔ ہر آئینہ بسعی
نامہ نگار جو دو تین غزلین بہم پہنچین تبرکاً و تیمناً ردیف حرف الف مین زیب نامہ کین *
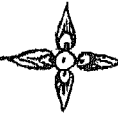
عاقل تخلص سخن پیوند شیرین مقال فارس مضمار جاہ و جلال میان **عاقل محمد خان**
صاحب ابن میان شیر محمد خان صاحب بن میان امیر محمد خان صاحب ۔ نامہ نگار
کے عم بزرگوار اخوان الریاست مین اعلی درجہ کے ذی اعتبار و باوقار ہین
اصناف سخن پر قدرت اور انواع کلام مین مہارت رکہتے ہین اور اخلاق
معنوی کو آپکی شمائل صوری پر ترجیح ہی ۔ اور توتیاے مروت آپکی چشم شرمگین
و دیدہ حق بین مین طرفہ سرمہ منظور نظر ہی ۔ اور شعار احباب نوازی و دثار
دمسازی بصد اسلوب رعنائی زیب بر ۔ سرمایہ علم و فضل آپکے بخت اسعد کی
ایک دولت لازوال ہی اور بضاعت حلم آپکے سینہ بے کینہ مین امانت بے قیل و قال

نفسانیت سے خالی صلاحیت سے مملو ہین وصف انسانیت سے موصوف ثقاہیت سے دو بدو ہین تواضع عمدہ نعمت قسّام ازل نے آپکو عطا فرمائی وضعداری ایک مرغوب چیز دنیا مین آپ کے ہاتھ آئی اوصاف صفائی دل اگر لکھے جائین کیوس دوائر صاف آئینہ کا جلوہ دکھائین روئے مداد لبان جو ہر سیماب سفید ہو جائے ہر سطر برنگ عصائے سیمین غلطان نظر آئے آپ کا چراغ زندگی چالیس برس سے کاشانہ عالم مین روشن ہی اور فن شعر مین محمد عزیز اللہ خان عزیز سے استفادہ فرماتے ہین -

---

عزیز تخلص منشی جادو تقریر مبدع معنی دل پذیر صاحب علم وحیا جامع محاسن تسلیم و رضا محمد عزیز اللہ خان بن محمد فیض اللہ خان بن منگل خان بن ماہ علیخان عالی دودمان قوم بنگش سے منسوب متوطن بلدۂ بھوپال - اس عزیز مصر دلہاے اہل سخن کا گوہر ذاتی وجوہر صفاتی معنی طراز لفظ یوسفی و مطلع نور افزاے ماہ کنعانی ہی - ہلال اسکی طبع روشن سے اپنی اسناد اقتباس انوار کو مستند پاکر بفرط انبساط و مسرت ہمیہ سجود بالیدہ ہوا کہ مہر مستنیر شامگاہ خجلت و زرد روئی سے عرق تشویر ظلمت شب مین ڈوب ڈوب جاتا ہی اصداف طبع رنگین طبعان معنی آفرین نے اسکے قطرات نیسان فیض سے وہ وہ گوہر ضیا پرور حاصل کیے ہین کہ جنکے رشک صفا سے لولی فلک گوشوارہ عقد پروین و پرن کو پا انداز چرخ پر پھینک پھینک دیتی ہی - جہان اوسکا شاہد تمکین و وقار کرسی نشین ہو وہان ذرہ غبار بادپیما بافراط ثقالت دوش سریع عادیرہ وہ گران

سنگ ہو کہ قلۂ قاف سر بفلک فرسا اوسکی تاب برداشت سے غبار دیدۂ نیستی و توتیا دچشم عدم ہو جائے - اب کلید طلسم چہل سالگی سیرگاہ ظہورستان عالم ایجاد و تکوین کارپردازان طلسم بند قدرت نے اس فاتح باب طلسم کو عطا کی ہی - مرد بامروت متوسلین ریاست سے ہین فی الحال محکمہ سائر کل ہین بعہدۂ سررشتہ داری مامور اور وضعداری کے ساتھ نزدیک و دور مشہور ہین - جیسی انکی صفات باطنی سبب نازش اخلاق حسنہ ہین ویسی ہی صفات ظاہری خلعت علوم عربی و فارسی سے محلی ہین - زلہ ربائی خوان فیض علوم جناب مولوی نظام الدین صاحب و مولوی پناہ محمد صاحب و مولوی عبد اللہ خان صاحب سے سیر و پر مائدہ ہین عالم طفولیت سے طبع رسا مائل سخن ہی چندے میان ایاز محمد خان صاحب بھوپالی نے انکے کلام شیرین کو قند مکرر کیا فی زماننا بطور خود مشق سخن ہی - جواہر مضامین رنگین و دلفریب و لآلی اشعار آبدار زیب بساط اوراق ہین

تمیز تخلص صاحب فکر خوب و ادائے مرغوب رطب اللسان عذب البیان جوان ذہین ظریف متین عامل علم الیقین منشی شیخ منیر الدین بن شیخ سنون بن شیخ کمال الدین — الصدیقی - یہہ مرد سنجیدہ شعار اخلاق حمیدہ سے آراستہ اور لباس اطوار پسندیدہ سے پیراستہ ہی - سینہ اس صاحب صوم و صلواۃ کا جواہر زواہر معانی کا سفینہ ہی اور طبع رسا نقود مضامین کا گنجینہ وطن قدیم اماجد منیر الدین مئو شمس آباد عرصہ صد سال سے والد ماجد اس ذی شعور کے

وارد سواد خوش بنیا د ریاست ہذا ہوے اور گلزمین قصبہ باری کو جو مضافات
ریاست ہذا ہی نشیمن مسکن بنا کر ملازمین نواب بیگم صاحبہ قدسیہ مین داخل
اور زمرۂ متوسلین حضرت مغفورہ مین شامل رہے ۔ منیر الدین نے بعد تحصیل
علم ہندی و فارسی بصلات سرانجام خدمات لائقہ دولت سرفرازی و نقد نیکنامی
سے کفک سعی و عرق ریزی کو کنوز تحسین و آفرین بنایا ۔ عرصہ ہشت سال سے
ملازمین راقم اوراق کے شمار مین بعہدہ ہاے مختلفہ مثل دار وغگی کوٹھہ و باورچیخانہ
و کارخانہ و صطبل وغیرہ مامور ہو کر الحال محافظ کتب خانہ روبکاری نامہ نگار رہے
اور شعر و سخن مین نسبت تلمذ نامہ نگار ہیچمدان کلیل اللسان کی طرف منسوب ۔
بیوت عمر کے خانہ چہلم مین فروکش ہی گوہر اشعار آبدار کا ہر مصراع برجستہ سلک مروارید ہے
اور قابل دید

اخلاص تخلص صاحب طبع سلیم و ذہن قویم زبدۂ جوانان مستقیم الوضع شیخ
نور الحسن خلف شیخ کرم حسین شعشعۂ آفتاب ہدایت و لمعۂ شمع نجابت و شرافت
قاضی داؤد انصاری ہی در اصل ہرات وطن تھا فی الحال قصبہ جلال پور
عرف دہی ضلع راے بریلی مسکن ہی ۔ تا بحیات شیخ کرم حسین مسند عمالی مضافات
ریاست ہذا کو تخت فریدون و مسند جم پر ناز رہا اور بعد انتقال پدر خود
اخلاص نے بھی اسی ریاست مین بعہدہ ہاے مختلف سرفرازی حاصل کی از انبعد
اوس گروہ حق پژوہ مین شامل ہو کر محرر کارخانہ جات رستم رہا جو سنجاب العباد
نامہ نگار کے سپرد ہے اخلاص کو خوش سلیقگی و نیک طینتی سے وہی نسبت ہی

جو گل کو رنگ و مشک کو بو سے۔ تلامذۂ مرزا آغا حسن امانت لکھنوی مین سر بر آوردہ ہین اب مشق سخن بطور خود کرتے ہین۔ گو بظاہر شاہد ان مضامین دلفریب و رنگین ادا و بیگانہ مزاج اس خوش فکر و رنگین طبع کے فیض موانست سے بے بہرہ و نا آشنا ہین مگر اسکی بندش تازہ و ترکیب چست کی آرزو مندی باطناً اونکو بھی بے چین کیے ہوے ہے اکثر بزم آرایان شعر و سخن سے اتحاد قایم و خصوصیت مستحکم ہی۔ بتیس برس سے اس عالی خاندان کی بلبل روح گلزار قالب کو نشیمن جانکر باغ باغ ہو رہی ہی بہار طبع رنگین اخلاص سے اوراق نامہ رنگ دامن گلچین و غیرت گلزار ریاحین ہین +

عیش تخلص صاحب طبع وقاد و ذہن نقاد شاعر بے مثل و نظیر مشیر برنا و پیر مورد مراحم سرکار عرش سریر منشی **محمد شاہ میر خان** ساکن بھوپال۔ مرد کامل خرد یگانہ و نیک نہاد فرزانہ خیر اندیش ہر خویش و بیگانہ محافظ جواہر خانہ سرکار ابد قرار دام اقبالہا۔ بڑے محقق و مدقق عباد زہاد سے ہین درج طبع جواہر زواہر علوم عربی و فارسی سے مملو رکھتے ہین اور افتخار باریابی دربار زرنگار ابد قرار و شرف حضوری حضار فلک اقتدار سے خود کو سرخرو اس مرد سعادت منش و پاکیزہ روش کی تعریف احاطۂ تقریر سے بیرون و حوصلۂ تحریر سے افزون ہی۔ روح انکی چالیس برس سے خانۂ تن و مکان بدن مین بمنزلہ مکین جاگزین ہی باقی کیفیت تلمذ و غیرہ افسوس کہ نامہ نگار کے حیطۂ علم سے باہر رہی فلہذا تشریح حالات باقی مین ناگزیر۔ مداد مجبور صریر خامہ کے لیے سرمۂ گلو گیر

گلشن افکار کی بہار گلہاے اوراق پر غیرت صحن جنان و رشک باغ رضوان ہے۔

عاشق تخلص صاحب فکر بلند و طبع ارجمند عندلیب نواسنج گلستان جادو بیانی ژندباف زمزمہ سرائے بوستان خوش الحانی آوارہ مزاج ظرافت امتزاج ماہر اسلوب دلجوئی۔ عزیز مصر خوبروئی یوسف صاحب عرف دولاے صاحب ابن کپتان بانوک صاحب قوم فرانسیس منجملہ متوسلین ریاست ہذا معزز و محترم۔ درس و تدریس مین کم ہمت چست و عزم سخن سنجی درست رکھتے ہین تفنگ اندازی مین طاق۔ آہو پرستی مین شہرۂ آفاق مرد شجاع و دلیر ہین غزال آسا انکی نظرون مین شیر ہین انکے انفاس اگر نسیم سحری کا دم بھرین تو جاے شگفت و محل تکلم نہین کہ افسردگان سرد مہریہاے رنج و تعب و خاموش نشینان بزم تہذیب و ادب کو گو غنچہ وار دل گرفتہ و لب بستہ ہون انکی گرمی صحبت و مجالست سے گل خندان کیطرح کھلکھلانا پڑتا ہے۔ بظاہر ترکیب النسان و بباطن خاصہ رکشت زعفران رکھتے ہین۔ بتیس سال کا عرصہ ہوا کہ انھون نے کتم عدم سے جلوہ گاہ ظہور مین قدم رکھکر آبیاری باغبان کائنات و میرآبی نخلبند چمنستان موجودات اسنے نہال قامت کو گلشن عالم مین سیراب و شاداب پایا۔ مولد دارالاقبال بھوپال ہے انکی طبع رنگین کے گلہاے نتائج بساط اوراق پر چیدہ ہین ٭

حافظ تخلص شیرین زبان فصیح بیان اشرف خاندان سیادت امجد دودمان

شرافت سرو گلستان مجد و بہا جامع مزایاے فہم و ذکا صاحب تصنیف و تالیف
حافظ سید ممتاز علی بن میر اعجاز علی حسینی جعفری بھوپالی روبکار نویس محکمہ
نیابت ریاست ہذا خلق و مروت توام رکھتے ہین اور سرمایہ علم بقدر ضرورت
فراہم۔ اگر یہہ شناور بحر لطافت و سعادت فکر رسا کو دریائے مواج معانی مین
غواص بناکر کلک جواہر سلک اوٹھاے۔ گوہر مقصود سے درج طبع کو صدف
کاغذ کو درفشانی خامہ سے سفینۂ مروارید بناے۔ غنچۂ سخن کی شگفتگی کے لیے
اس گلشن پیرا حدیقہ رشد و ستاد کی فکر پربہار نسیم سحر کا جھوکا ہی۔ اور شگوفہ
مضامین کی تازگی کے لیے اس چمن پیرائے روضۂ نقابت کی طبع رنگین بادبہاری
کا کلگونہ۔ ازاہیر معانی کی شادابی اس بلبل گلزار فصاحت کے دم سے رونق تازہ
دکھاتی ہی گویا کہ نسیم صبحدم غنچون کے گلے سے جھوم جھوم جاتی ہی۔ اوائل مین
انکے چمن افکار کے نہالان نتایج بہ نخلبندی شیخ محمد عسکری موزون ہوتے
تھے۔ اب مولوی فدا علی صاحب فارغ مرادآبادی سے انکے ایسے تعلقات
ہین جیسے خسرو خاور سے شاہ انجم کے ؎

درپس ظلمت بسے خورشیدہاست	بعد نومیدی بسے امیدہاست

شیخ عجیب۱۲ تاریخ ولادت ہی جس سے درجات عمر کا چونتیسوان درجہ ثابت ہوتا ہی
انکی افکار گہربار کے نتایج سے سفاین اشعار رشک اصداف مروارید ہین +

عسکری تخلص قافلہ سالار سخن سنجان رونق افزاے انجمن شاعران کہن۔
سپیدہ آشام بزم سخنوری شیخ محمد عسکری خلف شیخ غلام ضامن صاحب مرحوم

برادر ماموں زاد مدار المہام منشی محمد جمال الدین خان صاحب بہادر مغفور
متوطن خاک شاہجہان آباد عرف دلی نزیل دار الاقبال بھوپال - یہہ ایک عجیب
بزرگ شخص ہین انکے اشعار انکے اسرار واردات دل کے انکشاف و عقدہ کشائی
مین ناخن گرہ کشا کا کام کرتے ہین بندش الفاظ ہر ایک سے نرالی اور انداز شاعری
سب سے جداگانہ ہی دیکھیئے تو ہر شعر ماجرائے قلب و سرگذشت مضمر کا فسانہ ہی
بزم سخن انکی شرکت سے رونق پذیر ہہ مگر داد سخن مین قوت ناطقہ انکی سر سے گلو گیر
دیار ہذا مین جہان کہین بزم شعر قرار پائے غیر ممکن ہی کہ انکا شوق خضر آسا رہنمائی
کر کے کشان کشان انکو وہان نہ پہنچائے باوصف اس ضعف و ناتوانی کے
کہ (یک پیری صد آزار) ہجوم امراض مین یہہ حضرت نگین وار جلوہ گر ہین - مگر ولولہ ہائے
غزلخوانی عالم نوجوانی سے زیادہ غوغائے قیامت زا سے افزون تر - بزم
سخن مین انکے جوش و خروش سے شمع محفل کو باوصف آتش زبانی انکے مقابل
اکثر خاموش ہوتے بنی - اشعار فی البدیہہ کہنے مین انکے قلم کا نیا انداز ہوتا ہی
گویا کہ سرگرم خرام نازنشاہد طناز ہوتا ہی مگر بارہا دیکھا کہ انکے ہر دو مصراع شعر
شواہد معانی کی مفارقت سے صفحہ قرطاس پر اوداس مانند آغوش یاس ہین
بعض محاورات اساتذہ جیسے یہہ لفظ - ہیگا اور رہیگی - وغیرہ جو فی زماننا متروک ہین
اس نادر الوجود بزرگ کے نزدیک ناجائز و غیر فصیح نہین بدین وجوہ انکے اکثر
اشعار ناخن بدل زبان کا بھی ایسے ہی الفاظ سے قافیہ مضمون تنگ نظر آتا ہی
پھر باوجود اسکے اگر یہہ اعجوبہ روزگار کوچہ شاعری مین قدم تعلی اوٹھائے
فلک الافلاک کو بساط زمین و حضیض مار و طین کی طرح فرش پا انداز بنائے

انکی وضع خاص کے اشعار اگر درج نامہ ہوتے ناظرین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے مگر قال اللہ تعالی فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا قصہ مختصر چالیس برس سے ریاست ہذا مین خدمات شایستہ پر مفتخر رہے چندے نامہ نگار کے ہان بعہدۂ جلیلۂ کامداری جو چہتر روپیہ ماہوار مستقل طور پر ہین قایم مقام رکہکر زمرۂ متوسلین مناصب مین شامل ہوئے مراحل سنین جادۂ زندگانی سے ساٹھوین منزل مین نازل منزلہ ہین اور کوس اقامت پر شادیانون کی طرح متواتر ڈنکا لگا رہے ہین ؎

در کہن سالی ز مرگ ناگہان غافل مشو	برگ چون شد زرد از باد خزان غافل مشو

خداے عز وجل انکے انفاس مین برکت عطا فرماوے اور انجام بخیر۔ مشق شعر والد ماجد اپنے سے بہم پہنچائی ہے انکے چمن افکار پر بہار کے نوافل نتایج بعد قطع و برید اغصان بیجا و افنان نازیبا ناظور بستان نامہ کو ہم آئینہ موزون کرنا پڑا۔

فصل چہارم در غزلیات شعرای شریک انجمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

غزل ممدوح

ہی تصور سخت مجکو اک بت بے پیر کا	سنگ پر لکھا ہی کیا نامہ مری تقدیر کا

ہی دلا دیوانہ کسکی چاندسی تصویر کا
ہالہ ہی ہر حلقہ مری زنجیر کا

تھا دم تصید کیا انداز اونکے تیر کا
ہی جو اک عالم تماشائی دل نخچیر کا

ہی جو فندق سے برنگ شمع ہر انگشت پا
مجکو ناخن گیر پر دہوکا ہوا گلگیر کا

کیون نہین کرتا ہی ای ظالم شہید رو سفید
کیا مرا بخت سیہ ہی میان اس شمشیر کا

تیرہ ہوجائے شب مہ مثل شبہای محاق
رنگ دکھلاؤن جو دود نالہ شبگیر کا

رات کو وہ غیرت شمشاد آیا خواب مین
قمریون سے حال پوچھا چاہیئے تعبیر کا

جسکو دیکھا اک نظر تونے وہ تیرا ہوگیا
کام آنکھون سے ارے ظالم لیا تسخیر کا

سیری حیرانی کی یاد آنے سے حیرت ہوگئی
حال جب اوس گل نے دیکھا بلبل تصویر کا

دفن ہی کشتہ جہان اوس سیمتن کے عشق کا
جانتے ہین ڈھیر اکسیری اوسے اکسیر کا

سمجھا مین دریا کو دیوانہ ترا ای سحر حسن
شبہہ جب مجکو طلاطم پر ہوا زنجیر کا

اک پری رو کو سخن جبہہ سائی سے کیا
داغ پیشانی نہین افسون ہی یہہ تسخیر کا

دم خفا قاتل کا میری سخت جانی سے ہوا
روح جب نکلی تو پھر جوہر کھلا شمشیر کا

دیکھتا ہی چشم مہر و ماہ سے پیر فلک
جلوہ اپنے نوجوان کے حسن عالمگیر کا

جو مقدر مین لکھا ہی وہ نقش کالحجر ہا
پھر عبث ہی ادعا تدبیر اور تحریر کا

مین جدائی مین ہون حال صنم کا قرائین ہے
وصل یار کس سے چاہون اوس بت بے پیر کا

مشتعل ہی ای منو داب صورت تیر شہاب
ہوگیا عالم یہہ سوز نالہ شبگیر کا

دیگر

نکچھ بس چل سکا ناوک فگن کے زور بازو کا
نکالا پر نہ نکلا جذب دل سے تیر پہلو کا

برنگ گل جو عریان ہو بدن اوس سرو دلجو کا
تن نازک پہ ہو موج ہوا سے کام اُتو کا

اوڑاتا ہی جنون بے پر مجھے صحرائے وحشت مین
بقدر مجھپہ سایہ پڑگیا ہی اوس پری رو کا

اسیر زلف ہو کر ہون نہ زندون مین نہ مردون مین
اشارہ کیجیے مجھ نیم جان پر تیغ ابرو کا

کسی سینے جسطرح تارے جڑے ہون ماہ کامل مین
یہہ عالم سینۂ پر نور پر ہی اونکے جگنو کا

چھپا کرتا ہی تنکے او پر پری تیرا دیوانہ
سلیمان سے لکھا کر لا دے اک تعویز بازو کا

لیے پھرتے ہین بیت اللہ کو ہمراہ دنیا مین
تصور ہر جگہہ ای بت ہی تیرے طاق ابرو کا

وہ دیوانہ ہون جب آسیب ہجر شمع رو دیکھا
بنایا ہی پر پروانہ کو تعویز بازو کا

سر بازار یون قاتل نے دو ٹکڑے کیا مجکو
برابر جسطرح سے ہو ہر اک پلہ ترازو کا

سمجھتا ہون حصار افسون کرونگا کنج مرقد کو
اثر یہہ بعد مردن بھی ہی عشق چشم جادو کا

بڑھی مشق ستم یانتک اب اوس سفاک عالم کی
کہ قتل عام کرتا ہی اشارہ تیغ ابرو کا

مجھے رونے مین سبزہ گوش جانان کا جو یاد آیا
زمرد سا نظر آنے لگا ہر قطرہ آنسو کا

عفونت کہتے ہین وان نکہت گلزار عالم کو
دماغ اپنا بنا ہی آشنا جس گل کی خوشبو کا

رجب کا چاند ہی یہہ مصحف رخسار پر دیکھون
کہ دیکھا تھا صفر مین منہ نمودار اوس آئینہ رو کا

غزل راسخ

ہو جو ای مانی تصور یار کی تصویر کا
برگ نخل طور ہو کاغذ مری تصویر کا

ہو گیا مجنون مین اک عیسی نفس کے عشق مین
شور ہی چرخ چہارم تک مری زنجیر کا

سرمۂ تسخیر سمجھوا ہی پری کیا چاہیے
چشم جادو مین ہی عالم سرمۂ تسخیر کا

دیکھ لے قد کو ترے قمری اگر ای شمع رو
طوق بھی گردن مین ڈالے آہن گلگیر کا

آیا گہوارہ سے طفلی مین جنازہ کا خیال
ہوگئی یاد کفن عالم جو دیکھا شیر کا

وصل اک خورشید رو سے ہوگیا ہی خواب مین
کس معبر سے مین پوچھون حال اب تعبیر کا

راسخ اوس ناوک فگن کا گوشوارہ کیجئے
لعل پیکانی ہی میرے خون سے پیکان تیر کا

دیگر

ہی ندائے غیب گر عالم مری تقریر کا
لوح ناخواندہ لقب ہی صفحہ تحریر کا

ہی فلک پر شور اپنی آہ بے تاثیر کا
نسر طائر تک نشانہ بن گیا اس تیر کا

صحبت کج طینتان ہی راست بازونکو مضر
ہی کمان کا ربط خاک آغشتہ ہونا تیر کا

گل ہوے ساکت یہہ تیرا روے خندان دیکھکر
ہوگیا گلشن مین عالم گلشن تصویر کا

تشنگی جان کبھی ہو آب آہن سے شہید
ہون دم تسلیم گرفتہ تری شمشیر کا

عکس کس شعلہ رو کے شمع ہی ہر شاخ گل
دست گلچین نے مجھے دھوکا دیا گلگیر کا

سمجھے ہم وحشی تری آنکھون مین ڈورے دیکھکر
دام گسترده ہی یہہ صیاد آہو گیر کا

مانگیے اب وصل جانان کی دعا پڑھکر قنوت
استخارہ کیجیے تدبیر سے تقدیر کا

باعث سوز درون شعلہ ہین مژگان اشک
کام ہر نوک مژہ دیتی ہی آتشگیر کا

نطق کا تیرے اگر محو شنیدن ہی مسیح
منتظر ہی طور پہ موسی تری تنویر کا

چھوٹ کر یانسے ہوا حورونکی زلفون مین اسیر
سلسلہ فردوس مین بھی ہی مری زنجیر کا

رشک کہتا ہی کہ جب خط اونکا بھیجا چاہیے
چشم قاصد مین ہو عالم دیدۂ تصویر کا

حضرت شاہجہان کا عہد اب بھوپال مین
لطف دکھلاتا ہی راسخ عہد عالمگیر کا

دیگر

تصور ہی جو رونمین مجھے اک قد دلجو کا
گمان عالم کو عین آنکھون ہی سرو لب جو کا

سر تسلیم خم ہر کافر و دیندار رکھتا ہی
بڑھا طاق حرم سے رتبہ کیا محراب ابرو کا

جو میزان خرد مین کیا کمی ہی اونکو دولت کی
بھرا دیکھا ہی زر سے بیشتر پلّہ ترازو کا

نظر آتے ہین ساکت صورت تصویر کیون ناصح
یہہ حضرت دیکھہ بھاگے جلوہ کیا اوس آئینہ رو کا

پھونکا جاتا ہون مین تیری دل سوزانکی گرمی سے
زبان حال سے کہتا ہی تکیہ میرے پہلو کا

کیا مجنون مجھی عشق غزال چشم جانان نے
بجاے طوق گردن مین ہو حلقہ چشم آہو کا

اگر نامہ مین اوس محبوب موزون طبع کو بھیجون
کبوتر ہو وہین طیار رشتا ہین ترازو کا

نہین دل مین خیال اوس یاسمین رخ کا سمایا ہے
مگر شاخ صنوبر مین لگا ہی پھول شبو کا

گمان شہپر پرواز ہوگا آستینون پر
ہلیگا گر دم رفتار بازو اوس پریرو کا

حرم کی پردہ پلکین ہین شریف کعبہ مردم ہین
دکھایا آنکھہ نے اوس بت کی رتبہ طاق ابرو کا

غبار آنکھون مین دیکھے ابلق لیل و نہار اوسکا
بیان پھر توسن عمر روان کی کیا تگاپو کا

سحر ایک دم مین ساحران چاہ بابل ہون
پڑہون افسون جو اوس مہر جبین کے چشم ابرو کا

مین گریان گھر مین ہون خاموشی سے چراغان ہے
تبسم ہی چمکنا خانہ ویران مین جگنو کا

تصور اوس غزال چشم کا گھر مین جو ہی راسخ
بنا ہر روزن دیوار حلقہ چشم آہو کا

دیگر غیر طرح

بیان ہو کیا دلا اب آرزوے تیغ قاتل کا
ستم ہی طائر جان پر پڑا بنا مرغ بسمل کا

دہان زخم پانی مانگتے ہین تیغ قاتل کا
تن مجروح سے شاید ملا ہی خون سائل کا

فغان کے ساتھ ہر دم جانتا ہون جان نکلتی ہی
ملا مجھہ خستہ کو حلق بریدہ نیم بسمل کا

نظر آتا نہین وہ گل مجھے گلزار عالم مین
بدلنا چشم سے مجکو پڑا چشم عنادل کا

سحر جب ہوتی ہی گلشن مین غنچے قتل ہوتے ہین
نسیم صبح سے پوچھون ٹھکانا کوے قاتل کا

مشابہ سنبل و نرگس سے چشم و زلف ہی لیکن
تفاوت ہی سر مو مین فرق او سمین ہی اک تل کا

وہ گریان ہون کہ آب اشک سمجھا آب دریا کو
وہ مجنون ہون گمان موج ہوا پر ہی سلاسل کا

ہجوم یاس جب ٹھیرا اقامت گاہ پہلو مین
مین سمجھا قافلہ آیا ہی مجھہ مایوس کے دل کا

دیا دل بے طلب بلبل نے کب گلشن مین ای راسخ
کہ دست شاخ گلبن مین ہی گل کچکول سائل کا

غزل عاقل

دل جو مفتون تبسم ہی بت بے پیر کا
مضحکہ ہوتا ہی مجھپر ہر جوان و پیر کا

دیکھتے ہی رہ گئے رنگین اوس بت بے پیر کا
ہی غضب خون ہو گیا صدہا جوان و پیر کا

پند پہ کسکو عمل قائل ہون کب تدبیر کا
ناصحا ہو گا وہی لکھا ہی جو تقدیر کا

وار جسپر چل گیا قاتل تری شمشیر کا
گور ہی مسکن ہوا اوس عاشق دلگیر کا

سر کو دیکھو کاٹ کر ظالم نے رکھا دار پہ
تھا یہ معراج و فاحصہ مری تقدیر کا

شور و غل ہو جیہہ کرتی نہین ہی دمبدم
کر دیا دل رخنہ رخنہ زلف نے زنجیر کا

رتبہ اپنا اب زمین پر آسمان سے کم نہین
دل مین نقشہ کھینچ گیا ہی چاند سی تصویر کا

جو کہ ظالم ہین جزا سے ظلم سے بچتے نہین
شمع کا سر کاٹ کر کالا ہی منہ گلگیر کا

تیر پہلو مین لگا اوس ترک کا عاقل اگر
مرغ دل اوڑ جائیگا شہپر لگا کر تیر کا

ولہ

پریشان جب ہوا گیسوے مشکین میرے گلرو کا
معطر ہو گیا عالم ہوا ہیہ جوش خوشبو کا

ذرہ چھو لیسے ہیں آپ کیون کھلا کے جاتے ہین
اثر پیدا کیا کیا جسم نازک نے لجالو کا

کیا تسخیر تو نے سامری کو اک اشارہ مین
اثر ہی تیری آنکھون مین ستمگر ابتو جادو کا

جو چہرہ مہر محشر ہی تو قامت اک قیامت ہی
بلا او سپر ہی ایڑی تک لٹک آنا ہیہ گیسو کا

ذرہ تو بر مین آکر تھام لو اس وحشت دل کو
کبھی تو بخت چمکا دو بھلا عاقل کے پہلو کا

غزل عزیز

توڑ کیا تیری نگہ سے بڑھ کے ہوگا تیر کا
ٹکڑے ہوتا ہی اونھین قدمون جگر نخچیر کا

آپ وہ گھر آئے جب چھوڑا عمل تسخیر کا
کام بن تدبیر بنتا ہی سدا التقدیر کا

اوسکے آتے ہی ہرے سب زخم دل اپنے ہوے
سبزہ خط کیا نوشتہ تھا مری تقدیر کا

گرد باد دشت وحشت سرو قد اوٹھنے لگے
عاشق قامت کا تیرے شور ہی توقیر کا

کاغذ سادہ لئے آتا ہی کیسا نامہ بر
کیا جواب صاف پاسخ تھا مری تحریر کا

کو مین پھر اب شمع رویون کی ہوی دیوانگی
طوق ہو گردن کو میری آہن گلگیر کا

او بت ترسا خدا سے ڈر ندے یون ٹھوکرین
فرش رہ کوچہ مین ہی دل ہر جوان و پیر کا

چال آفت حشر قامت فتنہ آنکھین تل غضب
دیکھیے کیونکر بچے دل عاشق دلگیر کا

اپنے اس ہمعصر ممدوح معظم سے عزیز
نام زندہ ہو گیا دنیا مین عالمگیر کا

ولہ

اشارہ چشم شوخ فتنہ گر سے ہی یہہ ابرو کا
کمان مین بند کر کے بل نکالین شاخ آہو کا

غضب تھا باغ مین کھلنا لب رنگین گلرو کا
چھپائے ہونٹھ غنچون نے گلون نے منہہ تھے تھو کا

چمن مین مست نرگس دشت مین وحشی بنے آہو
اثر ہی تیری آنکھون مین ستمگر اب تو جادو کا

چلا ہی تن کے رشک غیرت شمشاد گلشن مین
اکڑنا دیکھتی ہین قمریان سرو لب جو کا

سبکدوشی ہوی کیا بار سر سے مجکو ای قاتل
بڑھی تلوار بار ہو نہ پر کھیلا ہو دست و بازو کا

جلایا باغ مین مجکو گلون نے داغ دیکر
نبھایا جب اثر گلرو تمھاری رنگ اور بو کا

ازل سے جو مقدر ہی جہان ہم ہونگے پہونچیگا
نہین جز کار لا حاصل نتیجہ کچھہ تگاپو کا

وہ گل کھائے ہین جھلون کے بنا ہون غیرت گلشن
عنادل ڈھونڈتے ہین آشیانہ اپنے پہلو کا

ملک دہشت سے تھرائے عرش نزاف لاک چکر آئے
اوٹھا ہی دشت مین جب شور دل سے اپنے یا ہو کا

غزل لمتیز

ہو گیا شیدا دلا تو اوس بت بے پیر کا
صدمہ پر صدمہ اوٹھایا نالہ شبگیر کا

گر لب شیرین کا بوسہ ہو عطا مجھے نے ارکو
سہل پتھر ہو جائے لانا مجکو جوئے شیر کا

بے نیازی ہی غضب اوسکی نکچھہ پایا اثر
زور کا زر کا فغان کا نالہ شبگیر کا

کاٹ کر فتراک سے باندھا جو سر اوس شوخ نے
حوصلہ نکلا اٹھا حوصلہ ہوا نخچیر کا

بعد مردن بھی رہی سرگشتگی مانند قیس
نقشہ لیلے پھرتے ہین لڑکے مری تصویر کا

ہجر مین سیلاب مجھہ مجنون کی آنکھوں سے بہا
بن گیا گرداب ہر حلقہ مری زنجیر کا

ہو گیا کشتہ ممتیز اوس سیمتن کے عشق مین
کیون نہ اپنی خاک پر عالم ہوا ب اکسیر کا

دیگر

مین ہون دیوانہ سایہ پڑگیا ہی اوس پریرو کا
کوئی لکھوا کے لا دو اب مجھے تعویز بازو کا

چمن مین حشر برپا ہوگیا رفتار گلرو سے
بزنگ صور اسرافیل ہی ہر پھول شبو کا

سکندر بخت ہی وہ شاہ خوبی کب چلے اوس پر
کوئی حکمت فلاطون کی کوئی قابو ارسطو کا

ہوے ہین دفن ہوکر سرخرو گنج شہیدان مین
چبا کر پان قاتل نے ہماری قبر پر تھوکا

تمیز اب مانگتا ہون یہہ دعا باری تعالے سے
گران ہو نیکیون سے حشر مین پلہ ترازو کا

غزل اخلاص

نقش دلپر ہی مرے اس سرمہ کی تحریر کا
کام آنکھون سے ارے ظالم لیا تسخیر کا

ہی عجب پرواز ای صیاد تیرے تیر کا
کوئی پہلو بھی نہ چھوڑا زخم سے نخچیر کا

اوس رخ پرنور کا یون نقش ہی دلپر مرے
آئینہ مین عکس ہو جیسے عیان تصویر کا

قتل کرنا ہو تو کیجے تیغ ابرو سے صنم
اور قیدی کیجیگا زلف کی زنجیر کا

ضبط کرتا ہون خدا جانے مین کیا کیا سوچکر
توڑ دون پتھر وہ اثر ہی نالہ شبگیر کا

سوز ہجران سے ہوی ہین خاک میری ہڈیان
ضبط کی تاثیر سے پتلا بنا اکسیر کا

باغ عالم مین نہین اوسکا پتہ اخلاص ہای
ہون ازل سے شیفتہ جس گل کی مین تصویر کا

ولہ

خدا جانے اوٹھا کیون دیکھتے ہی درد پہلو کا
نہین زخمی ہوا مین تیر مژگان تیغ ابرو کا

امید زیست ہوتی ہی ادھر جب دیکھہ لیتے ہو
پھرا جب منہ تو دل رہتا نہین پھر میرے قابو کا

لب معجز بیان سے اپنے کچھ تو آپ فرمائین
حسین ہی یہ جبین ہی اور پھر سیرت بھی اچھی ہی

بہت مشتاق ہون مین آپکی گفتار نیکو کا
نہ ہون کیونکر مین بندہ ایسے خوشرو اور خوشخو کا

خدا دیتا ہی چھپر پھاڑکر رزق اپنے بندونکو
مگر تابع نہو اخلاص اپنے نفس بدخو کا

غزل عیش

آئینہ ہی دل مرا اوس چاند سی تصویر کا
اسلیئے عالم مرے سایہ مین ہی تنویر کا

باتین کرتے ہین نگاہون مین ہم بیخوف وباک
دیکھتے ہین جب وہ ہم موقع نہین تقریر کا

یہہ اشارہ ہی کہ ہون دیوانۂ عاشق مزاج
اسلیئے قیدی بنا ہین زلف کی زنجیر کا

سامنے مظلوم کے ظالم ذلیل وخوار ہی
شمع کے زیر قدم رہتا ہی سر گلگیر کا

ہی تصور تیغ ابرو کا یہانتک آپ کے
بنگیا قالب مرا بھی میان اس شمشیر کا

ہی اثر مجھہ بندۂ اللہ کی الفت کا یہہ
عرش پر ہی جو دماغ اب اوس بت بے پیر کا

پیش قسمت ہیچ ہی انسان کی تدبیر عیش
سعی لاحاصل ہی اوسمین جو نہین تقدیر کا

ولہ

نہین مین قیدی وزخمی کسکی زلف وابرو کا
ولے حیرت زدہ ہون آپکے آئینۂ رو کا

نہین آتا سمجھہ مین پیچ در پیچ اونکے گیسو کا
بلائے جان پھر اوسپر ہی خمیازہ ہر اک مو کا

نہ مرتے بیستونکو کاٹ کر شیرین کو لے لیتے
دکھاتے ہم اگر فرہاد بنکر زور بازو کا

ہوا ہی اشک کا فوارہ میرے سر باوج ایسا
فلک پر کیا عجب چڑہ جائے قطرہ آنسو کا

میری تحریر کیا تسخیر کا بھی کام کرتی ہے
بنا یا یار نے خط پڑہ کے جو تعویز بازو کا

رکھون تاج شاہی سر پہ مین اوسکے مقابل مین — اگر مجکو میسر آئے تکیہ اوسکے زانو کا
جو مرجاؤن تو یارو یاد رکھنا اس وصیت کو — ہماری قبر پر تعویذ رکھنا اوسکے بازو کا
کہان ہی تاب یہہ پہلے پڑا ہی عکس چہرے کا — چمک پر تیری جگنی کے گمان ہی ہمکو جگنو کا

سنا وصف اوسکا جتنا جسنے اوس سے بڑھکے دیکھا ہی
بیان ای عیش کیا ہو مجھسے اپنے یار دلجو کا

غزل عاشق

تھا ازل سے یون ہی لکھا کاتب تقدیر کا — صاف ہی انکار خط یار سے تحریر کا
محو نظارہ ہوا اسکی نظر کے تیر کا — طائر دل پر گمان ہی طائر تصویر کا
یہہ ہوا ناوک فگن کی چشم میگون کا اثر — بوے صہبا دے رہا ہی خون ہر نخچیر کا
یار کی چین جبین کے عشق مین سرگشتہ ہون — دوستو مارا ہوا ہون گردش تقدیر کا
اشک کے دریا بہے ہیہ یاد زلف یار مین ہا — ہی گمان اب موج سے سر پر دام ماہی گیر کا
آج میخانے پہ واعظ بن کے بیٹھے ہین اب — شیخ جی قائل ہون مین اسکی تدبیر کا
مصحف رخ کے تصور مین یہہ دل سی پارہ ہی — مین بھی حافظ ہون اسی قرآن کی تفسیر کا
کوے قاتل مین کیا جسنے کچھ پاس ادب — حشر تک وہ بے گنہ مورد ہین تعذیر کا
ایک بوسہ لیکے مین سنتا ہون لاکھون گالیان — ہی عوض اس پیار کی توقیر مین تحقیر کا

صورت فرہاد عاشق پھوڑیے پتھر سے سر
سنگ سے بھی سخت ہی دل اوس بت بے پیر کا

ولہ

کوئی بسمل ہی ابرو کا کوئی مارا ہی گیسو کا — مین کشتہ ہون فقط اوسکی نگاہ چشم جادو کا

اوٹھایا دل نے طوفان مجھپہ عشق چشم جادو کا
ابھی قطرہ تلک ٹپکا نہین آنکھونسے آنسو کا

وہ دلبر اوٹھ گیا پہلو سے مین بیٹھا رہا ششدر
وہ کیا اوٹھا کہ اوٹھا بیٹھے بیٹھے درد پہلو کا

بنا کر مجکو وحشی اور اب آنکھین دکھاتے ہو
لڑاتا خوب تمکو یاد ہی آہو سے آہو کا

سیاہی زلف شبگون کی مری آنکھونمین چھائی ہی
گمان ہوتا ہی خورشید فلک پہ دن کو جگنو کا

نہین کچھ آسمان پر ابر مین یہ برق تاباں ہے
چمکتا ہی ڈوپٹہ مین ترا موباف گیسو کا

چبھوتا ہی کوئی میرے جگر مین نوک خنجر کی
اشارہ یاد آتا ہی جب اوس قاتل کے ابرو کا

لبون مین سرخی پان دیکھکر تھوکا لہو برسون
ہوا ہی اور اب سودا کسیکی یاد گیسو کا

اثر میری سیہ بختی کا ہی عاشق پس مردن
لحد پر کھولنا اونکو پڑا پھر اپنے گیسو کا

غزل حافظ

جنبش ابرو سے دل بچتا نہین نخچیر کا
ہاتھ اچھا صاف ہی قاتل تجھے شمشیر کا

حشر مین ہوویگا جب ہنگامہ دار و گیر کا
کیا سبب کہویگا تو بے جرم کی تعذیر کا

مجھپہ اوّل وار قاتل نے کیا شمشیر کا
کیا نصیب اللہ اکبر ہی مری تقدیر کا

یہانتلک آناہی مشکل اوس بت بے پیر کا
کیا اثر جاتا رہا ہی آہ کی تاثیر کا

مجکو پہنانا عبث ہی چارہ گر زنجیر کا
ہون مین سودائی کسیکی کاکل شبگیر کا

کونسا ابرو کمان ناوک فگن یارب ہوا
دل مین میرے ہوگیا سوراخ کسکے تیر کا

خاک پاے یار کیا اکسیر سے بہتر نہین
مین عبث طالب ہوا اکسیر کا

سینہ کاوی غم مین ہی شیرین لبونکے اب یہان
کوہکن سا مین کرون کیا قصد جوے شیر کا

دل تو کیا اوس بت کا پتھر مین بھی ہوتا ہی اثر
تا فلک پہونچے ہی نالہ صاحب تاثیر کا

شمع کا سر کاٹ پروانونکو دیتا ہے جلا
رحم کا شیوہ نہین ہرگز کسی گلگیر کا

زلف برہم کیون ہوئی ہمین ہی کیا سیری خطا
شور پہنچے دور ہی ہان نالۂ شبگیر کا

رشک کہتا ہی نہ دیکھے تا کبھی صورت کوئی
ہمنے کھینچا دلپہ ہی نقشہ تری تصویر کا

بھاگتے پیر و جوان ہین ای پریرو دیکھنا
غل اوٹھا ہر سمت سے دیوانہ کی زنجیر کا

تارک الدنیا نے کیسا ترک دین یا رب کیا
عشق حافظ کو ہوا ہی اوس بت بے پیر کا

ولہ

سنا ہی غیر عاشق ہو گیا اوس شوخ دلجو کا
اوٹھائیگا ستم دیکھینگے کیونکر ایسے بدخو کا

کیا ہی جبسے قتل عام تونے ای جفا گستر
جہان مین ہو گیا شہرہ تمھارے زور بازو کا

تمھاری چشم شہلا کو بھلا تشبیہ دین کس سی
پھٹی آنکھین ہین نرگس کی بھلا دیدہ ہی آہو کا

رخ روشن پہ چھوڑی زلف کافر کسلیے تمنے
بڑھایا حسن نے رتبہ تمھارے خوب ہندو کا

گلون کے ذکر سے بھی دل کو ہوتی ہی پریشانی
ہوا ہی شیفتہ جبسے کسی شوخ سمن رو کا

کرین سینہ سپر کسکی پھنسے ہین دو کے جھگڑون مین
رکے کے تیر مژہ تو وار ہی پھر تیغ ابرو کا

اثر تریاق کا ہوتا نہین ہی اوسکے کاٹے پر
زمانے مین نہین منتر ہی اونکے مار گیسو کا

بتان سنگدل کو دیدیا دل بل بے نادانی
خدایا تو بچانا اسکو یہہ حافظ بہت چہ کا

غزل عسکری

غم الفت کی کاہش سے بدن یا تنک مرا سوکا
کہان کا خون آنکھون مین نہین اک قطرہ آنسو کا

اثر افسونگرون کی کچھ نہین ہوتا ہی چھو چھو کا
زمانے مین نہین ہی منتر اونکے مار گیسو کا

بجز یاد آلہی یان بسر ہوگی نہ عمر اپنی
کہ یہہ صحراے وحشت ناک اک میدان ہی ہو کا

وہ گو مانع ہو حاجب ہو تمھارے در کا دربان ہی
خلاف وضع ہی کیا دون جواب اوسکو مین تو تو کا

کنارے گور کے پہنچے ہین شوق ہمکناری سے
دل نادان ہمارا یہہ تو اک دشمن ہی پہلو کا

جفا و جور سے برپا ہوا ہی فتنہ عالم مین
لیا ہی ای ستمگر تو نے کیون شیوہ ہلاکو کا

نشان نام خدا بعد فنا ہی کسقدر باقی
ترے وحشی کی تربت پر ہوا ہی مسکن آہو کا

نہ بے مہری تمھاری عسکری کو تمسے کچھ شکوہ
نہین پروا ہے ذرا اوسکو مگر الفت کا ہی بھوکا

ردیف باے موحدہ

غزل منود

بیوجہ زیر زلف پریشان ہین خال کب
بے دانہ کے بچھاتے ہین صیاد جال کب

سحبان کو میرے سامنے تاب مقال کب
حسان کو نصیب ہوا ارتجال کب

غافل ہین اس خیال سے اہل کمال کب
بے کسب نور بدر بنیگا ہلال کب

اعجاز سے ہی ساغر می دست یار مین
ورنہ ہی آفتاب کے نیچے ہلال کب

غم کو بھی ہمنے ساتھ ملایا ہی خاک مین
آلودہ غبار ہی گرد ملال کب

ٹپکا ہی لعل چشمہ خورشید سے کوئی
اوس مہر کے دہن سے گرا ہی اوگال کب

قسمت دل دونیم کی پٹیا کیا جگر
اس زخم کو نصیب ہوا اندمال کب

ابر بدن سے میرے یہہ رحمت برستی ہی
فرط گنہ سے ہی عرق انفعال کب

بہلاتا ہون یونہین دل صحرا پسند کو
ہون ای منود عاشق چشم غزال کب

ولہ

آئینہ مین عکس رخ ہی روئے دلبر کا جواب
تیسرا کب شش جہت مین ایسے ہمسر کا جواب

لکھتے ہین اک عمر سے ہم خط دلبر کا جواب
طول مضمون سے ہوا ہی نامہ دفتر کا جواب

باغ عالم مین نہین یون اوس گل تر کا جواب
جیسے گردون پر نہین مہر منور کا جواب

سینہ ہی آتشکدہ اوس شعلہ رو کے عشق مین
سوز غم سے دل ہی پہلو مین سمندر کا جواب

ہی قضا کا سامنا اوسکی نگاہ قہر مین
ہی غزال چشم جانان بھی غضنفر کا جواب

اوڑ گیا مثل کبوتر خود ہوائے شوق مین
ختم جبدم ہوگیا مکتوب دلبر کا جواب

یاد اوس سرو سہی کی ہی بہار بیخزان
گلشن تن مین نہین دل کے صنوبر کا جواب

قاصدی کے واسطے پروا کبوتر کی نہین
مرغ مضمون کے لیے کاغذ ہی شہپر کا جواب

تیر سے کچھ کم نہین اوس ترک کا تیر نگاہ
ابرو و مژگان بھی ہین شمشیر و خنجر کا جواب

جیتے جی پہنچا نہ مین اوس شاہ ملک حسن تک
کالبد اپنا تھا کیا سد سکندر کا جواب

ہائے کیونکر حشر مین یہہ آرزو بر آئیگی
باغ جنت بھی نہین ہی کوے دلبر کا جواب

سایہ ختم رسل معدوم تھا جو ای منود
یہ اشارہ تھا نہین ہی اس پیمبر کا جواب

غزل عاقل

پوچھے ہی ای نسیم وہ گل میرا حال کب
آتا ہی بلبلون کا گلون کو خیال کب

ناخن اوٹھا لیا ہی ترے پا کا ماہرو
روشن فلک پہ ہوتا ہی ایسا ہلال کب

بلبل ہمارے نالون کی کیا نقل کر سکے
اک جانور اوڑائے ہمارا کمال کب

ہاتھ آئے دیکھو کب ثمر نخل آرزو
جوبن پہ آئے دیکھیے وہ نونہال کب

پھانسا ہی طرفہ دام مین صیاد نے ہرن — پھیلا ہی چشم یار پہ زلفون کا جال کب

بیہودہ این جواب مگر چپ را نزما — ایجان کیا ہی وصل کا ہمنے سوال کب

ہمنے بنا دیا ہی پریزاد دلربا — انداز و ناز تھی یہ ترے خوشخصال کب

بعد فنا بھی سر پہ اوٹھاتا ہی آسمان — بیٹھا غبار کلفت رنج و ملال کب

حسرت گواہ خون شہیدان حنا ہی یہہ — مہندی سے ہاتھ پاؤن تمھارے ہین لال کب

عاقل ہمارا یار سراپا ہی نور کا
یوسف مین تھا عزیز یہہ حسن و جمال کب

ولہ

سرخی یاقوت لب ہی لعل احمر کا جواب — زلف مشکین مشک چین و سنبل تر کا جواب

عارض تاباں ہیں اونکا مہر انور کا جواب — خال روشن ای فلک ہی صاف اختر کا جواب

نالہ پر سوز اپنا ہے قیامت ای فلک — صور اسرافیل کا ہی یہہ برابر کا جواب

ہی شبستان مین حسینون کی وہ ماہ جلوہ گر — ایک جا دکھلا رہا ہی بدر و اختر کا جواب

تیرے روئے آتشین کی حسرت دیدار مین — داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب

عشق اک محبوب لاثانی کا تھا تقدیر مین — کون ازل مین دیکھا میرے مقدر کا جواب

تشنگی اپنے فدائی کی بجھا دیتا ہی صاف — تیرا آب تیغ ای قاتل ہی کوثر کا جواب

لاکھ برسے اور اُمڈے پر گھٹے گا ای فلک — ابر باراں ہی نہ ہوگا دیدۂ تر کا جواب

یا الٰہی کیا ہوا کاٹے نہین کٹتا یہہ دن — روز فرقت ہو گیا کیا روز محشر کا جواب

ہی عقیدہ اپنا یہہ اور اسمین عاقل شک نہین
ہی نہ ہوگا حشر تک دین پیمبر کا جواب

غزل عزیز

چھپتا ہی زلف سے ترا حسن و جمال کب
آتش کو زور کے لیے ہی دھوئین کی مجال کب

ناقص کو غم ہو صورت اہل کمال کب
ہوتا ہی آفتاب سپر تک زوال کب

کس دن سر و نکے در پہ نہ تو دے لگا دئے
تلوار کی صفت نہ چلے آپ چال کب

سانچے مین ہی ڈھلا قد بالاے گلعذار
لاویگا ایسی سرو چمن چال ڈھال کب

یہہ چال یہہ ادا یہہ بناوٹ بھلا کہان
برجستہ تیری ہوگی ہرن سے مثال کب

رنگ ازل نہ صحبت رنگین سے ہو بدل
سرسبز خط رخ مین ہوا آکے خال کب

تاب عدو نہین کہ یہان پاون رکھ سکے
آتا ہی سوے بیشۂ شیران شغال کب

طاؤس و کبک کو نہین گلچین مناسبت
پاوین گے سیر گل کی بھلا بول چال کب

مینا سے سبز ساغر یاقوت پر ہوا
عارض ہی خط سبز مین وہ لال لال کب

اوڑ کر جا ہی خون شہیدان عشق یہہ
قاتل نے ابروؤنپہ ملا ہی گلال کب

بیمثل بے نظیر ہی بیشک ترا دہن
لب کھول کوئی بول اوٹھے ہی مجال کب

عارض کا حسن آمد خط سے نکیون ہو کم
بے عیب چھوڑے کاسۂ چینی کو بال کب

ہم بھی تو بال باندھی اوڑاتے وہین عزیز
اونکی کمر کا پر نظر آتا ہی بال کب

ولہ

چشم نرگس زلف سنبل قد صنوبر کا جواب
باغ عالم مین نہین ہی اوس سمن بر کا جواب

در دندان گوہر غلطان سے ہین بڑھکر کہین
اور لب لعلین ہی گویا لعل احمر کا جواب

خوش قدون کے عشق مین ہین استخوان تک مثل تار
جسم لاغر ہو گیا گویا کہ مسطر کا جواب

ہوگیا مدہوش عالم تیری پڑتے ہی نظر
ہین مگر یہ چشم میگون جام و ساغر کا جواب

ہی نگاہ ناز ناوک برچھیان موے مژہ
ابروے پیوستہ ہین تیغ دو پیکر کا جواب

گم گیا قسمت سے دست نامہ بر مین جا کی
ہوگیا نامہ مرے خط مقدر کا جواب

صورت ہد ہد مگر یہ لے اوڑیگا خط شوق
ہی ہمارا مرغ دل گویا کبوتر کا جواب

الفت موے مژہ مین سر بسر ا ہین عزیز
بال بال اپنا ہی تن پر خار و نشتر کا جواب

غزل تمیز

سنتا ہی میرے صدمۂ فرقت کا حال کب
پھر اوس صنم سے ہوگا الٰہی وصال کب

عالم مین حشر ہوتا ہی رفتار سے بپا
ہل چل پڑے نہ چلتے ہین وہ ایسی چال کب

زندونکو مردے مردونکو زندہ کروگے تم
کم معجزون سے ہوگا تمھارا کمال کب

ہر دم جواد حسن جو کہتے ہین مجکو آپ
پورا کیا ہی بوسون کا میرے سوال کب

ابرو جو چاند رات کو تمنے دکھا دیے
ہوگا فلک پہ آج نمایان ہلال کب

قاتل کی تیغ کاٹے گی دل سے جگر تلک
روکے گی اوسکے وار کو سینہ کی ڈھال کب

تار شعاع لیکے جو حاضر ہی آفتاب
ہی رشک ماہتاب کو شوق خلال کب

بہکانے سے رقیب کے بدظن ہوا ہی یار
ورنہ مری طرف سے ہی اوسکو ملال کب

دفتر شکایتون کا وہ کھولینگے وصل مین
میرا سنینگے قصۂ ماضی و حال کب

مفلس غریب عاجز و عاشق تمیز ہے
اب وصل سے کروگے اسے تم نہال کب

ولہ

ماہ تابان کب ہی اوس روئے سنو کا جواب
داغ ہی اوسمین وگرنہ ہی برابر کا جواب

اوسکی جنبش سے سر جا بناز ہوتے ہین جدا
ای ستمگر کیا تری ابرو ہی خنجر کا جواب

آب حیوان کر نہین سکتا ہی اوس سے ہمسری
ہین لب جان بخش جام حوض کوثر کا جواب

نالۂ زنجیر پا مثل صدائے صور ہی
داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب

عشق مین آنکھون کے سودا ہو مجھے گر چارہ گر
فصد کو موئے مژہ بنجائے نشتر کا جواب

قطرۂ ناچیز دریا سے کرے کیا ہمسری
ابر باران کب ہی میرے دیدۂ تر کا جواب

ہی لطافت موج زن اوسکے نہانیکے سبب
نہر کا پانی ہی آب حوض کوثر کا جواب

ہی ادہر مژگان صف آرا اور ہجوم خط اودہر
دیکھیے کیا خوب لشکر ہی یہ لشکر کا جواب

فوج مژگان کی صفین آگے ترک بے افسر نہین
تیری ہر دو چشم ہین کپتان میجر کا جواب

ٹپہ گیا ہی ای تمیز اوس عارض رنگین کا عکس
کان کا موتی بنا ہی لعل احمر کا جواب

غزل اخلاص

دیکھیں نصیب ہوہین اوسکا وصال کب
رہتا ہی اوس پریکو ہمارا خیال کب

بے بوسہ اوسکے لب کا کسیکی مجال کب
عیسی کو بھی ملا ہی دہن کا اوگال کب

گھبرا رہی ہی روح کہ ہو انتقال کب
میرے کریم حورون سے ہوگا وصال کب

فرقت مین اوسکی تلخ ہوی مجکو زندگی
یارب ملیگا مجھسے وہ شیرین مقال کب

قالب کا گرچہ روح سے اخلاص ہی بہت
لیکن یہہ مشت خاک ہوی لازوال کب

ولہ

کون کہتا ہی ترے روے منور کا جواب
اور مجھسے عاشق و رنجور و لاغر کا جواب

صاف ظاہر ہو گیا مجھپر کہ خط آنے لگا
نامہ بر آیا جو لیکر خط دلبر کا جواب

سینہ زخموں سے کیا گلزار قاتل نے تو کیا
ہاتھہ آیا حشر کو مشق ستمگر کا جواب

اک اشارہ مین بنی ہی عاشقون کی جا نپر
یہہ وہی ابرو ہین جو رکھتے ہین خنجر کا جواب

دونون زلفین دونون رخسار کے خط و خال جبین
ای صنم ہی پاس تیرے ہفت کشور کا جواب

کوئے بدنامی سے گذرا ہون کسیکے عشق مین
کوئی لکھنے کا نہین اب میرے محضر کا جواب

کرتے تھے اخلاص قسمت آزمائی رات دن
سن لیا آخر مگر تمنے سقدر کا جواب

غزل عیش

رنجیدہ تم ہو مجھکو ہی تمسے ملال کب
میرا ہی آپ کا سا غم آلودہ حال کب

پایا کسی نے آپ سا حسن جمال کب
دیکھا کسینے ایسا خط و زلف و خال کب

جب تک ہی یاد تیری مرے تن مین جان ہی
رہتا ہون زندہ تیرے بغیر از خیال کب

دہوکا وہ دیکے جاوین تو پہچان لین اونھین
ہمسے ہزار مین بھی چھپے اونکی چال کب

جوبن پہ آپ اپنے عبث کرتے ہو غرور
رہتا ہی نور بدر کا دائم کمال کب

آئینگے چھپکے وہ شب تاریک میرے گھر
بنتا ہی بدر دیکھئے گھٹ کر ہلال کب

قد کو جھکا کے دیوین وہ بوسہ تو لطف ہی
دیتا ہی دیکھین یہ ثمر اونکا نہال کب

دل کو جگر کو آنکھو نکو ان سبکو دے چکے
ہم منتظر ہین کرتے ہین وہ پائمال کب

ای عیش صبح و شام بہم دونون ایک ہین
زلفون کے اونکے چہرے پہ بکھرے ہین بال کب

ولہ

داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب
زخم تن میرا بنا ہی صاف خنجر کا جواب

دیدۂ تر دونون ہین تسنیم وکوثر کا جواب
قطرہای خون ہین ہر اک اوسکے جوہر کا جواب

خاطر محزون مین جبسے تم ہوئے رونق فزا
دل ہمارا ہو گیا ہی آپ کے گھر کا جواب

کاغذ بادی پہ سے ہمنے اسلیئے لکھا ہی خط
تا کہ لیجاوے صبا مکتوب دلبر کا جواب

منہ سے کب نکلی ہی گالی دوست کی دشنام پر
ہم نہین دشمن کو بھی دیتے برابر کا جواب

ہو گئے صدمہ سے اوسکے دل کے ٹکڑے سیکڑون
سخت پتھر کی طرح ہی اوس ستمگر کا جواب

صانع ومصنوع کب اے عیش دونون ایک ہین
ہو نہین سکتا ہی آئینہ سکندر کا جواب

غزل عاشق

رہتے ہین منتشر تری زلفونکے بال کب
ایسے ہوئے تھے جان کو میری وبال کب

جسکے عوض مین گالیان دیتے ہو برملا
مینے کیا تھا بوسہ کا تمسے سوال کب

وحشت مین جسکے عشق کے آہو کی شکل ہون
یارب ملیگا مجکو وہ رعنا غزال کب

قاصد سنبھل کے جائیو قاتل کے روبرو
پوچھیگا تجسے وہ مری فرقت کا حال کب

ہی خال رخ عیان تو نہان زلف یار ہی
ظاہر مین سچ ہی رکھتے ہین صیاد جال کب

خنجر دکھاتے ہین کبھی شمشیر کھینچتے ہے
مینے کہا تھا ابرو کو اونکے ہلال کب

بدنام کردے مفت مین عاشق کو یون کوئی
ہمکو ہوا نصیب کسی کا وصال کب

ولہ

اشک کا ہر ایک قطرہ ہی سمندر کا جواب — ابرِ نیسان کب ہی میرے دیدۂ تر کا جواب
ہیرے وندان ہین تیغ ہین لب لعل احمر کا جواب — دست و پا بلور ہین رخ ماہ انور کا جواب
نوک مژگان دے رہی ہی تیر و نشتر کا جواب — دونون ابرو ہین ترے شمشیر و خنجر کا جواب
ماہ ہی چہرہ ترا ابرو ہلال عید ہی — ہی یہ افشان جبین ہر ایک اختر کا جواب
رحم آتا ہی مجھے دنیا مین دکھلاؤن کسے — داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب
خط کی پیشانی مین لکھا یار نے انکار وصل — اس اشارے سے دیا میرے مقدر کا جواب

حق ہی عاشق مدحت نواب عالمگیر خان
دیکھو عالم مین کہان ہی اس سخنور کا جواب

غزل حافظ

ہی ماہ چاردہ ترے رخ کی مثال کب — ہین آہوے چشم و زلف و رخ و خط و خال کب
جینا جو ناگوار مرا ہے حضور کو — دل لیکے جان کا مجھسے کیا تھا سوال کب
تا زیست سوز غم سے جلو گو برنگ شمع — میری زبان ہلے ہی یہ مجھکو مجال کب
بے مانگے بوسہ دیتے ہین سچ یہ ہی مثل — ہوتی نہین فقیر کی صورت سوال کب

حافظ خدا کو مان شکایت نکر عبث
ہی بد خصال تیرا اب خوشخصال کب

ولہ

دے رہا ہون یار کو خط مین برابر کا جواب — کسکی قسمت ہی جو ہو میرے مقدر کا جواب
میرے سینہ مین بھرا کس مہر تابان کا ہی نور — داغ دل جو بن گیا خورشید محشر کا جواب
مجھکو کیا ڈر ہی نبی میرا شفیع المذنبین — بیدھڑک دونگا سوال روز محشر کا جواب

دولت عشق نبی کا ہو خزانہ جسکا دل | پھر بھلا نکلے کہان ایسے تونگر کا جواب

اوس نبی کی زلف و عارض کا اگر ڈھونڈھون ملے
کیون نسمجھے اوسکو حافظ عطر و عنبر کا جواب

غزل عسکری

یوسف نے تیرا پایا ہی حسن و جمال کب | اس حسن لازوال کا ہوگا زوال کب
کبک دری چلے گا تمھاری سی چال کب | کب ہی خرام ناز یہہ غنج و دلال کب
ہی دام زلف طائر جان کو وبال کب | بیوجہہ زیب چہرہ ہی یہہ خط و خال کب
عیسی نے تیرا پایا ہی یہہ قیل وقال کب | یہہ پیاری پیاری باتین ہین یہہ بول چال کب
بھولے ہی ہجر مین کوئی لطف وصال کب | کھودیتا ہی وہ لطف یہہ رنج و ملال کب
وہ بدگمان ہی اور ہی اوسکو گمان ہے | یارب کریگا میرا وہ قتل وقتال کب
بس بس معاف کیجیے گستاخیونکو اب | بے بوسہ و کنار ہی لطف وصال کب
نرگس کہان ہی اور کہان چشم شوخ شوخ | عین خطا ہو جسمین وہ دینگے مثال کب

باشندگان دہلی سے اورونکو کیا مثال
یہہ بول چال عسکری یہہ قیل وقال کب

ولہ

ابروے قاتل بنی ہی صاف خنجر کا جواب | نوک مژگان سے عیان ہی نوک نشتر کا جواب
سلک دندان ہین کسیکے سلک گوہر کا جواب | اور لب لعلین بنا ہی لعل احمر کا جواب
لخت دل بیشک ہی یہہ یاقوت احمر کا جواب | اشک غلطان ہی ہمارا صاف گوہر کا جواب
داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب | دود افغان ہی ہمارا چرخ اخضر کا جواب

بزم مین گو بادۂ گلرنگ ساقی ہو نہو — چشم کیفی ہی کسیکی جام و ساغر کا جواب
ہووے کیا یا جو چٹے اعداسے ہمکو فکر کچھ — آہ پر درد اپنی ہے سدِ سکندر کا جواب
حق سے کیا بطلان ہوا ہی صاف و باطل کا عیان — کوئی کافر دے سکا جنگ خیبر کا جواب

کوئی حاسد کوئی اعدا ہینگے یہہ اعدا تمام
عسکری کس کس کا دون مین قول ابتر کا جواب

ردیف بای پارسی

غزل ملود

چشم گریان مین ہوے اشک گہر آپسے آپ — رشک اصداف بنے دیدۂ تر آپسے آپ
ہین جلو مین جو یہہ رحمت کے فرشتے حاضر — مجکو بھیجا مرے مولانے کدھر آپسے آپ
کہتا ہون مین دل پہ داغ کو اپنے ہر بار — آئے ہین نخل تمنا مین ثمر آپسے آپ
خو دہوے موئے سیہ روز کی مانند سفید — شام مین مل گئی یان آکے سحر آپسے آپ
خط پیشانی مین لکھا ہی کوئی ماہ جبین — مثل گردون نہین پھرتا مرا سر آپسے آپ

نہ کوئی عرش برین ہی نہ یہہ کعبہ ہی کوئی
دل ملود اپنا ہی اللہ کا گھر آپسے آپ

ولہ

کیا احتراز کرتے ہین غیرونکے گھر سے آپ — ڈرتے ہین میری آہ سریع الاثر سے آپ
ایسے ہین آپ میرے مسیحائی جنگجو — مرجاؤن تو لڑینگے قضا و قدر سے آپ
کیا ذکر ہی جو تار تصور کا ٹوٹ جائے — گویا کہ بندھ گئے مرے تار نظر سے آپ

گذری شب وصال گذرتا ہون جان سے
دلوائیے کفن مجھے جیب سحر سے آپ

ہنستے ہو روٹھنے مین مری آہ سرد پر
کھلتے ہو غنچہ بن کے نسیم سحر سے آپ

خود نازکی سے اپنی پریشان ہو گئے
مانند زلف اوجھے ہین موئے کمر سے آپ

دنیا سے ہم گذر گئے یہہ کہتے ہین ای نمود
جنت مین آبسے ہین نکلکر سقر سے آپ

غزل عاقل

جذبہ عشق دکھاویگا اثر آپ سے آپ
دیکھہ لینا وہ چلے آئینگے گھر آپ سے آپ

خوف عقبیٰ کا نہ تنگی لحد کی کچھہ فکر
اٹھتے بیٹھتے ہاتے ہین عبث صاحب زر آپ سے آپ

ہوتا جس سمت کو ای قبلہ حاجات مرا
پھرتا دل قبلہ نما سا ہی ادھر آپ سے آپ

اثر تار نظر بھی نہین پہنچا اوس تک
کس لیے لچکی ہی اوس گل کی کمر آپ سے آپ

رکھہ کے وہ ہاتھہ کمر پر بھی چلا ناز سے کب
دل مرا دھڑکے ہی کیون دو دو پہر آپ سے آپ

محفل غیر مین جانا نہین اچھا جانان
دل مرا دیکھنا کر دیگا خبر آپ سے آپ

بیٹھے بٹھلائے پھنسا زلف سیہ مین کیون دل
تو نے سودائی بلا لی ہی یہہ سر آپ سے آپ

پیش آیا نہ ابھی حرف فغان ای عاقل
ہوتے افلاک ہین کیون زیر وزبر آپ سے آپ

ولہ

مجکو چھوڑا کے ناصحا اوس فتنہ گر سے آپ
کرتے جدا ہین جان کو جسم وجگر سے آپ

کشتہ کرین ابھی مجھے تیر نظر سے آپ
دھمکاتے ہر گھڑی جو ہین تیغ و تبر سے آپ

حسرت برس رہی ہی جو دیوار و در سے آپ
نکلے ہین کیا بگڑ کے مرے جان گھر سے آپ

بجلی گراتی پھرتی ہی سارے جہان پر
خالی نہ سمجھین آہ کو میری اثر سے آپ

دوری مین بحر حسن کی روئے جو ہم فلک
طوفان اوٹھین گے دیکھنا اس چشم تر سے آپ

فرماؤ جان من کہ یہہ حاضر ہی بیگناہ
کیا حال پوچھتے تھے مرے نامہ بر سے آپ

او ترک آہ غمزہ تری مژگان کے عشق مین
برچھی سی پار ہوتی ہی دل سے جگر سے آپ

وصف کمر مین لکھتے ہو مضمون جو عاقلا
خامہ کوئی بنائیے عنقا کے پر سے آپ

غزل عزیز

وہ چلے آئین الٰہی مرے گھر آپ سے آپ
جذبۂ دل مرا دکھلائے اثر آپ سے آپ

ضبط گر لاکھہ کرون سوز فراق جانان
آہ کے ساتھہ مین آتے ہین شرر آپ سے آپ

دل کو روکا جو ترے کوچہ مین جانیسے صنم
بہہ کے آنکھون سے چلے لخت جگر آپ سے آپ

زلف کو رخ پہ ترے دیکھہ کے کہتے ہین سبھی
ملتے ہین خوب یہان شام و سحر آپ سے آپ

ظلمت شب کو ترے رخ نے کیا ہی کافور
یون اوٹھاتے نہ صنم مرغ سحر آپ سے آپ

اتنی تاثیر بھی آہون مین نہین اپنی عزیز
اونکو ہو درد و الم کی جو خبر آپ سے آپ

ولہ

تشریف لیچلے ہین کہان میرے گھر سے آپ
مین تو مرتا ہون سر کو ترے سنگ در سے آپ

دل مین ہی پھونک دون خس و خاشاک ساجہان
واقف نہین ابھی مرے سوز جگر سے آپ

روپوشی ایک بھی تو چلے گی نہ آپ کی
ملجائیگی دعا مری جا کر اثر سے آپ

کہہ دونگا قطع جامۂ ہستی کو مین بھی آج
کترا کے کیون چلے ہین مری رہگذر سے آپ

نظروںنسے کیا گراؤگے گردونپہ دیکھکر ۔ بڑھکر کہین ہین حسن مین شمسؔ و قمر سے آپ

کیون یاس وصل یار سے دلکو ای عزیز
واقف ہین کیا امور قضا و قدر سے آپ

غزل تمیز

تیغ قاتل تری چمکیگی اگر آپ سے آپ
سینہ ہو جائیگا پھر میرا سپر آپ سے آپ

آہ و نالہ مرا دکھلائے اثر آپ سے آپ
وہ چلے آئین الٰہی مرے گھر آپ سے آپ

کیون دلا عشق کی تاثیر اسے کہتے ہین
جب مین جاتا ہون تو کھل جاتے ہین در آپ سے آپ

بلبلو باغ مین کیا رشک چمن آیا ہے
بہر تسلیم جھکے برگ و شجر آپ سے آپ

کہربا کا ترے ناوک مین اثر ہے قاتل
مثل خس دوڑکے لپٹے ہے جگر آپ سے آپ

سو تیونکو ترے دانتون سے ہے نسبت بیجا
ہونگے قربان جو دیکھین گے گہر آپ سے آپ

دین و ایمان بھی لیا دل بھی لیا جان بھی لی
اب پھری جاتی ہے کیون تیری نظر آپ سے آپ

جان بلب ہے ترا عاشق یہہ زبانی کہیو
قاصدا پوچھے مری جب وہ خبر آپ سے آپ

پاؤن تک پڑتے ہین پھر نیکو قدم وحشت مین
اینہون کیون نہ پھریگا مرا سر آپ سے آپ

کچھہ خطا اپنی نہین بال برابر ہے تمیز
زلف بل کھاتی ہے تا موے کمر آپ سے آپ

ولہ

عاشق کو قتل کرتے ہو تیغ نظر سے آپ
قاتل یہہ گھات سیکھے ہو کس غمزہ گر سے آپ

مدت کے بعد آج جو نکلے ادھر سے آپ
آئے ہو میری آہ کے شاید اثر سے آپ

لاغر یہہ ہون کہ دیدۂ مردم سے ہون نہان
منظور ہو تو دیکھین ملاکے کمر سے آپ

حسرت سے کہہ رہا ہون شب وصل آنکھین
جاؤ ابھی نہ اوٹھ کے سحر کے خطر سے آپ

اس معرکہ مین ہون کہین روز و شب شہید
ذرات بحث کرتے ہین شمس و قمر سے آپ

مجلس مین شاد کرتے ہو غیرونکے رو برو
واقف ہوے تمیز کے شاید ہنر سے آپ

غزل اخلاص

لین ہمارے دل مضطر کی خبر ایسے آپ
وہ چلے آئین الٰہی مرے گھر آپ سے آپ

کچھہ ہوا اوسکو محبت کا اثر ایسے آپ
پہنچی سینہ پہ مرے اوسکی نظر ایسے آپ

اوسنے پھینکا جو ادھر تیر نظر ایسے آپ
کر لیا مینے بھی سینہ کو سپر آپ سے آپ

مین تو حاضر ہون لیے ہاتھہ مین سر ایسے آپ
آپ کیون قتل پہ باندھے ہین کمر ایسے آپ

تھا کچھہ نالۂ شبگیر کا میرے یہ اثر
چاندنی پر نکل آیا وہ قمر ایسے آپ

رخ جانان پہ جو زلفین تھین پریشان شبکو
نیند آئی نہ مجھے تا بہ سحر آپ سے آپ

دانت وہ پیستے ہین اور ہم بھی اوٹھین گھورین ہین
کیا لڑائی ہی ادھر او ر ادھر ایسے آپ

تا در خانہ نہ آتے تھے مری خاطر سے
آج گھر سے نکل آئے ہو کدھر آپ سے آپ

او پری کچھہ تو نقاب رخ گلگون کو ہٹا
کھینچے لیتا ہی مجھے تار نظر آپ سے آپ

اک غزل اور بھی اس طرز مین کہدے اخلاص
سب کی ہی تیری طرف مد نظر ایسے آپ

وله

غافل تو ہو کے بیٹھے تھے میری خبر سے آپ
کیا پوچھتے تھے حال مرے نامہ بر سے آپ

الفت یہہ دل مین آپکے آئی کدھر سے آپ
کب سے ہوا خیال جو آئے ادھر سے آپ

کیونکر نہ مثل آئینہ حیرت زدہ ہون مین
جلوہ دکھاکے ہوتے ہین غائب نظر سے آپ

بندہ ہون اک نگاہ محبت کا آپکی
زخمی نہ کیجیئے مجھے تیر نظر سے آپ

سر سے عدو کے رشک کے شعلے نکل گئے
مہدی لگاکے پاؤن مین نکلے جو گھر سے آپ

جائین نکل مرے دل مضطر کی حسرتین
دیکھین بالتفات اگر اک نظر سے آپ

رکھے کچھہ التفات تو باتین ہون راتدن
جائین جو ہم ادھر سے تو آئین ادھر سے آپ

خامہ ہمارا تیشۂ فرہاد بن گیا
شیرین ہر ایک شعر ہی شہد و شکر سے آپ

دنیا کا کچھہ لحاظ نہ عقبی کا فکر ہے
آتے نظر ہو مجکو تو کچھہ بیخبر سے آپ

نوک مژہ کی چاہیئے اخلاص کو خلش
نکلے ہین آبلے مرے باہر جگر سے آپ

غزل عیش

بے سبب یہہ نہین پھرتا مرا سر آپسے آپ
بالیقین کرتے ہین وہ گشت سفر آپسے آپ

تھا کہان پہلے یہہ روشن مرا گھر آپسے آپ
اوسکا جلوہ ہی جو تم آئے ادہر آپسے آپ

کوئی جا نبر نہ ہوا سبزۂ خط سے اونکے
زہر یہہ کرتا ہی بے کھائے ضرر آپسے آپ

حسن اونکا نہین پیری مین بھی زائل ہوگا
شمع یہہ وہ نہین جو گل ہو سحر آپسے آپ

قتل کیا ہمکو کروگے جو تمھارا ہی یہہ حال
زلف کو دیکھہ کے تم جاتے ہو ڈر آپسے آپ

دل مین ہی درد مرے اسلیئے بھرتا ہون آہ
نکلے کب سنگ سے بے صدمہ شرر آپسے آپ

سچ تو یہہ ہی کہ فن عشق مین جو ہی مشاق
اوسکو آجاتا ہی ہر ایک ہنر آپسے آپ

باغ جادو کا اوگاتا ہی جو وہ شعبدہ باز
خود شجر بڑہتے ہین پھلتے ہین ثمر آپسے آپ

شکر ای عیش کسیکے نہین ہم احسانمند
عیش و عشرت مین ہوئی عمر بسر آپسے آپ

ولہ

فرماتے لطف مجھ پہ نہین زور و زر سے آپ
میرے ہوے ہو عشق کے میرے اثر سے آپ

منہ پہ طلائی رنگ کی ہی خوشنما بہار
با آبرو سدا رہین اس اپنے زر سے آپ

گھائل کیا تھا کیون مجھے اور رحم کھا کے اب
سیتے ہین زخم دل مرا تار نظر سے آپ

ہر سو خیال آپ کے لیجاتے ہین مجھے
واقف نہ ہونگے اس مرے مخفی سفر سے آپ

آگاہ ہونگے میری برائی کی کنہہ سے
سمجھین گے عیب کو میرے بہتر ہنر سے آپ

چاہا اگر خدا نے دکھادونگا حشر مین
لینے کو میرے آوگے جنت کے در سے آپ

شوخی و خوش خرامی و ناز و ادا کے ساتھ
خوب آئے بن سنور کے یہان اپنے گھر سے آپ

مین خاکسار در پہ تمھارے فتادہ ہون
کھائین نہ ٹھوکرین مرے اس خستہ سر سے آپ

در پردہ ساتھ عیش کے ہی ایسی چھیڑ چھاڑ
وہ جانے بیخبر ہین ہنوز اپنے سر سے آپ

غزل عاشق

کیون کشیدہ ہی تری تیغ نظر آپ سے آپ
اب تو ٹکڑے ہوا جاتا ہی جگر آپ سے آپ

عشق نے جسکے کیا سینہ مین گھر آپ سے آپ
وہ بھی آجائیگا آنکھو مین نظر آپ سے آپ

ہنستے ہنستے چلے آئے مرے گھر آپ سے آپ
میرے گریہ نے دکھایا یہ اثر آپ سے آپ

گو کہ اوس شوخ کماندار نے دکھا نہ مجھے
چبھ گئے دل مین مرے تیر نظر آپ سے آپ

کب یہ نخل قد محبوب مین پستان نکلے
سرو مین ہوگئے پیدا یہ ثمر آپ سے آپ

کیا ہوا کسنے کئے دل کے جگر کے ٹکڑے
خون روتا ہی مرا دیدۂ تر آپ سے آپ

تمنے افشان جبین اپنی دکھائی نہ اگر
ہم بھی مرجائینگے اب پھوڑ کے سر آپ سے آپ

شب وصلت تو سنائے سے نہین آتی ہے ہے غضب ہجر کی ہوتی ہی سحر آپ سے آپ
سر عاشق پہ بھی اکدن یہ بلا لائے گی زلف بل کھاتی ہی شانے پہ اگر آپ سے آپ

بند آنکھون کو جو دنیا سے کرونگا عاشق
دل مین آجائیگا میرے وہ نظر آپسے آپ

ولہ

کیون بھاگتے ہین عاشق خستہ جگر سے آپ واقف نہین ہین نالۂ دل کے اثر سے آپ
دریا پہ کچھ نہین ہی نہانے سے فائدہ فرمائین غسل آج مری چشم تر سے آپ
شاید ہمارے جذبۂ دل کا ہی یہہ اثر آئے ہین راہ بھول کے صاحب کدھر سے آپ
عاشق ہوے ہو حضرت دل چشم سرخ پہ بچتے ہی رہیے یار کی ترچھی نظر سے آپ
آہو غزال چشم کے وحشی ہین سیکڑون آہو شکار کرتے ہین تیر نظر سے آپ
شمشیر لیجے ہاتھ مین یان سربکف ہو ہمین آتا ہون مین ادھر سے جو آئین ادھر سے آپ

عاشق کے قتل کا کوئی مضمون ہے مگر
کیا پوچھتے ہین حال مرا نامہ بر سے آپ

غزل حافظ

بیطرح جوش پہ ہین دیدۂ تر آپ سے آپ ہوگئے رشک شرر داغ جگر آپسے آپ
تاب جنبش نہین پہ شوق سے ہر آہٹ پر آنکھین پھرتی ہین معاً جانب در آپسے آپ
کیسا آرام سکون جیسے گھڑی کا لنگر دل دھڑکتا ہی مرا آٹھ پہر آپ سے آپ
سرد مہری پہ پریرو کی ہی شاید تاثیر خشک ہونے لگے جو دیدۂ تر آپسے آپ
کیا کوئی غنچہ دہن باغ سے ہو نکلا ہے چاک کرتا ہی قبا کیون گل تر آپسے آپ

بیخطا پھانس لئے طائرِ جانِ عشاق ہائے
زلف پر پیچ نے پیدا کئے شر آپسے آپ

اشک کی طرحسے باقی نرہا مطلق ضبط
اب نکلتے ہین مرے لخت جگر آپسے آپ

مختلف طورسے دلبر کا سراپا باندھو
ہاتھ آجائیگا مضمونِ کمر آپ سے آپ

سوزشِ دل تو ترقی پہ ہی پھر کیا باعث
کچھ گھٹا پاتا ہون نالون کا اثر آپسے آپ

رام ہوجائیگا گردون بھی ہمارا حافظ
مہربان ہوگا جو وہ رشک قمر آپ سے آپ

سخت واژون مرا جبدن کہ پھریگا حافظ
وہ چلے آئینگے سیدسے مرے گھر آپسے آپ

ولہ

کیا شب کو کر رہے تھے مری یاد گھر آپ
آتی تھی دمبدم مجھے ہچکی سحر سے آپ

کاہیدہ مثل تارِ نظر ہون مین غمسے خود
کیون روٹھتے ہو عاشق مدنظر سے آپ

مین خود غریق بحر ندامت ہون چاہئین
تر ہو رہا ہی جامہ تلک اشک تر سے آپ

ہو حکم سر بھی کاٹ دون کیا مال مال ہی
خود تنگ ہو رہا ہون مین اس بارِ سر سے آپ

ہر آئینہ مین پھرتے ہین تیرے غزال چشم
کیا گور کو پھنساتے ہین تارِ نظر سے آپ

نکلے مریض ہجر کی حسرت شب وصال
گر دیکھ لو تم آکے مجھے اک نظر سے آپ

فانی سے جاودانی مین ابدل کرینگے سیر
آئے جو اوس طرفسے تو جاؤ ادھر سے آپ

ہون تنگ عشق شیرین لبانسے کہ اپنا سر
فرہادوار کاٹ لون تیغ و تبر سے آپ

سینہ مرا اٹھا صدر ہیہ جسکا وہ اب نہین
دل خود تڑپتا ہی مرا دو دو پہر سے آپ

دین تو گیا ہی حافظا دشمن نہ جانکے ہو
کرتے ہو ربط کیون بت بیدادگر سے آپ

غزل عسکری

نالہ دکھلائیگا جب اپنا اثر آپسے آپ
وہ بت سنگدل آویگا ادھر آپسے آپ

نکلی پڑتی ہی جو وہ تیغ دوسر آپسے آپ
ٹکڑے ہوتے ہین یہان لخت جگر آپسے آپ

آبیاری تری اے سرو روان چاہتا ہی
ورنہ سوکھے گا یہ الفت کا شجر آپسے آپ

چھوڑنا بال کا تو او سیہ سر اسر ہی وبال
پیچ کھاتی ہی میان تیری کمر آپسے آپ

ہو جو منظور نظر آپکے تو ہی کچھہ لطف
نذر دل لاے ہین سب اہل نظر آپسے آپ

نار پستان سے عیان تیری ہوا ہی یہہ صاف
نخل قد لایا ہی یہہ تیرا ثمر آپسے آپ

بے خبر گو کہ ہی وہ ای دل نادان کیا غم
میرے مرنے کی نہ ہو اونکو خبر آپسے آپ

میرے رونے پہ وہ کہتے ہین غضب ہنس ہنسکہ
خوب بہتے ہین ترے اشک گہر آپسے آپ

صرصر باد صبا کیا کہ بگولا ہو ہوا
شوق جسوقت لگا لیگا یہہ پر آپسے آپ

چرخ کی دیکھین گے اس چرخی وہتاب کو ہم
سوزش دل سے جو نکلین گے شرر آپسے آپ

جان سے جائین گذر شوق شہادتین نہ ہم
کوچۂ یار مین ہوتا ہی گذر آپ سے آپ

دشمنو عسکری کا دوست بڑا ہیگا تو ہی
خیر سے آپ نکالو نہ یہہ شر آپسے آپ

ولہ

چھوٹو گے نہ کر بخیۂ زخم جگر سے آپ
دیکھو گے حال میرا جو تار نظر سے آپ

ابرو کمان ہی تیر مژہ نیزہ ہی نظر
کرتے ہین صید دلکو وہ کس کس ہنر سے آپ

مست شراب ناز ہو ذوق کباب مین
اب ربط کیجیے دل خستہ جگر سے آپ

ہی ظلم و جور کا جو گلہ دلسے ہر زمان
اٹکے ہو عسکری کسی بیدادگر سے آپ

ردیف تاء فوقانی

غزل خود

ہوئی یہہ ہجر کی مجھہ نیم جان کو بھاری رات / گران ہو قبر مین مردے پہ جیسے بھاری رات
جو آئی باغ مین اوس مہر کی سواری رات / تو مثل روز کٹی بلبلون کو ساری رات
جو رہتے ہین وہ ہم آغوش شام سے تا صبح / ہی روز عید سے افزون مجھے پیاری رات
سحر ہی وصل کی آب حیات فرقت مین / وہ خضر ہین رہ ظلمات ہی ہماری رات
نثار بدر ہی او ر روز روئی روشن پہ / محاق کی تری زلف سیہ پہ واری رات
گمان ستارون پہ زیور کا ہوتا ہی شب وصل / مجھے عروس سے افزون ہی پیاری رات
خیال کاکل شبرنگ دل مین رہتا ہی / مگر بنا کے پری شیشہ مین اوتاری رات
مین ہوشیاری مین کہتا ہون اہل غفلت سے / کہ دن ہمارا ہی زیر فلک تمہاری رات

چراغ مہ سے خود آپ ڈھونڈلائیگی
ہمارے واسطے فرقت مین بیقراری رات

ولہ

ملتا تیرا اگر لکھا قسمت / چومتا حرف مدعا قسمت
وصف شاہون کا مجھہ فقیر سے ہیچ / لائی اور رنگ و بوریا قسمت
وہ جو آئے تو یان نصیب کھلے / تھا مگر اونکا نقش پا قسمت
ہی یہہ سودا مجھے کہ ملتی اگر / مول لیکے بانٹتا قسمت
اوسمین خوبی وہ ہی کہ عار ہیگا / مانگتے ہین مری گدا قسمت

کھودیا نامہ بر نے خط کا جواب ۔ اپنا لکھا تو ہی دکھا قسمت

جو ہین شاکی مقدرون کے نمود
اونکو میری سی دے خدا قسمت

غزل عاقل

جو تمنے بزم مین ہنس ہنس کے وہان گزاری رات ۔ تو ہمنے ہجر مین رو رو کے کاٹی ساری رات
تمھاری لو مین یون ہی شمع رو گزاری رات ۔ کہ مثل شعلہ رہی سوز غم سے ساری رات
تمھاری زلفون مین دیکھی جو ماہ نے افشان ۔ فلک سے مانگ کے تھی کہکشان کو واری رات
گمان مہر ہوا چاندنی ہوئی سیلی ۔ پڑی جو بام سے وہ تاب رخ تمھاری رات
تصور گل عارض سے باغ باغ ہین ہم ۔ عجب شگفتہ یہ دن ہین عجب ہی پیاری رات
تمھارے نام سے ہر دن ہین ہمکو لاکھون رو ۔ خیال مصحف عارض سے ہی ہزاری رات
صبا اوڑا کے نہ لٹکائے چشم پر گیسو ۔ اندھیری مردم بیمار کو ہی بھاری رات

نہ بھولاتا یہ سحر یاد زلف ای عاقل
پری کو شیشۂ دل مین ہی کیا اوتاری رات

ولہ

مجکو دلبر سے اب ملا قسمت ۔ ہوتا ہون تجھپہ مین فدا قسمت
اپنے ہاتھون سے اوسکو کھو بیٹھے ۔ ہمکو تجھسے نہین گلا قسمت
سیم تن رات کو ملا ہمسے ۔ ہو گئی اپنی کیمیا قسمت
جان جاتی ہی دم نکلتا ہی ۔ ایکبار اوس سے پھر ملا قسمت
کیسے فتنہ پہ دل ہوا مفتون ۔ ہی عجب تیرا ماجرا قسمت

حرفِ پشیمانی پیش آیا ہی | تجھسے کیا ہو مجھے گلا قسمت

خوب چھنوائی خاک عاقل سے
جو کہ ہونا تھا بس ہوا قسمت

غزل عزیز

وہ زلف شوخ نے افشاں سے جب بنوا ری رات | نثار چرخ نے اختر کیے تھے ساری رات
نگاہ ناز نے بسمل کو دم مین قتل کیا | غضب کی طائر دل پر چلی کٹاری رات
نکل کے ابر سے تا صبح منہ نہ دکھلائے | جو دیکھے چاند سی صورت قمر تمھاری رات
خیال خال و غم زلف کیا و بال ہوا | کٹی ستارہ شماری مین سب ہماری رات
فراق قامت بالا مین راست کہتا ہون | گذرتی روز ہی سولی کی اب ہماری رات
نکالا چشم فسونگر نے بال بال سے بل | ہی آج صبح سے برہم جو زلف ہاری رات
فروغ رخ سے پڑی گرد غم ہوا اندھیر | نہین تھی چادر مہتاب تھی غباری رات
اولجھ کے مو ہوا و ہین نہ مرغ دل سلجھا | بنا تھا گیسوے پیچان عجب شکاری رات

غم مژہ خلش جان روز و شب ہی عزیز
جگر پہ آرہ چلا دن کو دل پہ آری رات

ولہ

آج اے دل تو آزما قسمت | او نسے مل یا نصیب یا قسمت
وصل جانان نصیب ہوئیگا | گرچہ یاور ہوئی ذرا قسمت
ہاتھ آئی کبھی نہ زلف رسا | کیا بلا کی ہی نارسا قسمت
دیکھین پھر کسکو وہ بلاتے ہین | آزمائین شہ و گدا قسمت

جلوہ فرما ہی بام پر وہ ماہ
آج چمکی کہین خدا قسمت

وصل کی لاکھہ کی ہین تدبیرین
نہ مٹا پر ترا لکھا قسمت

ساتھہ چھوڑا ہی تیرا وحشت مین
ہوگئی اونپہ مبتلا قسمت

نکرے غیر سے وہ پیار عزیز
شکل ایسی کوئی بتا قسمت

غزل تمیز

جو ساتھہ غیر کے اوس شوخ نے گزاری رات
چلا کی سینۂ عاشق پہ یان کٹاری رات

نہو یہہ زلف پریشان و بال چشم صنم
مثل یہہ سچ ہی کہ بیمار کو ہی بھاری رات

چھپایا ابر مین منہ ماہ نے خجل ہوکر
کہ جلوہ گر وہ رہی چاندنی یہہ ساری رات

فراق مین دل مضطر کا ہی تمیز یہہ حال
نہ دن مین چین ہی دن بھر نہ نیند ساری رات

ولہ

عشق مین ہوکے مبتلا قسمت
کوہ سا سر پہ غم لیا قسمت

نہ تو مرتا ہون اور نہ جیتا ہون
یا رجب سے ہوا جدا قسمت

یا نصیب اونکا وصل ہو مجکو
ورنہ آجائے اب قضا قسمت

کیا ہنسا تھا جواب مین روتا ہون
تو ہی انصاف کر بھلا قسمت

ہو رقابت نہ کیون نصیب مجھے
سنتے ہین اونپہ ہی فدا قسمت

لاکھہ عاشق تمیز ہون اونکے
توبھی دل دیکے آزما قسمت

غزل اخلاص

کسیکی یاد مین تھی دل کو بیقراری رات | مثال ماہی بے آب تھا مین ساری رات
کل اوسنے دیکھہ لیا تھا نقاب اوٹھاکے ادھر | چلی تھین سینہ پہ میرے چھری کٹاری رات
سحر تلک مرے سینہ پہ سانپ لہرائے | صنم نے زلف دوتا اپنی جب سنواری رات
نشہ مین چور کیا مدعی کو ہمنے آج | مزہ دکھائیگی ہمکو وہ بادہ خواری رات

کیا ہی وعدۂ وصل اوسنے آج ای اخلاص
خدا کرے ہو مبارک تمھین تمھاری رات

وله

دے بہت خوب یا خدا قسمت | کس سے مانگون مین تجھہ سوا قسمت
دست قدرت سے اپنے ای خالق | بگڑی بن جائے وہ بنا قسمت
دل ہی مدت سے مبتلاے فراق | اب تو اوس سے مجھے ملا قسمت
ہون مریض نظارۂ جانان | کبھی دیدار تو دکھا قسمت
ہی مجھے خار خار سیر چمن | جب سے وہ گل ہوا جدا قسمت
کبھی ہی دوست اور کبھی دشمن | ہی عجب تیرا ماجرا قسمت

کیون نہ ہو شاد شاد یہہ اخلاص
مہربان ہو جو مہ لقا قسمت

غزل عیش

جو نور رخ سے شب قدر ہی تمھاری رات | تو داغ دل کی چمک سے ہی دن ہماری رات
اونھون نے بکھری ہوی زلف جو سنواری رات | اسیمین وصل کی صد حیف سب سدھاری رات

ہمین بلائین وہ جس روز یا وہ جس شب آئین
عزیز ہی وہی دن اور وہی ہی پیاری رات

بغیر یار تھا محفل مین قتل کا سامان
چمکتی شمع کی ہر لو مین تھی کٹاری رات

شب فراق کا چھیڑو نہ ذکر رنج ندو
جو ہمپہ گذری اوسی طرحسے گزاری رات

لگا رہے ہو جو تحریر سرمہ پر کاجل
ستم ہی کرتے ہو آنکھو نمین تم نہ ہماری رات

لیا ہی آرہ کا کام ہر مژہ سے ہمنے علیش
جب اونکے ہجر مین آنکھو نمین کاٹی ساری رات

ولہ

اوسکا دیگا بدل خدا قسمت
چاہیگی سیر اگر برا قسمت

آتے آتے پھرے وہ کترا کے
کیا چلی چال رہنما قسمت

ایسی میری مزاجدان ہی تو
تھا جو یہان دلمین وہ کیا قسمت

شکر ہی پھر گئی دعا سے مری
ورنہ لے آئی تھی بلا قسمت

فضل خالق سے ہم نہین مایوس
کیون کہین بار بار یا قسمت

خوب لیتا خبر بجاے مزاج
غیر آتا مین پوچھتا قسمت

آپ اچھے ہین خوش نصیب بھی ہین
مین ہون کیا اور میری کیا قسمت

علیش جانے خدا ہی اسکو کہ یان
ہی ہر اک کی جدا جدا قسمت

غزل عاشق

رہی خموشی قیامت کی ہمکو ساری رات
یہہ تیرے عشق کی کی ہمنے رازداری رات

تمام دن مجھے رونے سے کام رہتا ہی
تمھارے ہجر مین تارے گنے ہین ساری رات

ہی شب کو وصل صنم دن کو سیر باغ ہمین
عجب بہار کے دن ہین غریب پیاری رات

بجائے دید فراق صنم میسر ہے
یہہ روز حشر سے کچھ کم نہین ہماری رات

وفور آب سے عاشق بھی یار تک پہنچا
یہہ میرے اشک ہوے چشم تر سے جاری رات

ولہ

کیا کہین ہو برا بھلا قسمت
مر چلے ہجر مین ہی یا قسمت

سر اوٹھایا ہی یاد جانان مین
اب تو ہو جا تو رہنما قسمت

ٹھوکرونسے جو سر شکستہ ہوا
یہی لائی تھی کیا لکھا قسمت

راتدن سر کو مین ٹپکتا ہون
ہو گئی ایسی جیسا قسمت

دیکھو دنیا اسی کو کہتے ہین
یان ہی سب کی جدا جدا قسمت

ہون کلیسا مین گاہ کعبہ مین
رہنے دیگی نہ ایکجا قسمت

یار چین بر جبین ہوا ہمسے
اندنون تجکو کیا ہوا قسمت

مہربان پھر ہوے وہ ای عاشق
دیکھیے اب دکھائے کیا قسمت

غزل حافظ

نہ آیا وصل مین بھی چین ہمکو ساری رات
کہ فکر صبح کی چلتی رہی کٹاری رات

جو یاد آگئی صحبت کو صنم تمھاری رات
لگی پلک سے پلک بھی نہین ہماری رات

لگایا ہجر نے خنجر تھا مجھپہ کاری رات
کہ خون ہر بن مو سے تھا میرے جاری رات

نہ میری منزل دل ہین تھے تم نہ گھر اپنے
کہو تو کس جگہ پھر تمنے کل گذاری رات

شب وصال مین ہین خوش شب فراق مین آپ
یہہ کہئیے شب مری اچھی تہی یا تمہاری رات

تڑپ شرر مین ہی ایسی نہ برق و زیبق مین
عجب ہی صدمۂ فرقت سے بیقراری رات

ہزار شکر کہ وہ سنگدل ہوا کچھہ موم
زیادہ دیکھی مری جب کہ آہ و زاری رات

بڑا ہی عامل کامل ہی یہہ تو پیر مغان
پری یہہ شیشہ مین کس رنگ سے اتاری رات

اسیر دام بلا کر دیا دل عاشق ہا
جو اپنی زلف پری زاد نے سنواری رات

تمہارا قرعۂ تقدیر ہی برا حافظ
کہ شرط وصل کی پہلی ہی بازی ہاری رات

ولہ

ڈہونڈ لاؤن کہانسے جا قسمت
نہین ملتا ترا پتا قسمت

کچھہ نہ تدبیر پر بھروسا کر
پورا کردیگی مدعا قسمت

خود ہی ملجائیگا در مقصود
ہوگی جب میری رہنما قسمت

اوسکو تمکین مجھے پریشانی
یہی قسام نے کیا قسمت

وہ رہین شاد اور مین غمگین
اپنی اپنی جدا جدا قسمت

کوچہ گردی سے کچھہ حصول نہین
ایکجا بیٹھہ آزما قسمت

کام بن بن کے سب بگڑتے ہین
ایسی ہرگز نہ دے خدا قسمت

نالہ لب تک بھی آ نہین سکتا
ہو نہ میری سی نارسا قسمت

اپنی تسکین دل کو کہتے ہین
تیرا خالق کرے بھلا قسمت

آب و دانہ کا اک بہانہ ہی
لیئے پھرتی ہی جا بجا قسمت

کچھہ تو گزریگی چین سے حافظ
اوس دلارام سے ملا قسمت

غزل عسکری

عجب تھی پیر مغان میکدہ کی پیاری رات
کہ محتسب نے اوسی بزم مین گزاری رات

خیال زلف مین دل اتنا ہم سے کیون اولجھے
ہوا ہی کرتی ہی بیمار پر تو بھاری رات

بتا تو وصل کا دن مین کبھی اب نہین ملتا
کہ ایک زلف ہی کا فرنے ہی سنواری رات

رہا جو دوش بدوش اوسکے مین تصور مین
تو کیا ہی عیش سے گذری ہی میری ساری رات

وہ وعدہ کرکے نہ آیا یہہ ظلم تو دیکھو
کہ تا سحر رہی ظالم کی انتظاری رات

تم آگئے جو سحر کو تو دم گیا کچھہ ٹھہر
بغیر آپکے تھی یان نفس شماری رات

سحر کو غمسے گلا گھٹ کے خون چشم بہا
گلے مین تھا جو کوئی پنجۂ نگاری رات

الٰہی کیونکہ کٹے گی یہہ میری عمر روان
جو دن کو سوز درون ہی تو بیقراری رات

یہہ دن تو عسکری کاٹے ہی شغل مین مگر
بتاؤ کسطرح کٹتی ہی وان تمھاری رات

ولہ

شاہ ہو کر بنا گدا قسمت
تخت کی جا ہی بوریا قسمت

نہ گلے کا ہمارے ہار ہوا
خون کرے پنجۂ حنا قسمت

جوش پر ہی جو اشک طوفان خیز
کچھہ دکھاوےگی ماجرا قسمت

زلف پیچان مین تو پھنسایا ہی
پیچ لائی ہی پر بلا قسمت

سرگین چشم عسکری تھی غضب
کہنے پائی نہ مدعا قسمت

ردیف ثا مثلثہ

غزل نمود

یون عدو کا ہی مرے نالۂ شبگیر عبث — پھینکے جسطرح کوئی سوے فلک تیر عبث
سخت جان ہون نہین ہونیکا مرا کام تمام — کھینچتے ہین وہ مرے قتل کو شمشیر عبث
دل کو رہتا ہی تری زلف مسلسل کا خیال — مثل مجنون ہی یہہ ابستۂ زنجیر عبث
ہون مین وہ تشنہ مجھے چاہیے آب کوثر — آشنا دیتے ہین مجکو قدح شیر عبث
قابض روح سے للہ نہ لڑوائیے گا — اب دم نزع عیادت مین ہی تاخیر عبث
ہی مقدر کا لکھا عقدۂ ما لاینحل — بنتے ہین موے قلم ناخن تدبیر عبث

جس شبستان مین کوئی نور مجسم ہو نمود
شمع بیکار ہی اوس بزم مین گلگیر عبث

ولہ

دل ہی یون بیقرار کیا باعث — چشم ہی چشمہ سار کیا باعث
ابر رحمت نہ برسا گر پس مرگ — نہین اوڑتا غبار کیا باعث
ضعف پیری مین گلرخونکا خیال — ہی خزان مین بہار کیا باعث
روندتے ہین وہ خاک بھی پس مرگ — ہی یہہ دل مین غبار کیا باعث
اے دل خون شدہ وہ کہہ تو چکے — روز کا انتظار کیا باعث
صاف اہل زمین ہین سب مجھسے — ہی فلک کو غبار کیا باعث
یاد اوس گل کی گر نہین ہی نمود — ہی چمن خار خار کیا باعث

غزل عاقل

کرتے ہو عشق مین کیون شکوۂ تقدیر عبث ‏— ہوتی ہی رو برو تقدیر کے تدبیر عبث

ہی نہ کاکل کی اسیری سے رہائی ممکن ‏— کھینچتا کیون ہی دلا نالۂ شبگیر عبث

شکوۂ جور و جفا کو نہ بڑہا ای نادان ‏— کیون گھٹاتا ہی دلا آپ سے توقیر عبث

کر دئیے زیر زمین تو نے ہزارون عاشق ‏— کینہ سینہ مین ترے ہی فلک پیر عبث

نقشہ دل مین ہی کھنچا یار کا اپنے عاقل
جا کے بہزاد سے کھچواتے ہو تصویر عبث

ولہ

چشم ہی اشکبار کیا باعث ‏— دل ہی یون بے قرار کیا باعث

کیا ستاتا گلون کو گلچین ہے ‏— نالہ زن ہی ہزار کیا باعث

ہون مین کس شمع رو کا دیوانہ ‏— ہین پتنگے نثار کیا باعث

کون ابرو کمان ہی تیر لیے ‏— ہو گیا دل شکار کیا باعث

جان و دل ہمتو کر چکے ہین فدا ‏— پھر بھی تمکو ہی عار کیا باعث

باغ مین یاد کسکا قد آیا ‏— ہو گیا سرو دار کیا باعث

چشم نرگس جو وا ہی ای عاقل
کسکا ہی انتظار کیا باعث

غزل عزیز

کھینچتے کشتۂ ابرو پہ ہو شمشیر عبث ‏— قید کیے زلف کو دکھلاتے ہو زنجیر عبث

شائق تیغ نگہ آ گئے ہین لاکھون آہو ‏— عازم صید ہوے تم ہی پنخچیر عبث

پیچ وتاب دل بیمار کا باعث یہہ ہے
ہم سے برہم ہی تری زلف گرہ گیر عبث

سر سے جاویگا کوئی زلف صنم کا سودا
پاؤن پڑتی ہی مرے قید مین زنجیر عبث

فصل گل ہی ابھی ہاتھونسے اوڑیگی صیاد
بے قفس کھینچے ہی مانی مری تصویر عبث

بسمل تیغ نگہ پر نہ چڑہاؤ ابرو
اب لگاؤ نہین شمشیر پہ شمشیر عبث

وہ تو لکھتے ہی نہین ایک بھی نامہ کا جواب
بھیجتا ہون اونھین تحریر پہ تحریر عبث

کیون نہو سنگ بسر غم سے شب و روز عزیز
ہمسے رہتا ہی خفا وہ بت بے پیر عبث

ولہ

صاف دل ہی نہ یار کیا باعث
آئینہ مین غبار کیا باعث

پھر گیا شہسوار کیا باعث
نہین اوڑتا غبار کیا باعث

کسکی مژگان ہی ہمسے برگشتہ
چبھہ گیا دل مین خار کیا باعث

تیغ ابرو کا وار ہوگا مگر
سر ہی گردن پہ بار کیا باعث

آگیا ہی وہ گلعذار کہین
گل ہی بلبل کو خار کیا باعث

بکھرے کیون آپ زلف کی صورت
گفتگو پیچدار کیا باعث

کونسے مہروش پہ ای شبنم
روتی ہی زار زار کیا باعث

آنکھہ آہو کی کیا لگا لوگے
تکتے ہو بار بار کیا باعث

کشور دلپہ کسکے لام بندہا
زلف ہی تار تار کیا باعث

سرمگین کرکے کسکو قتل کیا
چشم ہی سوگوار کیا باعث

لب رنگین پہ دیکھی کسکی مسی
لالہ ہی داغدار کیا باعث

یاد کس بے وفا کی آئی عزیز
ہو گئے اشکبار کیا باعث

غزل تمیز

پھر ہوئی عشق کی دل پہ مرے تاثیر عبث
پھر اوٹھائیگا یہہ صدمہ دل دلگیر عبث

نیمچے نیم نگاہی کے نہین تیغ سے کم
لائے مقتل مین مجھے وہ تہ شمشیر عبث

ای کماندار مین عاشق ہون تری مژگان کا
کب بچاتا ہی مرے دل کو ترا تیر عبث

خواب مین کب نظر آتا ہی وہ رشک یوسف
پھرتا ہون مثل زلیخا پئے تعبیر عبث

جان بلب ہون تو زبانی یہی قاصد کہیو
آپ کرتے ہین عیادت یہہ ہی تقریر عبث

بیخودی زلف کے سودے مین ہوئی ہی مجکو
ایسے دیوانے کو پہناتے ہین زنجیر عبث

صورت بلبل تصویر تو حیران ہی تمیز
کھینچی اوس گل کی ہی بہزاد نے تصویر عبث

ولہ

گلشن تن ہی خار کیا باعث
نہین آتی بہار کیا باعث

تیغ قاتل اگر عروس نہین
مثل زر ہون نثار کیا باعث

خانۂ دل مین یہ تجسس ہے
نہین ملتا ہی یار کیا باعث

جذبۂ شوق سے دل نادان
پھرتا ہی بیقرار کیا باعث

کسی قاتل کی تیغ ابرو سے
ہی میرا دل فگار کیا باعث

دل وحشی اگر نہین آہو
کرتے ہین وہ شکار کیا باعث

دیدۂ و دل کو رات دن اوسکا
رہتا ہی انتظار کیا باعث

اوس دل آزار پر دلا ہر دم
آتا ہی تجھکو پیار کیا باعث

چشم میگون کو خواب مین دیکھا
اب تلک ہی خمار کیا باعث

مورد رحمت الٰہی ہے
اب ہمارا مزار کیا باعث

کاہش غم بھی تو نہین ہی تمیز
جسم ہی مثل خار کیا باعث

غزل اخلاص

زلف کافی ہی مری قید کو زنجیر عبث
نگہہ کافی ہی مرے قتل کو شمشیر عبث

مار کر تیر نظر پھیر لیا منہ صیاد
نیم بسمل ہی رہا یہ ترا نخچیر عبث

سرمہ آلودہ وہ آنکھین ہین تری او ظالم
کہ ہدف سے کوئی گذرا نہ ترا تیر عبث

حضرت عشق کو مرشد ہی سمجھتا ہون دلا
جسکو بیعت نہین اس سی وہ سمجھے پیر عبث

تو کرے لطف کی جسپر نظر ای بندہ نواز
کیمیا ہی اوسے اور نسخۂ اکسیر عبث

خاکساروں سے ہی اخلاص ترا عالمگیر
تیری تعظیم بجا ہی مری توقیر عبث

ولہ

تجھسے کیون ہو فرار کیا باعث
کیون مرے غمگسار کیا باعث

اپنی باتون سے تو نے آپ ای یار
کھو دیا اعتبار کیا باعث

بیوفا ہوکے منہ کو پھیر لیا
مجھسے ای گلعذار کیا باعث

آئی پہلو مین میرے صورت گل
دے گئے دل کو خار کیا باعث

اوسکی صورت نظر نہین آتی
میرے پروردگار کیا باعث

مجکو حیرت ہی اور وہ تکتا ہی
ہون مین آئینہ وار کیا باعث

کھو دیا عاشقی مین حضرت دل
تمنے اپنا وقار کیا باعث

ای صبا جاکے تو ہی سمجھالا
مجھسے روٹھا ہی یار کیا باعث

تیرا اخلاص تو ہی عالمگیر
ہین عدو دوستدار کیا باعث

غزل عیش

لائی ہستی مین عدم سے ہمین تقدیر عبث
طفل سے ہوگے جوان اب ہوے ہم پیر عبث

کیا میسر نہ تھا اشکون کے گہر کا مرے ہار
پہنے آئے ہو جو تم سونیکی زنجیر عبث

چین جبین ہوکے نہ ابروسے ملاؤ ابرو
کیون لڑاتے ہو یہہ شمشیر سے شمشیر عبث

ہی گمان تیغ برہنہ کا زبان پر مجکو
آپ بیہودہ جو کرتے ہو یہہ تقریر عبث

ہی جو خوشنودی حق مد نظر اسلئے ہی
آگے تدبیر کے بیری مری تقدیر عبث

عیش اسمین نظر آتی ہی ہمین شان خدا
صفحۂ دہر پہ کب ہی تری تصویر عبث

غزل عاشق

چشم جادو مین ہی یہہ سرمہ کی تحریر عبث
دل مسحور کو بھی کرتے ہو تسخیر عبث

بسمل تیغ تبسم ہون بھلا ای قاتل
کب کشیدہ ہی ترے ابرو کی شمشیر عبث

بستۂ کاکل پیچان ہون بہت مدت سے
مجکو پہناتا ہی حداد یہہ زنجیر عبث

جذبۂ شوق شہادت سے بہت ہون بیتاب
قتل کرنے مین مرے کرتے ہو تاخیر عبث

دام گیسو مین مقید ہین ہزارون بلبل
طائر دل کے پھنسانے کی ہی تدبیر عبث

لب پہ دم آکے کسیدن نیکل جاویگا
بوسہ دینے مین کیا کرتے ہو تاخیر عبث

مبتلا اوسپہ نہ ہوجائے کوئی رازشناس
لیئے پھرتا ہی دلا یار کی تصویر عبث

کی جبین سائی تو وہان روزن در بند ہوا
آگے تقدیر کے ہی رخنۂ تدبیر عبث

بستۂ کاکل پیچان پہ ترحم کیجے
کھولتے آپ ہین اب زلف گرہگیر عبث

آجکل دیکھو تو آثار قیامت کی بنا
مضمون کرتے ہو اب دہر مین تعمیر عبث

جاکے اوس ترک کی فتراک سے لٹکا ہوتا
اب تڑپتا ہی پڑا ای دل نخچیر عبث

ہی فقط خنجر ابرو کا اشارہ کافی
قتل عاشق کی کیا کرتے ہو تدبیر عبث

ولہ

نہین ملتا وہ یار کیا باعث
دلکو ہی اضطرار کیا باعث

نشہ سے یار کو تو نفرت ہی
چشم ہی پرخمار کیا باعث

تیغ ابرو نہین ہی گر اونکی
ہی مرا دل فگار کیا باعث

گر نہین ہی وہ یار عکس فگن
دل ہی آئینہ وار کیا باعث

خون روتی ہی دمبدم قاتل
نگہ انتظار کیا باعث

روے شاید وہ خاک عاشق پہ
نہین اوڑتا غبار کیا باعث

غزل حافظ

ہو نہ تقدیر جو یاور تو ہی تدبیر عبث
نقش و تعویذ عبث عامل و تسخیر عبث

تھا فقط جنبش مژگان سے مرا دل غربال
تو نے سینہ کو بنایا ہدف تیر عبث

اوسنے بھیجا ہی نہ بھیجیگا جواب نامہ
کیون کرین اوس بت بے پیر کو تحریر عبث

جب کوئی عرض مین کرتا ہون تو یون کہتے ہین
آپ ہمسے نہ کیا کیجیے تقریر عبث

کھینچنے مین ہی اگر ناز کے عاجز نقاش
تو نہ کھچوائینگے ہم یار کی تصویر عبث

جسکے نزدیک نہین آپ کا کچھہ عز و وقار
اوسکی کیون کرتے ہو تم عزت و توقیر عبث

جائیگا سر سے نہ سودا کبھی اون زلفون کا
چارہ گر پاؤن مین پہناتا ہی زنجیر عبث

جستجو چاہیئے خاک قدم جانان کی
ای ہوس تجھے ہی خواہش اکسیر عبث

تا دم مرگ نہ باز آؤنگا مین الفت سے
آپ دلواتے ہین اغیار سے تعزیر عبث

آج کا کام نہین چاہیئے کل پر رکھنا
وعدۂ وصل مین تم کرتے ہو تاخیر عبث

مصحف رخ سے کرو چشم بصیرت روشن
حافظا پڑہتے ہو واللیل کی تفسیر عبث

ولہ

سچ تو کہہ مجھسے عار کیا باعث
اور غیرونسے پیار کیا باعث

قاصدا جلد جا خبر تو لا
ابتک آیا نہ یار کیا باعث

خشک لب چہرہ زرد آہ ہی سرد
چشم ہی اشکبار کیا باعث

کسکی ہی یاد تو جو رہتا ہی
اسقدر بیقرار کیا باعث

بن گیا غیرت پر طاؤس
یہہ دل داغدار کیا باعث

کر دیا پنجۂ جنون نے آج
پیرہن تار تار کیا باعث

رام اک بت کا ہو گیا حافظ
تمسا پرہیزگار کیا باعث

غزل عسکری

نازہی سنگ دلی پر بت بے پیر عبث
جائیگی نالہ کی میرے نہین تاثیر عبث

ہوا مژگانکے خدنگونسے تو سینہ غربال
آپ آراستہ کرتے ہو پہ تیر عبث

خون عالم کا غضب وسمۂ ابروسے ہوا
نہین قائل یہہ ترا جوہر شمشیر عبث

دل سودا زدہ کیون زلف کو چھیڑا اوسکی
کہین ہوتا ہی بھلا خانۂ زنجیر عبث

عسکری روز فزون حسن خدادادہی وہ
آپ حیرت سے بنے دیدۂ تصویر عبث

ولہ

ہی خفا مجسے یار کیا باعث
ای مرے رازدار کیا باعث

آہ سوزان نے کسکی پھونکا ہی
دل سے نکلے شرار کیا باعث

گروہ گل پیرہن نہ آیا نظر
جامہ ہی تارتار کیا باعث

کسکی مژگان ہوی خلل انداز
دل مین ہی خار خار کیا باعث

ہمکو ساقی ہی ناگوار یہ کیون
بادۂ خوشگوار کیا باعث

یاد نے کسکی بیقرار کیا
نہین تاب و قرار کیا باعث

عسکری رک گیا ہی قاتل کا
خنجر آبدار کیا باعث

ردیف جیم تازی

غزل نمود

سالک جو ہین نہین اونھین رہبر کی احتیاج
جیسے نہین ملک کو پیمبر کی احتیاج

وصف اوس سپہر حسن کی افشان کے مین لکھون
گر ہو زمین شعر کو اختر کی احتیاج

اک شعلہ رو کے عشق مین جلتا ہون اے مدن
پہلو مین جائے دل ہی سمندر کی احتیاج

روضہ ہو مثل تاج مرصع سر مزار
ہی بعد مرگ بھی مجھے افسر کی احتیاج

ہین سخت رو سیہ جو ہین دولت کے خواستگار
سنگ محک کے واسطے ہی زر کی احتیاج

ہی بھیجنا جو اوس بت بدکیش کو پیام
جائے پیا سبر ہی پیمبر کی احتیاج

کہتی ہی یہہ زمین کسی کوچہ کی ای ممنود
ہون آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج

ولہ

کیا جلوہ نمایان وہ نہین رشک قمر آج
خورشید قیامت ہی ہر اک داغ جگر آج

بے داغ دیئے مجھسے ملا وہ گل تر آج
بے پھول لگے نخل تمنا مین ثمر آج

باندہا ہی تصور مین جو مضمون کمر آج
ہی مو سے بھی باریک مرا تار نظر آج

کچھ دیکھی نہ سفاک کے ہاتھونکی صفائی
مین کوچۂ قاتل مین گیا سینہ سپر آج

یان خانۂ تن ناوک غم سے ہے مشبک
کیا اوسنے وہان بند کیئے روزن در آج

کل آئینہ رویون کو دیا چھوڑ وطن مین
حیران ہون جو غربت مین دکھا ماہ سفر آج

ہوتا ہی وفا وعدۂ فردائے قیامت
کوئی تو سنا دے یہہ مجھے کل کی خبر آج

خط اچھے پرے پر وہ کو ممنود آپ نے لکھا
نکلین نہ کہین حامل مکتوب کے پر آج

غزل عاقل

حاجت نہ تخت کی ہی نہ افسر کی احتیاج
دل کو ہی میرے عشق پیمبر کی احتیاج

کوچہ مین تیرے مسکن عاشق ہی اے صنم — خانہ بدوش کو نہین کچھ گھر کی احتیاج
نامہ ہمارا لیکے صبا جائیگی وہان پہ — قاصد کی فکر ہی نہ کبوتر کی احتیاج
سفتون ہو سادگی پہ ہماری نکھدن جہان — روئے قمر کو کب ہوئی زیور کی احتیاج
افعی زلف یار کھلاتے ہین ہاتھ پر — افسون کی قدر ہی نہ ہی منتر کی احتیاج
دل کیون نہ بھائے گلشن کوئے حبیب مین — بلبل کو کب ہوی نہ گل تر کی احتیاج

عاقل نہ بوسہ لب جانان ہوا نصیب
گو حد سے بڑھ گئی دل مضطر کی احتیاج

ولہ

ٹھیرا ہی میرا قتل جو وان مد نظر آج — قاتل مین فدا کرتا ہون خود کاٹ کے سر آج
بگڑی ہوی چتون ہی خدا خیر تو کیجو — بے طور نظر آتی ہی قاتل کی نظر آج
طوفان بپا ہونگے یہان نوح سے لاکھون — آیا ہی مرا جوش پہ جو دیدۂ تر آج
ہمراہ ترے تیرونکے دل اوڑ گیا قاتل — مرغ دل بے پر کے لگے خوب ہی پر آج
سر رکھکے مرا دار پہ قاتل یہہ پکارا — لایا شجر خشک ہی الفت کا ثمر آج
خود جاتا ہی اوڑتا ہوا حیرت سے جہانکو — قدرت کے لگے ہین مرے مکتوب مین پر آج
بار نظر خلق سے لچکے ہی خطر ہے — اللہ ہی بچائے تو بچے اونکی کمر آج
عنقا کی صفت ہو گئے قرطاس و قلم گم — تحریر لگا کرنے جو مضمون کمر آج
برسات ہی پر ساتھ نہین جب سے لڑے آنکھ — بیطرح لگاتا ہی جھڑی دیدۂ تر آج

ابرو کے قرین خال قیامت ہوا عاقل
محشر یہہ بپا کرتی ہی شمشیر و سپر آج

غزل عزیز

سودائے زلف مین نہین اب سر کی احتیاج
ابرو ہلا دو کچھ نہین خنجر کی احتیاج

ہی لعل چھوڑ کر لب دلبر کی احتیاج
دندانپہ دانت ہی نہین گوہر کی احتیاج

جوشش ہوس بدولت وصل صنم ہوا
بڑہتی ہی مال و زر سے تونگر کی احتیاج

عزم سفر کیا ہی سوئے کوئے بیوفا
برآئے یا خدا دل مضطر کی احتیاج

کہتے ہین ابروان خمیدہ چڑھا کے وہ
ہمکو نہین ہی تیغ دو پیکر کی احتیاج

سارا دماغ نکہت گیسو مین ہی بسا
حاجت نہ مشک کی ہی نہ عنبر کی احتیاج

لیجائیگی اوڑا اوسے بے پر ہوائے شوق
نامہ کو میرے ہی نہ کبوتر کی احتیاج

چیچک کے داغ تار ونسے عارض پہ کم نہین
ہی کب سپہر حسن کو اختر کی احتیاج

کرکے شہید جلد سبکدوش کیجیے
بار گران ہی تن کو نہین سر کی احتیاج

ہم مست جام دیدۂ مخمور ہین عزیز
مینا سے ہی غرض نہین ساغر کی احتیاج

ولہ

ادس مہر نے دی زلف ہٹا رخ سے اگر آج
بولین گے سر شام ہی مرغان سحر آج

آنکھوںمین پلٹ جاتے ہین آکر مرے گھر سے
کس درد مد بدبین کی لگی اونکو نظر آج

منظور ہی داغ دل عاشق سے گھٹانا
آئے وہ لیے ہاتھ مین طاؤس کا پر آج

دل لیکے چلا قافلۂ حسرت و ارمان
کس دہوم سے ہوتا ہی مسافر کا سفر آج

اللہ ری خوشی آپکو مین بھول گیا ہون
مدت مین ہوا کوچۂ جانان مین گذر آج

نکلا ہی گلے سے ہی نہین دم لیتا ہی خنجر
کس مرگ رسیدہ پہ بندھی اوسکی کمر آج

کھولے ہوے زلفین وہ کہین آئے سر بام
پھندون مین پھنسا جا کے مرا مرغ نظر آج

کیسے اثر ہجر سے ہین تفرقہ پرداز
سر آج بدن آج یہہ دل آج جگر آج

کیا چھوڑینگے بے قتل کیے یہہ مجھے قاتل
تل آج مژہ آج ادا آج نظر آج

سودائے محبت کا خریدار تو ہو لے
مین بیچتا ہون ایک ادا پر تری سر آج

تا بزم صنم ہو جو عزیز اپنی رسائی
سمجھون کہ ہوا آہ رسا مین بھی اثر آج

غزل لمتیز

ہی شعلہ رو کے عشق مین مجمر کی احتیاج
سوز درون سے ہو گئی اخگر کی احتیاج

سینہ سپر ہون مین نہین قاتل کے سامنے
خود و سپر زرہ کی نہ بکتر کی احتیاج

کرتے ہو قتل لاکھونکو ابرو کی تیغ سے
شمشیر سے غرض ہی نہ خنجر کی احتیاج

موئے مژہ کی نوک خلش دل مین کر گئی
پھر ہو خدنگ یار کو کیا پر کی احتیاج

آئین جو خوشخرامی سے ہمدم وہ بزم مین
تا حشر ہو کسی کو نہ محشر کی احتیاج

ساقی شراب خوارون مین کر دی تو خم رو
مدت سے ہی مجھے مئے احمر کی احتیاج

دکھلائین اونکا روے عرق ناک ای متیز
بلبل کو ہی چمن مین گل تر کی احتیاج

ولہ

ایام نحوست کے گئے میرے گذر آج
مدت مین بخومی نظر آیا وہ قمر آج

عاشق کو ہی اب جان کے جانیکا خطر آج
پھینکے ہی وہ پیہم جو ادھر تیر نظر آج

دکھلایا تری زلف پریشان نے اثر آج
اس مفت کے سودے مین ہوا ہمکو ضرر آج

کیون خیر تو ہی اٹھ ئے ہین جو آپ ادھر آج
کیا قصد ہی جاتے ہین کہان دل ہی کدھر آج

کیا حسن تمھارا ہی کہ ہین محو تماشا
کل حور و ملک دیو و پری جن و بشر آج

دامن سے لگا تیرے مرا خون شہادت
ہرگز تو مرے قتل سے قاتل نہ مکر آج

کیا حال ہوا تیرا دلا سوز دروں سے
باہر نفس سرد مین آتے ہین شرر آج

تھا حال دگرگون ترے بیمار کا لیکن
پوچھی بھی نہ قاصد نے ترے میری خبر آج

دیکھے کہ قیامت ہین تمیز آپکے نالے
پر آپ دکھائین مجھے آہونکا اثر آج

غزل اخلاص

رخ سے غرض نہ زلف معنبر کی احتیاج
سنبل کی آرزو نہ گل تر کی احتیاج

بر لا کریم بیکس و بے پر کی احتیاج
مجکو تو تجھ سوا نہ کسی در کی احتیاج

جنت کی آرزو ہی نہ غلمان و حور کی
گر ہی تو اپنے نور پیمبر کی احتیاج

پیر مغان سے بادۂ گلگون نہ لیجیو
ای دل اگر ہی ساقی کوثر کی احتیاج

نوک مژہ سے لیجیو فصاد فصد دل
رکھتا نہیں جنون مرا نشتر کی احتیاج

ٹکڑے جگر ہی اور گریبان ہی تار تار
کیا جانے کوئی اس دل مضطر کی احتیاج

لکھا ہوا ہی کاتب قدرت کا ہاتھ پر
دیکھو اسے نہین کسی دفتر کی احتیاج

آرام سے زمین پہ ہون نقش قدم کی طرح
تکیے کی احتیاج نہ بستر کی احتیاج

اخلاص اب سخن کے بہت کم ہین قدردان
ہوتی ہی قدردان کو سخنور کی احتیاج

ولہ

وہ قتل پہ باندھے ہوے بیٹھے ہین کمر آج
ہین شوق سے قدمو نپہ رکھے دیتا ہون سر آج

وہ یوسف ثانی مرے گھر آکے پھر احیف
اور مجکو رقیبون نے یہہ دی کل کی خبر آج

کس شوخ کے شب تیر نظر دلمین چبھے ہین
کروٹ نہین لینے دی مجھے تا بہ سحر آج

ای باد صبا کہیو کوئی دم کا ہی مہمان
کوچہ سے جو دلدار کے ہو تیرا گذر آج

اس عالم فانی مین تغافل نہین لازم
کچھہ سوچ سمجھہ کل کے لئے نفع و ضرر آج

اخلاص غنیمت ہی کہ ہی چشم یہہ اپنے
دو چار جو بیٹھے ہوے آتے ہین نظر آج

غزل عیش

ای تیغ زن ہی اسلیئے پھر سر کی احتیاج
ہی بعد قتل جو تری ٹھوکر کی احتیاج

کب ہی بجبر تجھہ بت کافر کی احتیاج
سودا نہین مجھے جو ہو پتھر کی احتیاج

قانع وہ ہون مین دانہ شبنم ہی در مجھے
سنعم نہین ہی کچھہ ترے گوہر کی احتیاج

بگڑین نہ آپ مجھسے پر یزادسنکے نام
کب یہہ کہا کہ ہمکو ہی دلبر کی احتیاج

خلوت ہو اونسے ایسی جگہہ تا نہ آئے کوی
حیران ہون ہی جو خانہ بے در کی احتیاج

ایسا نہین ہی کوئی دلائے ہماری یاد
سنتے ہین وان ہی بندہ بے زر کی احتیاج

ہووے نہ زہر افعئی گیسو کا جو اثر
ای عیش کچھہ سکھا کہ ہی منتر کی احتیاج

ولہ

گھر سے وہ پھرے میرے تو پھرنے لگا سر آج
کچھہ ایسے گئے دیکھے ہین در در جگہہ آج

حیران ہون مین اوس خیہ صفائی عجب آئی
جمتی نہین جا جا کے پھسلتی ہی نظر آج

ہی مجکو یقین یہہ کہ اگر سحر مین کردون
طاہر ہو شب وصل کی ہر گز نہ سحر آج

بھڑکائی ہی دل مین تپش ہجر نے وہ آگ
آنسو مرے بن بن کے نکلتے ہین شرر آج

ہنس ہنس کے نہ آئینہ مین تم حسن کو دیکھو
لگ جائے تمھین دیکھو تمھاری نہ نظر آج

مانی تجھے جب مانین نہو فرق سر مو
یون کھینچدے گر اونکی تو تصویر کمر آج

انگشت نما مثل مہ نو کے ہین دونون
مہر اخم گردن یہان وان اونکی کمر آج

اوڑتے ہوے ای عیش نگاہونکے جو تیر ای
اوس چشم کی گردش سے کھلے اونکے ہین پر آج

غزل عاشق

خانہ بدوش ہون یہہ ہی دلبر کی احتیاج
مسکن کا ہی خیال نکچھہ گھر کی احتیاج

اک سیمتن کے عشق مین سیماب وار ہون
کشتہ ہون آجکل ہی مجھے زر کی احتیاج

پیش نظر مری چمن حسن یار ہے
خواہش ہی باغ کی نہ گل تر کی احتیاج

افشان کو اوسکی دیکھہ کے آئینہ بول اوٹھا
ہون آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج

نظر و نسے تیری طائر دل ہو چکا شکار
حاجت ہی باز کی نہ کبوتر کی احتیاج

دریاے اشک دل مین ہی ذرات موج زن
کشتی کو اپنی کب ہی سمندر کی احتیاج

پہنچایگا بہاکے مرا مجکو سیل اشک
اوس بحر حسن تک نہین رہبر کی احتیاج

تصویر یار خود درق دلپہ ثبت ہے
کاغذکی ہی ضرور نہ مسطر کی احتیاج

سودا ہی دلمین جنبش مژگان یار کا
فصاد مجکو کچھہ نہین نشتر کی احتیاج

ادنی سا اک غلام ہی اوس روح پاک کا
کیونکر نہ ہووے مجکو پیمبر کی احتیاج

عاشق کلام اپنا تو خود سن بگوش جان
معجز بیانکو کب ہی سخنور کی احتیاج

ولہ

جان دیتے ہین فرقت مین تری اوگل تر آج
اس گلشن ہستی سے ہی بلبل کا سفر آج

ہی وصل کی شب تھوڑ لیسی ہو گی نہ سحر آج
زلفونکو ذرا کھولدو ایجان اگر آج

دل چھیر کے پہلو سے وہ کب لیگیا قاتل
رہ رہ کے ستاتا ہی مجھے درد جگر آج

سودے مین تری زلف کے ای یوسف ثانی
بازار مین ہم بیچتے ہین اپنا ہی سر آج

زخمی تجھے کل کرکے وہ قاتل جو گیا تھا
پھر دیکھنے آیا ہی دلا زخم جگر آج

عاشق کے تو ہی نام سے اوس شمع کو نفرت
محفل مین نہ پروانہ کا ہو جاے گذر آج

غزل حافظ

الماس کی نہ دُر کی نہ گوہر کی احتیاج
ہی خاک آستانۂ دلبر کی احتیاج

جسکو تمھارا سایۂ دولت پسند ہی
اوسکو نہین ہی تاج سکندر کی احتیاج

رونق فزا جو بام پہ ہون آپ وقت شام
عالم کو پھر نہ ہو سر انور کی احتیاج

زخمی جو ہو گیا تیری ترچھی نگاہ سے
اوسکو نہ تیغ کی ہی نہ خنجر کی احتیاج

تیری نگاہ مست کا طالب ہون ساقیا
مجکو نہین ہی بادۂ و ساغر کی احتیاج

دو تین دن سے دیتی ہی تکلیف ہر طرح
شاید رگ جنون کو ہی نشتر کی احتیاج

ہو دل مین جسکے عشق الٰہی کا اشتیاق
نے مال و جاہ کی نہ اوسے زر کی احتیاج

سرشار جو ہین نشۂ وحدت سے ساقیا
ہرگز نہین اونھین مۂ احمر کی احتیاج

لیجائیگی صبا مرے نامہ کو حافظا
مجکو نہین ہی پیک و کبوتر کی احتیاج

ولہ

شمشیر دو دم کرتے ہین وہ زیب کمر آج
عشاق کی آتی نہین کچھ خیر نظر آج

محسوس ہوا نالۂ سوزان کا اثر آج
منہ سے مرے ہر لحظہ نکلتے ہین شرر آج

رہنا نہین منظور تو کاٹو مرا سر آج
تنہا مجھے تم چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج

موجود ہی لیکن نہین آتی ہی نظر آج
ہمشکل نظر ہو گئی لاریب کمر آج

ای جان جہان کچھ نکرو خوف و خطر آج
جلد اپنے جدا کر دو مرے دوش سے سر آج

جانسے دلارام کے آئی یہہ قیامت
دل کو نہین سیری نہ مجھے دل کی خبر آج

سینہ سے لگا کر مجھے وہ شوخ یہہ بولا
آتش سے بھرا ہی ترا یاقوت جگر آج

آنا ہی تو آجاؤ وگرنہ کوئی دم مین
کرجائینگے ہم عالم فانی سے سفر آج

ہیہات شب وصل ہوئی صبح قیامت
ہی صور نہین بانگ تری مرغ سحر آج

احسان خدا طالع خفتہ ہوا بیدار
وہ راحت جان خود بخود آیا مرے گھر آج

تیغ نگہ ناز سے حملہ تو کرین وہ
ہم شوق سے ہو جائینگے خود سینہ سپر آج

سیب ذقن و پستہ لب کے دئیے بوسے
حافظ کو ملا نخل محبت کا ثمر آج

غزل عسکری

اوس رشک مہر کو نہین گوہر کی احتیاج
ہوتی نہین ہی ماہ کو اختر کی احتیاج

ابرو کی تیغ کا ہی کوئی ہاتھ صاف ہو
جانباز کو نہین ہی ترے سر کی احتیاج

آندھی بھی اوسکی تیزی پرواز سے ہو گرد
کب مرغ دل کو ہی مرے شہپر کی احتیاج

بگڑے بھی حال پر تو وہ بنتے ہین شکل خوب
ہوتی ہی خوبرو کو نہ زیور کی احتیاج

کہتا ہی شوق نامہ بر یار کر مجھے ۔ با دصبا کی ہی نہ کبوتر کی احتیاج

اس رشک کی تو بو ہی خطا و ختن تلک ۔ ہی زخم دل کو زلف معنبر کی احتیاج

قاتل ذرا تو ابروئے پر خم کو دے ہلا ۔ یعنی گلو کو ہی مرے خنجر کی احتیاج

عادتی جور کر دیا احسان کیا بڑا ۔ ہو دل سے کیون نہ ایسے ستمگر کی احتیاج

ہی سیر دیکھنی اونھین برق طپیدہ کی ۔ پیچھر ہوئی ہی اس دل مضطر کی احتیاج

ہی چشم چشمہ اپنی تو سینہ بھی دشت ہی ۔ ہمکو نہ بحر کی ہی نہ کچھ بر کی احتیاج

صدمون نے عسکری کیا تحلیل اور ضعیف
لیکن ہمین ہی شوخ سمن بر کی احتیاج

ولہ

قاتل نے کری تیغ ستم زیب کمر آج ۔ معدوم ہی تن پر نظر آجائینگے سر آج

آرائش سرمہ جو سر شام ہوئی ہی ۔ شاید کہ ملیگا کوئی منظور نظر آج

ٹکڑے مرے دل کے جو ہوئے شکل کتان خود ۔ دیکھا ہی مگر اوسنے کوئی رشک قمر آج

تمکو بھی خبر عاشق شیدا کی ہی اپنے ۔ سنتے ہین کہ ہی اوسکا بہت حال دگر آج

پستان پہ چلا ہاتھ جو میرا تو کہا یہہ ۔ الفت کا ملا آپ کو بارے یہہ ثمر آج

طوفان اوٹھائے ہین رقیبون نے یہہ کیا کیا ۔ بے شبہہ ڈبو دینگے مجھے دیدۂ تر آج

شرمندہ لب لعل سے ہی لعل یمن تک ۔ بے آب کیا ہی ترے دندان نے گہر آج

قربان ہوا طالع بیدار کے اپنے ۔ دربان کو جو سوتے ہوئے پایا سر در آج

شب کو نسے حسرت زدہ کے گھر مین بسر کی ۔ پژمردہ جو تم آئے ہو گھر وقت سحر آج

عنقائے خیال آپ کا دیکھین گے دلا ہم ۔ ہاتھ آئے اگر آپ کے مضمون کمر آج

ہی یار نے کس شعلہ روش کی ہمین پھونکا | آہون سے فزون نکلے ہی جو دل شرر آج
وہ مہر وہ اشفاق وہ الطاف نہین ہین | آتے ہین ہمین طور ہی کچھ اور نظر آج

بیطور سا ہی عسکری کا حال پریشان
ای جان جہان تمنے نہ لی اوسکی خبر آج

ردیف حاے حطی

غزل ممنود

ہجر جانان تک نکلجاتی ہی روح | وصل کے وعدو نپہ پھر آتی ہی روح
آتے دم رکتے ہین گر وہ راہ مین | چلتے چلتے یان اٹک جاتی ہی روح
ہوتا ہی جب شمع رو یونکا خیال | موم کی صورت پگھل جاتی ہی روح
ہی رقابت تن سے اپنے اسقدر | کوے جانان مین مچل جاتی ہی روح
مرتے ہین اک جان جانکے عشق مین | غم کا بھی جوہر یہان کھاتی ہی روح
چھپتی ہی تن مین جو بیرے وقت نزع | آسمان پر جاتے شرماتی ہی روح

کیا صفاے قلب و باطن ہی ممنود
آمد وشد مین پھسل جاتی ہی روح

ولہ

عروج مین بھی جو رہتا ہون خاکسار کی طرح | خط جبین نہ لکھا ہو خط غبار کی طرح
مژہ پہ دوڑنا طفلا نہ کھیل سمجھے ہین | یہ طفل اشک ہین طفلان نی سوار کیطرح
برنگ لالہ کھلے داغ اشک پیری مین | خزان چمن مین مرے آئی ہی بہار کیطرح

جنون مین تنگ ہون جینے سے مثل اہل سقر
کہان بہشت مین وسعت ہی کوے یار کیطرح

برنگ تیغ کشیدہ جو شاخ گلبن ہے
چمن مین سرو ہی بے یار مجکو دار کیطرح

ہر اک کی حسرت مردہ ہی دلمین مدفون ہی
ہی دشمنون کا مرے سینہ بھی مزار کیطرح

نشان ایک ہی کافی ہی نامہ بر کو مرے
نہین جہی کوچہ دو عالم مین کوے یار کیطرح

ہی اوس گلی کا مجھے شوق بازدید نمود
کہ نقش پا ہی جہان چشم انتظار کی طرح

غزل عاقل

یاد مین اوس گل کی گل کھاتی ہی روح
بیکلی کیا ہمکو دکھلاتی ہے روح

روضۂ رضوان مین جب جاتی ہی روح
نکہت خلد برین لاتی ہی روح

غنچہ لب کو جب نہین پاتی ہی روح
مثل بلبل غم سے چلاتی ہی روح

قاصدا کہنا کہ اوس عاشق کی آج
لو مبارک ہو نکلین جاتی ہی روح

دیکھکر دست حنا بستہ ترا
اے ستمگر بس پسی جاتی ہی روح

اوٹھ کے پہلو سے گیا وہ شمع رو
آتش غم سے جلی جاتی ہی روح

آخری دم ہی ذرا آ دیکھ لے
چشم مین آکر کے لہراتی ہی روح

نزع مین بھی ہی تری مشتاق دید
جاتے جاتے جو ٹھہر جاتی ہی روح

مر گئے ہم یاد مین جس شوخ کی
اوسکے در پر ٹھوکرین کھاتی ہی روح

قد بالاے صنم کی یاد مین
عرش کے پایہ سے ٹکراتی ہی روح

افعی زلف سیہ کے ہجر مین
مثل سنبل پیچ وخم کھاتی ہی روح

عاقلا شیرین دہن کے عشق مین
قصۂ فرہاد سنواتی ہی روح

وله

حسین کوئی نہین یار گلعذار کی طرح — چمن مین گل ہوے بلبل کو جس کے خار کیطرح

فراق قامت بالائے سرو قد سے دلا — نہ ہووے کیون ہمین شمشاد باغ دار کیطرح

وہ یون لپٹ کے لگا رہنے تار بستر مین — کچھ اب بری نظر آتی ہی جسم زار کیطرح

سوکھایا ہی غم مژگان نے اسقدر گلرو — کھٹکتا ہی دل ہمارا ابتو خار کیطرح

کھلا یا عشق کرنے یہان تک اونکے — کہ پہرون تک نہین ملتا سیان یار کیطرح

ہزار عاقلا بلبل ہو زمزمہ پیرا — نہ پائیگی کبھی تقریر اپنے یار کیطرح

غزل عزیز

کیا گھٹا زلفون کی دیکھ آتی ہی روح — بن کے کیون طاؤس چلاتی ہی روح

کوئے جانان کی ہوا کھاتی ہی روح — بوئے جنت جسم مین لاتی ہی روح

روتی ہی کیا اب باامید وصال — ابر رحمت تن پہ برساتی ہی روح

خاک مین ملجائیگی تن کی بہار — دیکھیے کیا گل کھلا جاتی ہی روح

گور کی تنگی نہین ہیہات یاد — قصر تن مین پاون پھیلاتی ہی روح

کوئی دن آخر نکل جائیگی یہہ — ہجر کے صدمون سے گھبراتی ہی روح

چلدئے پہلو سے اوٹھکر آپ جب — ہم یہ سمجھے اسطرح جاتی ہی روح

ائینہ سے بڑھ کے ہی وہ چشم صاف — ہمکو حیرت سے نظر آتی ہی روح

اے پری از بسکہ ہی جوش جنون — تیرے سایہ سے لپٹ جاتی ہی روح

کنج عزلت مین فاقت ہی اسے — اشک مین پیتا ہون غم کھاتی ہی روح

بدگمانی سے ہی فرط احتیاط
ناسہ بر کے ساتھہ ہو جاتی ہی روح
یا دشر گان صنم مین دوستو
کو بکواب تنکے چنواتی ہی روح

جز خدا ہوتا نہین کوئی عزیز
تن سے جسدم کوچ فرماتی ہی روح

ولہ

کہان سے لاسے قمر تاب روئے یار کیطرح
کہ مہر زرد ہوا گل ہی جس سے خار کیطرح
فلک پہ لاکھہ تپان ہو کے برق یون چمکی
جدا ہی اپنی مگر آہ شعلہ بار کی طرح
امڈہ امڈہ کے جو برسے ہزار ابر بہار
نیا ئیگا مگر اس چشم اشکبار کی طرح
نسیم صبح سے بگڑی ہی آج کیا بلبل
چمن مین بستہ ہین غنچہ دہان یار کیطرح
بنی نہ ایک بگڑ کر ہزار بل کھائے
چمن مین دیکھی جو سنبل نے زلف یار کیطرح

عزیز ہو گئی حیران چمن مین کیونکر کس
کہ چشم وا ہی مری چشم انتظار کی طرح

غزل عزیز

پیچ مین کاکل کے جب آتی ہی روح
زلف کی مانند بل کھاتی ہی روح
جب وہ آتے ہین تو آجاتی ہی روح
جب وہ جاتے ہین چلی جاتی ہی روح
جا نہ بزم غیر مین ای شمعرو
رشک سے ابتو جلی جاتی ہی روح
کیسے ہوتے ہین بتان بیوفا
یون دل نادان کو سمجھاتی ہی روح
موج زن ہی اونکا وان دریای حسن
یان گہر آنسو سے برساتی ہی روح
بوسہ ہائے چشم مست یار سے
وصل مین بیخود ہوی جاتی ہی روح

کیا تمیز اب نزع مین وہ آئینگے
پھر استقبال جو جاتی ہی روح

ولہ

جہان مین کوئی نہین مجھسے دلفگار کیطرح
چمن شگفتہ ہی زخمون کا لالہ زار کیطرح

خفا ہو کسلیے صاحب ستم شعار کیطرح
نہین ملیگا کوئی مجھسے جان نثار کیطرح

وہ بحر حسن جو جاتا نہین سوے دریا
حباب بنتے ہین چشمان انتظار کیطرح

ہزار شکر کہ قاتل نے سر کو کاٹ لیا
وگر نہ تھا یہہ گران مجکو کوہسار کیطرح

گل و چمن مین مجھے دیکھہ کیون ہو آزردہ
تمیز برگ و شجر مین رہیگا خار کیطرح

غزل اخلاص

یار کے آنے سے آجاتی ہی روح
ساتھہ جانے کے نکلجاتی ہی روح

گو شکایت سے نہ لب آگاہ ہون
اونکی بے مہری سے گھبراتی ہی روح

اٹھی گیسو کو اونکے دیکھہ کر
شوق سے کیا تن مین لہراتی ہی روح

اب غم دوری سے جی جلنے لگا
کب بھلا اخلاص کو بھاتی ہی روح

ولہ

بنا ہی گو رخ جانان گل انار کیطرح
وفا کی بو نہین اسمین نہ اعتبار کی طرح

سما رہی ہی جو اک زلف عنبرین کی یاد
تو پیچ و تاب بھی بل کھا رہا ہی مار کیطرح

نہ ڈالے ہار گلے مین کبھی گلو نکے وہ شوخ
جو دیکھے مجھہ دل بیمار داغدار کی طرح

نہین یہہ دوست تو کوئی نہین ہی دشمن بھی — کہ دل ہی پہلو مین دشمن ہی دوستدار کیطرح
گرا وہ خاک سے اوٹھکر جو سر بلند ہوا — پسند خاک کو ہی خوب خاکسار کیطرح
پسند خاطر جانان ہین ایسے دیوانے — ذلیل وہ ہین جو رہتے ہین ہوشیار کیطرح

ہی اوس اسیر کی خدمت مین ہا رباب اخلاص
زبان دہن مین جو رکھتا ہی ذوالفقار کی طرح

غزل عیش

خواب مین اوس کوچہ مین جاتی ہی روح — سیر جنت مجکو دکھلاتی ہی روح
بوئے زلف آئی تو مین سمجھا یہی — ناک کے نتھنون کی راہ آتی ہی روح
وہ مسیحا پھونک دیتا ہی جو دم — قالب بیجان مین آجاتی ہی روح
دل نکر نالہ کہ یون وقت عذاب — کہتے ہین کافر کی چلاتی ہی روح
مرتے دم کیا ساتھ دیتا ہی کوئی — تن کو تنہا چھوڑ کر جاتی ہی روح
سچ ہی کہتے ہین جو مرنے کو وصال — کھوکے اپنے تئین اوجھین پاتی ہی روح
ناک مین دم ہی مرا ہونٹو پہ جان — ہجر کے صدمہ سے گھبراتی ہی روح

یہہ صفائی یہہ لطافت عیش ہی
جسم مین اونکے نظر آتی ہی روح

ولہ

شگفتہ رہتے کی جان داغدار کیطرح — ہمارے باغ مین آئی خزان بہار کیطرح
حسین جہانکے خجل ہوکے اونسے کٹتے ہین — قد اونکا بارہ یہہ ہی تیغ آبدار کی طرح
ندامت اوسکی ہی ناوک فگن جو مارا تیر — نکالا پھینک دیا اوسکو سینے خار کیطرح

دیا جو جام خفا ہو کے ہمکو ساقی نے
تو اوسکے نشہ مین پائی گئی خمار کی طرح

چمن مین گل ہی تو محفل مین شمع دیر مین بت
کہون مین کیا کہ ہی تجھہ ایک مین ہزار کیطرح

شب فراق مین ای عیش ہر ستارہ پر
گمان ہوا ہی مری چشم انتظار کی طرح

غزل عاشق

اوسکی فرقت مین یہہ گھبراتی ہی روح
وصل کا انداز بتلاتی ہی روح

جان جاتی ہی ترے جانے سے یار
جب تو آجاتا ہی آجاتی ہی روح

خواب مین کر وصل جانان کا خیال
سو طرح سے دل کو بہلاتی ہی روح

جسم کو بیجان ہمارے چھوڑ کر
ڈھونڈنے تمکو نکل جاتی ہی روح

یاد مین عاشق لب جان بخش کے
آتے آتے لب پہ رہجاتی ہی روح

وله

پسند جب سے ہی ایک شوخ گلعذار کیطرح
جگر کے داغ ہوے اپنے لالہ زار کیطرح

بغیر یار چمن مین ہر ایک گل ہی داغ
ہر ایک بزم مین ہی مجکو شمع دار کیطرح

خطا ہوی جو تمھین دل دیا معاف کرو
کھڑا ہون کب سے مین دیکھو گناہگار کیطرح

وہ بادہ کش ہون کہ صوفی ہون درحقیقت مین
وہ بیخبر ہون کہ رہتا ہون ہوشیار کیطرح

خطا معاف کرو وصل اب تو عاشق سے
ملیگا تمکو نہ پھر مجھسے جان نثار کیطرح

غزل حافظ

دل کو پھر زلفون مین الجھاتی ہی روح — سر پہ پھر کالی بلا لاتی ہی روح
ہجر کے صدمون سے گھبراتی ہی روح — وہ نہ آئے تو ابھی جاتی ہی روح
میرے پاس آتے ہین جب وہ خواب مین — شوق مین اونسے لپٹ جاتی ہی روح
دیکھیے اس پیچ سے چھٹتی ہی کب — عشق مین زلفونکے بل کھاتی ہی روح
صبح محشر کا نہ منہ ہو جائے فق — چاک سینہ اپنا دکھلاتی ہی روح
یاد مین دست حنائی کی ترے — اشک خون آنکھونسے برساتی ہی روح
لاتا ہون بہلا کے کوے یار سے — جا کے وان ہر دم مچل جاتی ہی روح
جلد اپنا کام کر تو اے اجل — زندگی سے میری گھبراتی ہی روح
ہجر مین صدمے اوٹھائے اسقدر — اونسے ملنے کی قسم کھاتی ہی روح
دیتی ہی اپنا غم فرقت یہہ حبیب — خاک مین ہر اک کو سلواتی ہی روح
طفل دل میرا سمجھتا ہی نہین — اوسکو سو سو طرح سمجھاتی ہی روح
غیر کو پہلو مین اوسکے دیکھ کر — رشک سے اپنی نکلجاتی ہی روح
مسکرا کر ناز سے کہتے ہین وہ — بس انھین باتونسے گھبراتی ہی روح

حافظا یہہ ہین بتان سنگدل
ربط کرکے انسے پچھتاتی ہی روح

ولہ

جو دیکھ لے قد موزون گلعذار کی طرح — تو قمری نغمہ کرے بلبل و ہزار کیطرح
نہین پسند ہمین اوس ستم شعار کیطرح — کہ اوسنے ہمکو بنا یا ہی سوگوار کیطرح
الٰہی خیر ہو وہ شہسوار نکلا ہے — کہ اوسکے ساتھ ہوا مین بھی ہون غبار کیطرح

نیا شگوفہ ہی اوس گلبدن نے آپسے آپ	گلے مین ڈالدیے آکے ہاتھہ ہار کیطرح
وفور رنج مین دریاے اشک سے اپنے	ہر اک حباب بنا گنبد مزار کی طرح
تمھارے طائر دل نے پھنسایا طائر دل	نہ دیکھی ہوگی کسی نے کبھی شکار کی طرح
ہزار طرحسے دیکھا ہی حسن اوس گل کا	مگر ہمیشہ تر و تازہ ہی بہار کی طرح
خدا بچائے بتون کی نگاہ و ابرو سے	کہ کاٹ کرتے ہین یہہ تیغ آبدار کی طرح
فراق غنچہ دہن مین یہہ داغ کھائی ہین	ہوا ہی سینہ یہ کینہ لالہ زار کیطرح
وہ لیکے ہاتھہ سے اعدا کے ہار دیتے ہین	ہمارے سینہ مین چبھتے ہین پھول خار کیطرح

بتون کی رام کہانی کو چھوڑ دو حافظ
کرو عبادت معبود دیندار کیطرح

غزل عسکری

امتحانسے کب یہہ گھبراتی ہی روح	پر نہ آنے سے ترے جاتی ہی روح
لو پر یہہ ویون کی الفت سے ہمین	صاف دیوانہ ہی ٹھیراتی ہی روح
عرض مطلب پر مری کہتے ہین وہ	ایسی باتونسے تو گھبراتی ہی روح
کیا شب غم ہو بسر جون روز حشر	روحکو مین مجکو سمجھاتی ہی روح
ضبط آہ پر شرر ہی اک بلا	ایسی آتش سے تو جل جاتی ہی روح

اسکی بیتابی کہون کیا عسکری
جسم مین جسوقت یہہ آتی ہی روح

ردیف خاے معجمہ

غزل منود

ہاتھ مہدی سے ہی تیرا ید بیضا الشوخ
بات مین ہی اثر نطق مسیحا الشوخ

شوخیان لازم و ملزوم ہین دلبر کے لیے
تیری شوخی کا نہین ہمکو اچنبا الشوخ

الفت موے کمر سے ہی سراپا معدوم
دل ہوا عشق دہن مین ترے عنقا الشوخ

روٹھنے مین ترے کب تاب تکلم مجکو
صورت غنچہ ہین لبہاے تمنا الشوخ

پردہ داری کے لیے مثل فلک پہلو ہے
دل ہی جلوہ سے ترے عرش معلا الشوخ

رنگ گلشن ہوا تغییر یہہ شوخی سے تری
گل عنادل کی نظر مین ہوا حربا الشوخ

کیا مجھے یاد رہی خلد مین حورونکا خرام
نہین بھولا ہون چمن مین ترا پھرنا الشوخ

برسون گذرے ہین کہ پہلو سے جدا ہی میرے
تیری فرقت نے کیا حال یہہ دل کا الشوخ

شوخیان طائر معنی کی دکھائینگے منود
تیری شوخی کا جو مضمون بندھیگا الشوخ

ولہ

سرشک خون سے یہہ ہی چشم گریان سرخ
کہ جیسے عکس شفق سے ہوا ابر باران سرخ

بہار حسن ہے ایسا ہی روے جانان سرخ
کہ عکس عارض رنگین سے ہو گلستان سرخ

مین سمجھا گردن مینا مین ہی مے گلگون
کیا جو سرخی پان نے گلوے جانان سرخ

افق مین جلوہ خورشید دیکھا ہی ناصح
ادھر تو دیکھہ ہی ویسا ہی روے جانان سرخ

طلسم حسن سے مار سیہ ہوا گلگون
کہان گلال سے ہی اونکی زلف پیچان سرخ

چمن مین بولا ہی اوس گل کا طوطی تقریر
کرے نہ آنکھہ کہین بلبل خوش الحان سرخ

منود ہاتھہ ہوے نخل قد دلجو مین
حنا کے رنگ سے مانند شاخ مرجان سرخ

غزل عاقل

نکلا فرقت مین تری لب سے جو نالہ الشوخ
دیکھنا ہونگے فلک سب تہ و بالا الشوخ

جب سے جوبن پہ ہوا کان کا بالا الشوخ
حسن عارض ہی ترا اور دو بالا الشوخ

شوخی لب سے تری داغ ہی لالہ الشوخ
سوکھہ کر غنچہ ہوا باغ مین کانٹا الشوخ

ہی تری مانگ جو یہہ کاہکشان ماہجبین
دُر ہین کانون کے مگر عقد ثریا الشوخ

برق وش ہنس کے جو تو ہمکو رلائیگا یونہین
موج زن چشمون سے ہوگا ابھی دریا الشوخ

روئے روشن جو ترا ماہ ہی اے رشک قمر
زلف ہی ابر تو ہی خال یہہ تارا ای الشوخ

در بدر ہجر مین وحشی سے بنے پھرتے ہین
ہمکو حسرت نے ترے عشق کی مارا الشوخ

بادہ نوشی کی بہم آج تو ٹھیرے ساقی
عین صلوت مین تو عاقل سے نہ شرما الشوخ

ولہ

جہان ہی پہ تو عارض سے تیرے لیجان سرخ
کمال کیا جو ہوا لعل سے بدخشان سرخ

ہمارے خون کا محضر لکھا ہی قاتل نے
حنا کے رنگ سے کب ہی یہہ روئے جانان سرخ

یہ رنگ لایا ہی بلبل کا خون آخر کو
کہ عین فصل مین گل کا ہوا گریبان سرخ

نہین ہی پھول سے عارض پہ زیب گوش یہ گل
شفق کے ٹکڑے ہین ہمدوش ماہ تابان سرخ

کچھہ اسکے جوش پہ آئی بہار وہ گلچین
عجب نہین گل خود رو سے ہو بیابان سرخ

غبار گنج شہیدان اوڑا ہی کچھہ عاقل
نہین شفق سے ہوا آج چرخ گردان سرخ

غزل عزیز

رخ جو زلفون سے لب بام وہ چمکا الشوخ
ہی سر شام ہمین صبح کا دھوکا الشوخ

تو اوٹھا دے رخ روشن سے جو پردا الیشوخ
ہو نہ پھر شمع کی پروانہ کو پروا الیشوخ

دست قدرت سے ترا کھینچ کے نقشا الیشوخ
دیکھتا آپ مصور ہی تماشا الیشوخ

وہ ترقی پہ ہی جوبن ترے رخکا الیشوخ
پتلی آنکھون کی ہنی نور کا پتلا الیشوخ

سینہ چھپا کر جو تم آئے ہو نہین کچھہ پروا
دل نے پہلو مین بنا رکھا ہی پردا الیشوخ

ہو گئی صبح شب وصل تو کیا ہی اندھیر
زلف لٹکایئے ہو جائے اندھیرا الیشوخ

تو چھڑک کر جو نمک شب مرے پہلو سے چلا
کیسا کیسا دہن زخم پکارا الیشوخ

جمع ہین حسرت و حرمان و تمنا دل مین
ہم لحد مین بھی نہین خیر سے تنہا الیشوخ

بادہ نوشی کو جو تو جائے چمن مین دم بھر
شاخ دے مینا تو دے پھول پیالا الیشوخ

دیکھہ لیوے دل پر داغ ہمارا جو کہین
اپنے اک داغ پہ نازان نہ ہو لالا الیشوخ

وہ بلا ہی شب فرقت کہ الہی توبہ
دم نکل جائیگا گھٹ گھٹ کے ہمارا الیشوخ

مین ہی ایک عاشق جانباز نہین ہون تیرا
جان نثارو نکا لگا در پہ ہی میلا الیشوخ

ہی تجہہ وہ شب وصل کہ اللہ اللہ
لب پہ آتا ہی نہین حرف تمنا الیشوخ

قطرہ قطرہ تری شمشیر کا دم بھرتا ہی
تھا یہ بسمل تو کوئی چاہنے والا الیشوخ

چاہ یوسف کی نہوتی اوسے یون دلسے عزیز
دیکھہ لیتی جو ترا حسن زلیخا الیشوخ

ولہ

ہمارے خونسے ہی قاتل کا اک نہ دامان سرخ
کہ ہاتھہ سرخ ہی شمشیر سرخ میدان سرخ

نہین ہی دست حنائی سے زلف پیچان سرخ
شفق کے رنگ سے ہی سنبل پریشان سرخ

عیان ہی یون گل رخسار سبزۂ خط مین
کہ جیسے سبزہ پہ رکھا ہو پھول ایجان سرخ

گلال لیکے سوئے چرخ کیون اوڑاتے ہو | بناؤگے ورق زر دمہر تابان سرخ
جو داغ سینۂ سحر آفتاب سا چمکا | توہوگیا شفق صبح کا گریبان سرخ
جو چمکی آتش رخسار تیری دریا پر | کنول بھی ہوگئے سب صورت چراغان سرخ
سنو تو عاشق بیدل کے نامہ بر سے پتے | کہ دل مین درد ہی تن گرد چشم گریان سرخ
غم فراق نے کیا کیا ہی رنگ دکھلائے | کہ جسم زرد ہی آنکھین سپید مژگان سرخ
حنا لگاکے جو آجاؤ تم لب دریا | سپید خیمہ حبابون کا ہووے جانان سرخ

پڑے جو عارض رنگین کا اونکے عکس عزیز
عجب نہین ہی کہ ہوجائے سب گلستان سرخ

غزل تمیز

ابر رحمت تو رہ لطف سے برسا ای شوخ | تشنۂ وصل کو اتنا تو نہ ترسا ای شوخ
تیرے بدلے مین کسی اہل وفا سے ملتا | حال دل اپنا وہ کہتا مرا سنتا ای شوخ
سرخرو تو نہین ہوویگا جہان مین ہرگز | کیون اوٹھاتا ہی مرے قتل کا بیڑا ای شوخ
بار سرگردن عاشق ہی نہ اوترا افسوس | تیغ بھاری تھی مگر ہاتھ تھا ہلکا ای شوخ
پھول کیونکر نہ جھڑین وقت تکلم ہربار | ہین خموشی مین وہ لب صورت غنچا ای شوخ
شمع ور شک سے پروانونکی مانند جلین | دیکھ لین گروہ تری بزم کا جلسا ای شوخ
باتین کرتے نہین خدا خیر کرے کیا ہوگا | تیرے آنے سے قیامت ہوی برپا ای شوخ

آشنا جب سے ہی بحر غم فرقت مین تمیز
اوسکی آنکھونسے بہاکرتا ہی دریا ای شوخ

ولہ

کیا یہہ لخت جگر نے مرا گریبان سرخ
ہو آفتاب سے جیسے شفق کا دامان سرخ

سوکھا یا کاہش غم نے بدنکو صورت خار
نہ وقت قتل ہوا خون سے گریبان سرخ

لباس سرخ پہنکر چلے وہ گلشن کو
عجب نہین ہی کہ ہو اب رہ گلستان سرخ

سیاہ بختی سے میری جہان ہی تیرہ و تار
او راشک خون سے ہوا کوہ اور بیابان سرخ

تمیز دیکھو ہی ساقی کا عارض رنگین
کہ رنگ بادۂ گلگون سے ہیہ نمایان سرخ

غزل اخلاص

ہو گیا جب سے تری زلف کا سودا الشوخ
میری وحشت کا ہی بازار مین چرچا الشوخ

زندگی کا ہی یہی لطف کہ مل بیٹھین دو
ورنہ کیا ہی جو رہے خضر سا تنہا الشوخ

کل تو ہی عزم سفر مجہسے جدا ہوتا ہے
آجکی شب مرا مہمان یہین رہجا الشوخ

دیر مین کعبہ مین مسجد مین کلیسا مین کہین
تجھسا دیکھا ہی نہین ہی بت ترسا الشوخ

مین وہ دیوانہ نہین ہون کہ نہ پہنائے زنجیر
ہون تری زلف کا اولجھا مجھے سلجھا الشوخ

زندگی ہی ترے اخلاص کی باتون سے تری
جب تو کہتا ہی تجھے رشک مسیحا الشوخ

ولہ

ہوی جو غیظ کی حالت مین چشم جانان سرخ
تو اشک خون سے کیا مینے اپنا دامان سرخ

حنائی ہاتھہ گلے مین نہین ہی قاتل کا
کیا ہی پنجۂ خورشید نے گریبان سرخ

جو آرزو ہی تو دیکھہ اوسکے پائے رنگین کو
قدم سے جسکے ہوا صحن و سقف و ایوان سرخ

جو وصف اوسکے لب لعل کا لکھون اخلاص
دوات و خامہ و کاغذ ہوا اور دیوان سرخ

غزل عیش

تو نے اپنا جو دکھایا قد بالا اے شوخ
ہی قیامت کہ جہان ہی تہ و بالا ای شوخ

ہین نزاکت سے جو اوبھری ہوئین گہاے کمر
نظر آتا ہی ہمین دام مین عنقا ای شوخ

نوک مژگان پہ مرے لخت جگر آ آ کے
سر منصور کا کرتے ہین تماشا ای شوخ

روئے جب دشت مین اور آپسے وحشت جب آئی
صحرا دریا ہوا دریا ہوا صحرا ای شوخ

خشک خارونکو ملا کرتا ہی اینسے پانی
چہا گلو لینے جو یہہ ہین آبلہ پا ای شوخ

عیش کی آنکھہ مین جب اشک بھر آیا تو کھلا
اوسنے کوزہ مین کیا بند ہی دریا ای شوخ

ولہ

جہنی رقیب نے اوس غنچہ دہان جو فشان سرخ
تو دلپہ داغ ہوے ویسے پان نمایان سرخ

گمان ہیرے پہ یاقوت کا ہو عالم کو
جو پان کہاکے کرین وہ سپید دندان سرخ

دکھائینگے شفق و شام و ابر و صبح بہم
کرینگے رو رو کے اپنی جو چشم گریان سرخ

لگائی نالۂ بلبل نے آگ کیا اسمین
ہی ارغوان کی طرحسے یہہ کیون گلستان سرخ

عجب نہین جو پہاڑون مین خون کا دریا
ٹپکتے آنسو سے آنسو ہین مثل مرجان سرخ

تمہارے موئے مژہ کے شہید ہین جسجا
وہان جو اوگتے ہین ہوتے ہین وہ مغیلان سرخ

بہار نے مرے حق مین خزان کا کام کیا
مین زرد ہو گیا دیکھا جو روئے جانان سرخ

چھپایا چاہے جو خون عیش کا تو ای سفاک
نکر لہو سے تو اوس نگینہ کے دامان سرخ

غزل عاشق

زلف کو عطر لگا کر جو سنوارا الیشوخ
مشک نافہ مین بھرا عنبر سارا الیشوخ

حق تو یہ ہی نہ لگاؤ کف رنگین مین حنا
خون ہو جائیگا ناحق کو کسیکا الیشوخ

حال تنہائی کا اپنی مین کچھ اظہار کرون
گر تو ملجائے کسیدن مجھے تنہا الیشوخ

شعبدے مجکو دکھاتے ہین ترے مردم چشم
آدمی کیا ہی تو ہی جادو کا پتلا الیشوخ

ہی غضب باغ مین ہو سنبل و گل وحش بدوش
خالی عاشق کا رہے دست تمنا الیشوخ

ولہ

ہمارے خون سے نکلی ہی ہو کے پیکان سرخ
نہین گلال سے قاتل کی نوک مژگان سرخ

خوشی سے رہتا ہی وان انکا روی خندان سرخ
یہان ہی غم کے سبب اپنی چشم گریان سرخ

کسیکے خون سے قاتل کا وان ہی دامان سرخ
تو اشک خون سے ہی یان اپنا بھی گریبان سرخ

برہنگی مین لباس عروس پہنا ہی
جو میرے خون سے ہی قاتل کی تیغ عریان سرخ

نہ چھوڑا قبر مین بھی عشق گلرخان نے مجھے
لحد پہ پھولے ہین گلہاے عشق پیچان سرخ

پرستش اوس بت کافر کی کرتا ہی عاشق
کہ جسکے پرتو رخ سے ہے مہر تابان سرخ

غزل حافظ

حق نے ایسا تجھے معشوق بنایا الیشوخ
کہ ترے حسن کا حورون مین ہی چرچا الیشوخ

محو ہو جاتا ترے نغمہ کو سنکر بیشک
ہوتا گر عہد مین یان تیرے نکیسا الیشوخ

ہی طپیدہ کوئی مجروح کوئی بسمل ہی
حشر ہی تیر نگہ سے ترے برپا الیشوخ

ماہ کے گرد ہو جسطرح کہ ہالہ موزون
زیب دیتا ہی ترے کان کا بالا الیشوخ

تیری پیشانی کے جھومر سے فلک پر ہو گا
مثل مہ داغ بدل عقد ثریا الیشوخ

تجکو کر دیکھ کے سمجھے نہ وہ یوسف کو عزیز
تجھپہ سو جانسے قربان ہو زلیخا الیشوخ

قول و اقرار ہوے وصل کے صدہا لیکن
ایکدن آکے کیا تونے نہ ایفا الیشوخ

ہی ٹھکانا ترا کسجا کہ تجھے حافظ نے
سب جگہہ ڈہونڈ لیا لیک نپایا الیشوخ

ولہ

نہین ہی نشۂ صہباسے چشم فتان سرخ
اوٹھا ہی آنکھون مین اونکی غضب کا طوفان سرخ

کیئے جو عاشق جانباز قتل اک دم مین
ہوئی عقیق کی مانند تیغ براں سرخ

جھلکتی شیشۂ بلورین ہو جیسے شراب
گلو سے پان کی رنگت ہی یون نمایان سرخ

چمکتا اسطرح چہرہ ہی اونکا پردہ مین
چراغ جون نظر آئے ہی زیر دامان سرخ

تمھارا دست نگارین جو دیکھلین گا ہے
تو ابر چشم سے برسائین اشک الوان سرخ

چمن مین کونسے گل پیرہن کی آمد ہے
کہ فرش گل سے ہوا سر بسر گلستان سرخ

پری تو کیا شرر و برق بھی لرزتے ہین
مدام غیظ مین دیکھ اوسکا رُئے تابان سرخ

عجیب رنگ دکھایا ہی اشک خونین نے
کہ ہو گیا ہی گریبان سے تا بہ دامان سرخ

عوض حنا کے رنگو اونگلیان مری خون سے
رہینگی حشر تلک مثل شاخ مرجان سرخ

لگا ہی تیر کسی نیم جان کے سینہ مین
اسی سبب سے ہوی ہی یہہ نوک مژگان سرخ

بجائے اشک نکلتے ہین لخت دل حافظ
برنگ لالہ و گلہاے عشق پیچان سرخ

ردیف دال مہملہ

غزل ممنود

روحین جو گئین پھر نہ رہا خانۂ تن یاد — غربت زدگان کو نہ ہوا اپنا وطن یاد
دیکھا گل عارض تو ہوا ہمکو چمن یاد — ہاتھونکی نزاکت سے ہوی شاخ سمن یاد
فریاد کہ یا رب مین کہان جاؤن مین سے — اونکو تو ہی طرز ستم چرخ کہن یاد
گر جانتے بھائی کہ یہہ نکلین گے یہا لنے — یوسف کے لئے کرتے ترا چاہ ذقن یاد
آنکھونکو کرون یاد جو نرگس نظر آئے — غنچونکو جو دیکھون تو ہو وہ غنچہ دہن یاد
جنت کا تصور ہی یہان طائر جان کو — کس وادی وحشت مین ہی بلبل کو چمن یاد
ہین وصل مین عشرت کے وہ اسباب مہیا — بھولے سے بھی فرقت کے نہون رنج و محن یاد
ایمان سے اللہ کرے خاتمہ بالخیر — مدفن کا کیئے ہیان ہی کسکو ہی کفن یاد

بھولے سے ممنود آتا ہی ناسخ کا اگر نام
کرتے ہین مجھے مثل سخن اہل سخن یاد

ولہ

مجکو شب وصال مین مہرو جو آئے نیند — بیداری کا دماغ فلک پر چڑہائے نیند
یا رب نہ یاد قامت جانان مین آئے نیند — ڈر ہی نہ مجکو فتنۂ محشر دکھائے نیند
بیداری اپنی وصل کی شب مین اوڑائے نیند — سوتے فرہ کے ایکبین شہپر بنائے نیند
کیا بخت خفتہ دیکھین وہ بیدار آنکھ سے — قسمت مین جو ازل سے ہین لکھوا کے لائے نیند
عاقل جو زندگی مین ہین دنیا و دین سے — مردو نسے جاکے قبر مین وہ مانگ لائے نیند

آجائے خواب مین جو وہ رشک چمن نظر
گل کیطرح نہ آنکھون مین پھولی سمائے نیند

رویا مین گر وہ گوہر دریائے حسن آئے
آنکھون مین مثل آب گہر سوکھ جائے نیند

غافل ہون راہ عشق خطِ سبزہ رنگ مین
آئی ہی خضر بن کے نہ رستہ بھولائے نیند

ہون منتظر ازل سے کسی کے خرام کا
سن پاؤن شور حشر تو آنکھون مین آئے نیند

غافل نہین ضمائر فلیضحکوا سے مین
بیدار ہین مین روؤن جو مجکو ہنسائے نیند

رلوایا خواب مین لب جان بخش نے ملود
آب حیات مین نکہین ڈوب جائے نیند

غزل عاقل

آتا ہی ترے چہرۂ رنگین سے چمن یاد
کانٹون مین گھسیٹے گی تری غنچہ دہن یاد

ہو خشک زبان تر جو وہ ہو چاہ ذقن یاد
پانی بھرے منہ مین جو کرون تیرا دہن یاد

پھول آنکھون مین کانٹونکی طرح سے ہین کھٹکتے
غربت مین دلائے نہ خدا حب وطن یاد

بیشک اوسے لے آئیگا مجھ سوختہ جان تک
قاصد کو بھی ہی میرے عجب طرز سخن یاد

لائے جو صبا نکہت گیسوئے معنبر
بھولے سے نہو نافہ آہوے ختن یاد

دل لینے مین مشاق ہو گر تم تو سمجھ لو
ہمکو بھی بہت ہین صنم اس عشق کے فن یاد

مر مر کے شب ماہ مین کاٹی شب فرقت
جب چاندنی کا دہیان ہوا آیا کفن یاد

گلشن کی طرف سیر کو چل اے گل رعنا
کرتے ہین بہت دیر سے مرغان چمن یاد

لتہ کشش کر دل بر جسم تڑپ کر
ہوتا ہی بہت ہمکو وہ اب سیم بدن یاد

گل ہوتے ہین کانٹے ترے قیدی کو سمنبر
کرتا ہی جو زندان مین کبھی سیر چمن یاد

عاقل جو در گوش سے زلف صنم اوجھی
اس سانپ کو پھر آیا ہی او گلا ہو امن یاد

ولہ

ہی عین وصل فرمون کیا ہمکو آئے نیند
ڈھیلے نکال ڈالین جو آنکھین ملائے نیند

چشم سیاہ شوخ جو اوس بت کی دیکھ لے
پردے سے میری آنکھونکے منہ کو چھپائے نیند

بیخواب جیسا ہجر مین اوسکے رہا ہون مین
اوس شوخ کی بھی آنکھون مین یارب نہ آئے نیند

خوابیدہ بخت ایسا مین ہون بھولسے اگر
آنکھون مین آئی حشر تلک پھر نہ جائے نیند

مشتاق دید کو نہین جز دید آرزو
ای رشک مہر ساتھ ترے کیونکر آئے نیند

اک شب جو خواب مین تری تصویر دیکھ لے
مارے خوشی کے آنکھ مین پھر کب سمائے نیند

دیکھے جو خواب ناز ترا پھر کھلے نہ آنکھ
بیداریونکے واسطے افسون پڑہائے نیند

تصویر غنچہ لب کہین دیکھے جو خواب مین
پھرون نہ آنکھ مین مری مردم سمائے نیند

الشوخ خواب ناز کو بھی اپنے چھیڑ دے
پتلی کو میری آنکھ کی تکیے بنائے نیند

اشب شب وصال ہی آمد کسیکی ہے
ای دیدہ ہوشدار کہ ہرگز نہ آئے نیند

آتی ہی شیر بن کے شب ہجر عاقلا
کیونکر ہرن کی طرح نہ وحشت دکھائے نیند

غزل عزیز

دیکھے لب رنگین تو ہووے لعل یمن یاد
دندان نے دلائے ہین ترے در عدن یاد

حسرت سے تپ غم مین ہین کیا ہونٹھ چباتی
آیا جو دم نزع ترا سیب ذقن یاد

دولاب سا پھرتا ہون تہ چرخ مین کیا کیا
گھڑیون مجھے رہتا ہی ترا چاہ ذقن یاد

آنکھونمین صبا لائی ترے نقش قدم کو
آئینہ کرین کاش عروسان چمن یاد

ایسے غم فرقت سے ترے ہوگئے بیخود
ہی تن کو نہ سر یاد نہین سر کو ہی تن یاد

پروانہ کو مین دیکھتا ہون شمع پہ جلتے
سوز دل سوزان کی جو ہوتی ہی جلن یاد

ہم ہوگئے وان کے جہان بھلایا جنون نے
دریاد نہ گھر یاد چمن یاد نہ بن یاد

کانٹے سے کھٹک جاتے ہین گل اپنی نگہ مین
ہوتے ہین جو غربت مین کبھی خار وطن یاد

لونیلوفری ہوگئے وہ پھول سے عارض
بوسہ جو تصور مین ہوا غنچہ دہن یاد

ٹپکا کرین سر کبک بھی طاؤس بھی دونون
ہوویگا نہ تا حشر ترا یار چلن یاد

ہر چند عزیز آپ ہین بھوپال کے ساکن
اوستاد سخن کی ہی مگر طرز سخن یاد

ولہ

ممکن نہین وہ آئین تو پھر منہ دکھائے نیند
آنکھین نکال لون جو شب وصل آئے نیند

فرقت مین بھاگتی تھی یہہ وصلت مین دیکھنا
چورون کی طرح آتی ہی آنکھین چرائے نیند

وحشت مین آئی بھی تو ہی بگڑی ہوئی غضب
آنکھونکو شیرین کے نہین پھاڑ کھائے نیند

باہر نہین نکلتا ہی یکدست ضعف سے
پائے نگہ کو آکے ذرا اب دبائے نیند

وحشت دکھائیگی شب غربت ہزار طرح
کیونکر نہ چشم غول سے ہنکر ڈرائے نیند

جوش جنون ہی آنکھونکو صحرا مین مثل قیس
لیلائے زلف یار کا قصہ سنائے نیند

گلخن بنا دیا ہی تپ سوز ہجر نے
مانند کاہ آنکھونمین اب جل بجھائے نیند

ایسا نہ ہو وہ وصل کی شب آکے سو رہین
آنکھون مین پتلیون کا تماشا دکھائے نیند

معلوم ہووے قدر شب ہجر کی ذرا
پای نگہ کی ٹھوکرین دو چار کھائے نیند

ای چشم انتظار شب ہجر خوف ہی
تار نگہ پہ چڑھ کے نہین دوڑ آئے نیند

بیچین کر دیا نہین سمجھتے ہین آنکھ مین
طفلان اشک کو مرے آکر کھلائے نیند

آنکھین ہین باغ باغ گل حسن یار سے | حسرت سے یا خدا نہ کہین خار کھائے نیند

سیلاب اشک چشم سے بہہ جائے ای عزیز
موے مژہ کو پر نہ کہین پل بنائے نیند

غزل تمیز

کرتا نہین بھولے سے بھی وہ عہد شکن یاد | مر کر بھی رہا جور ترا چرخ کہن یاد
کاکل کے تصور مین ہوا مار کا دھوکا | مو بافت جو دیکھا تو ہوا سانپ کا من یاد
گلبرگ عبث رکھتا ہی صیاد قفس پر | بھولونکو دلاتا ہی تو کیون اونکا وطن یاد
کس طور ہو اوقات بسر اپنی جہان مین | جز عشق نہین مجکو کسی طرح کا فن یاد

ہر گام پہ جو حشر بپا ہوتا ہی اونکے
ایسا ہی تمیز اونکا رہے چال چلن یاد

وله

ہی کیا عجب جو کوچۂ جانان مین آئے نیند | تا حشر آنکھہ سے مری باہر نجائے نیند
بیدار عمر بھر مین رہا تیرے ہجر مین | گر وصل تیرا ہو تو یقین ہی سلائے نیند

وعدہ ہی اونکا خواب مین آنیکا ای تمیز
بیداری کے عوض مری آنکھونمین آئی نیند

غزل خلاص

مغموم ہوا ہون جو ہوے رنج و محن یاد | پژمردہ ہوا دل جو ہوا غنچہ دہن یاد
کیا گل ہی تو ای نام خدا باغ جہان مین | گل کیا تجھے کرتے ہین سدا سرو چمن یاد
وہ رنج اوٹھائے غم فرقت مین تمھارے | کرتا ہی مصیبت کو مری چرخ کہن یاد

ہر داغ پہ اک داغ نیا تونے کھلایا
کیا کیا نہیں اے شوخ تجھے حیلہ و فن یاد

دل کاوش مژگان سے ہی صد چاک ولیکن
رکھتا ہی تری آنکھونکی او تیر فگن یاد

دیکھے کوئی عبرت کی نظر سے تو ہو معلوم
پوشاک بدلتا ہون تو ہوتا ہی کفن یاد

بے مہری گردون نے ستایا ہی دل ایسا
ہوتا نہیں بھولے سے بھی اخلاص وطن یاد

ولہ

پہلو مین تو نہ ہو تو بھلا کیونکر آئے نیند
آنکھون مین تو بسا ہو تو کیونکر سمائے نیند

کوچہ مین اپنے دفن کی تجویز کیجیے
شاید کہ بعد مرگ بھی مجکو نہ آئے نیند

وعدہ کیا وصال کا آئے نہ ایک شب
کب تک تمھارے صدمۂ فرقت اوٹھائے نیند

جب تنگ آگئے تو یہ بولے وہ ناز سے
ق
ہمسے الگ رہے جو ہماری ستائے نیند

تمکو تو ہمکناری و بوسہ سے کام ہی
چاہے کسیکی آنکھ مین آئے نہ آئے نیند

اوس چشم فتنہ زا کے تعشق مین اے ندن
اخلاص دیکھ بھیرتا ہون ابھی گُم آئے نیند

غزل عیش

غربت مین کیا کرتا ہون یون اپنا وطن یاد
صحرا مین ہو جس طرح سے بلبل کو چمن یاد

ایسا نہ ہو جو صبر پڑے تجپہ ستمگر
کرتا نہیں اسواسطے مین رنج و محن یاد

غمزہ نیا انداز نیا ناز نرالا
اس قسم کے اوس شوخ کو ہین سیکڑون فن یاد

سب کچھ تو گئے بھول محبت مین تمھاری
دل سے نہ گئی آپ کی اے مشفق من یاد

نغمہ ترا اے مرغ چمن کون سنے گا
تو نے نہ کیا عیش کا گر شعر و سخن یاد

ولہ

وہان ہی وہ چین آئے تو مشکل سے جائے نیند
یان یہہ قلق کہ جائے تو مطلق نہ آئے نیند

بیدار دل وہ ہون مین کہ ہر چند آئے نیند
ہوش و حواس تاب و توان لے نہ جائے نیند

آتا نہین سمجھہ مین ہوا کیا یہہ انقلاب
جب خواب مین وہ آئین تو ہمکو جگائے نیند

آتی نہین ہی موت تو اب ہی یہ آرزو
تا حشر ہجر یار مین ہمکو سلائے نیند

شب باش ہو جو دیدۂ بیدار مین مرے
میری طرح سے تم بھی کہو ہائے ہائے نیند

نالہ مرا وہ تیر ہی یہہ وصف اوسمین ہی
مثل نشانہ سارے جہانکی اوڑائے نیند

وہ چشم پر فریب جسے غش مین لائے عیش
پوچھے جو کوئی اوس سے تو اوسکو بتائے نیند

غزل عاشق

گل کسکو چمن کسکو کسے سرو و سمن یاد
باقی جو رہا بھی تو رہا گور و کفن یاد

دیکھا تو لب غنچہ کے کچھہ منہ سے نہ نکلا
آیا جو چمن مین مجھے اوس گل کا بدن یاد

فرقت کا گلہ وصل مین تا حشر رہیگا
بھولا مین نہین ہون مجھے ہی رنج و محن یاد

گلزار بنے آتش جانسوز نہ کیونکر
دوزخ مین بھی آئے جو ترا گل سا بدن یاد

عاشق کو کسیطرح سے اب بن نہین پڑتی
آتا ہی کسی شوخ کا بیساختہ پن یاد

ولہ

اوس غنچہ لب کے ساتھہ اگر مجکو آئے نیند
آنکھون مین میری پھر تو نہ بھولی سمائے نیند

اوس پر حیا کے وصل مین گر آ بھی جائے نیند
شرمائے وہ کہ حشر تک آنکھین چرائے نیند

خواب عدم دکھاتی ہی اک پل مین آنکھ
غافل وہ مجکو چھوڑ شب وصل چلدئیے
بے یار کام کیا ہی مرے پاس آنیکا
ساتھ اوس پری کے نیند بھی آنکھوں سے اوڑ گئی
دل مین خیال ہی جو کسی مست خواب کا
مانند روز عید ہی اپنی شب وصال

اس طرح تجسے کون بھلا دل لگائے نیند
بیداری کا بُرا ہو ترا ناس جائے نیند
آنکھوں نے سیری کہدو کہ ہرگز نہ آئے نیند
ایسا بھی کوئی ہی جو مری ڈھونڈ لائے نیند
ہر لحظہ ہر گھڑی مجھے کیونکر نہ آئے نیند
اور رشک مہر ساتھ ترے کیونکر آئے نیند

باندہا تصور رخ جانان تو سو گیا
عاشق مثل یہ سچ ہی کہ سولی پہ آئی نیند

غزل حافظ

نرگس ہی نہ غنچہ ہی نہ لالہ نہ چمن یاد
کرتے نہین تم ہمکو کبھی مشفق من یاد
فرقت مین دلارام کی ہیجو دھون یہانتک
کیونکر نہ اوٹھین قبر سے یکبار کی مردے
کرتا ہون تکلف کے عوض چاک گریبان
قسموں سے نہ کیا ہوے اقرار موکد
ہن فرقت دلدار کے ایک ایک ابھی تک

ہی اونکے فقط چشم و دہان ولب تن یاد
ہم ہو گئے ہین آپکی خاطر ہمہ تن یاد
جانکو نہین تن اور نہین روح کو تن یاد
قامت نے کیا تیری قیامت کا چلن یاد
آتا ہی مجھے جب ترا بیساختہ پن یاد
وعدہ نہ رہا ایک بھی ای عہد شکن یاد
تکلیف والم درد وعنا رنج ومحن یاد

جھانکو گے کنوئین حسرت و افسوس کے حافظ
رہ رہ کے جو آتا ہی تمھین چاہ ذقن یاد

ولہ

آرام جان کی جان مین کیونکر نجائے نیند
پہلو مین دل ہی جب نہو پھر کیونکر آئے نیند

ہمسے تو ہجر یار مین آنکھین چرائے نیند
جب ہو شب وصال تو اونکو ستائے نیند

ق
جب گھر کو اپنے جانے لگین وہ تب آئے نیند
تا شام اونکو خوب تھپک کر سلائے نیند

ہنگام صبح پھر وہی رو داد پیش آئے
القصہ حشر تک بھی نہ جلوہ دکھائے نیند

کیا لطف ہو کہ جب مجھے آوے غنودگی
وہ شوخ چھیڑ چھیڑ کے میری اوڑائے نیند

سو طرح ٹال دیتا ہی مطلب کی باتکو
دیوانہ ہو جو باتون مین اوسکی گنوائے نیند

محشر سے شرط باندہ کے پھر کیون نہ سو رہے
جب عین وصل یار مین دلکو لبھائے نیند

آنکھین ہین مثل روزن در انتظار مین
دیدار بن کے یار کا یارب سمائے نیند

وہ مجھکو جب سے چھوڑ کے سوتا چلے گئے
ہر دم لب و زبان پہ ہی ہائے ہائے نیند

ہون چشم پر خمار کا مفتون نہین بعید
جو جام بیخودی مجھے آکر پلائے نیند

مدت سے دل کو چین نہ جان کو قرار ہی
غم مین خدا کسی کی نہ ایسی گنوائے نیند

سونا اوسے نصیب اسے جاگنا نصیب
حافظ کے بخت دون پہ کیون خار کھائے نیند

ردیف ذال معجمہ

غزل نمود

نقش ہی دل پہ مرے یار کے در کا تعویذ
رکھتا ہی مرتبۂ عرش معلی تعویذ

مرض کفر و ضلالت سے جو محفوظ رہے
تھا اونھین معجزۂ حضرت موسی تعویذ

باندھے بازو پہ جو وہ سحر طلسم خوبی
کیون نہ دکھلائے خط موج کا نقشا تعویذ

مجکو بیمار بنایا ہی لب جانان نے | لکھین اب میرے لیئے حضرت موسی تعویذ

بیخطر رہتا ہون آسیب تخالج سے ممنود
بن گیا دل کے لیئے خال سویدا تعویذ

ولہ

یون تو ہر قسم کا یار ب ہی میسر کاغذ | پر لکھون نامہ صنم کو جو ہو بہتر کاغذ
کہتے تھے خامۂ تصویر مصور لیکر | کہ نہین لایق تشکیل پیمبر کاغذ
نامہ جب سیم تنون کے لئے کرتا ہون رقم | خامہ مذہب مرا ہوتا ہی پہ زر کاغذ
لکھون اوصاف کسی رشک مسیحا کے لا | گر ملے چرخ چہارم کی برابر کاغذ
ہاے اب یون سر شوریدہ مین مختل ہین اس | جیسے دفتر مین پڑے ہون کوئی ابتر کاغذ
اوس شہ حسن کو لکھتا مین تو قاصد بنکر | صورت آئینہ لیجاتا سکندر کاغذ
جب پڑھا خط شعاعی کو تو روشن یہہ ہوا | کہ نہین جز ورق مہر فلک پر کاغذ
پھر لکھین وصف سراپا کو دلا بے کم و کاست | پہلے ماپین قد جانان کی برابر کاغذ
تھا یہ القا کہ ترے یار کا گھر ہی دل مین | گرد میرے جو اوڑا لیکے کبوتر کاغذ
مثل مضمون احادیث و مواعظ ہین رقم | پڑھ خطیب آکے مرا بر سر منبر کاغذ

تہی یہ حکمت نہ لیا ہاتھ مین خامہ جو ممنود
کہ نہ تھا لایق تحریر پیمبر کاغذ

غزل عاقل

چمکا ہیکل مین تری ماہ جو زر کا تعویذ | ایسا گردونپہ نہین شمس و قمر کا تعویذ
خضر آسا ہمین عامل کوئی کامل جو ملے | بہر تسخیر لکھین جن و بشر کا تعویذ

چلّے کھینچے کہ کماندار ترا تیر لگے
گوشۂ دل مین کہین تیر کے پر کا تعویذ

اوس بت پردہ نشین پر نہ موثر ہوگا
حضرت دل کوئی لادیجیے اثر کا تعویذ

مرض عشق ہی عاقل وہ بلا ہی جسکے
گنڈے دیکھے نہ فتیلے نہ اثر کا تعویذ

ولہ

چھو گیا اوسکی جو شب زلف معنبر کاغذ
مشک و عنبر سے ہوا بڑھ کے معطر کاغذ

ورق دل پہ لیا کھینچ ہی نقشہ اونکا
ایسا مانی کو ہوا تھا نہ میسر کاغذ

ہمنشین قاتل سفاک ستمگر میرا
کیسا پچھتایا مرے قتل کا لکھکر کاغذ

عین فرقت مین لکھا چشم کے پردہ پہ اونھین
نہ ملا مردمون اس سے کوئی بہتر کاغذ

ورق دل پہ ہی لکھکر اوسے بھیجا نامہ
دشت غربت مین ہوا جب نہ میسر کاغذ

نامۂ سوز جگر لے تو چلا ہی یارب
خاک ہو وین نہین جل کے کبوتر کاغذ

آیا پاسخ ہی لئے صاف جو قاصد عاقل
خستہ کرتا ہی جگر کو یہ ستمگر کاغذ

غزل عزیز

ہمکو درکار نہین سود و ضرر کا تعویذ
چاہیے حضرت من درد جگر کا تعویذ

پیش آئے ہی وہی جو خط پیشانی ہے
کیا کرے حکم قضا و قدر کا تعویذ

وہ پریزاد ہی تسخیر نہ ہوگا ہمدم
کرتا تاثیر بشر کو ہی بشر کا تعویذ

ہل بے جوشش اثر تیر نگاہ قاتل
ہی مشبک لحد خستہ جگر کا تعویذ

کوئی پوچھے گا زمانے مین نہین بے تقدیر
لاکھ باندھا کرین ہم فضل و ہنر کا تعویذ

دل چلا پھر ہی سوے کوچۂ قاتل یارب
شام غربت مین کوئی لادے سفر کا تعویذ

کونسے رشک مہ و مہر کا شیدا ہی فلک
باندھے پھرتا ہی جو یون شمس و قمر کا تعویذ

شمع رو لو مین تری جل کے موا ہی عاشق
چاہیئے قبر کو پروانہ کے پر کا تعویذ

وصل دلبر ہو خدا آج میسر ہمکو
لکھدے ایسا کوئی پر جوش اثر کا تعویذ

تیرے بازو سے صنم آنکھ لڑی رہتی ہی
رشتہ رکھتا ہی مرے تار نظر کا تعویذ

تیرے ابرو نے ترے خال نے ہمکو مارا
نہین ممکن ملے اس تیغ و سپر کا تعویذ

پھرتا گھر گھر صفت خانۂ عامل ہون عزیز
لکھدیا حضرت من کونسے گھر کا تعویذ

ولہ

خیر لیجائے نہ ہد ہد نہ کبوتر کاغذ
شوق دل سے مرے اوڑ جائیگا بے پر کاغذ

گر کھلے میرے عمل کا سر محشر کاغذ
غم سے لپٹے صفت گیسوے دلبر کاغذ

اشک خونسے یہہ کیا نامۂ فرقت جو رقم
ہوگیا بس صفت برگ گل تر کاغذ

زلف پر پیچ کا مضمون ہوا لکھنا جنجال
ہاتھ سے اپنے لپٹ جاتا ہی اکثر کاغذ

دم تحریر پڑا پرتو عارض جو ترا
سبزۂ خط سے ہوا صفحۂ اخضر کاغذ

صدقے کیون نامۂ دلبر کے ہوا جاتا ہون
توبہ توبہ نہ خضر ہی نہ سکندر کاغذ

دست رنگین مین لیا ہی اوسے گلرو تونے
پھول کر جامہ سے ہوجائے نہ باہر کاغذ

آج کیا چاہنے والون مین لکھاتے ہو مین
اپنا پہلے ہی سے ہی داخل دفتر کاغذ

نامۂ یار ہی شاید جو برائے تعظیم
سر پہ رکھہ لاتا ہی ہد ہد سا کبوتر کاغذ

عین فرقت مین جو آیا ہی دلا نامۂ یار
کبھی آنکھونپہ رکھا ہی کبھی سر پر کاغذ

گردش چشم فسونگر کی جو لکھون تفسیر
حشر تک چرخ پہ کھایا کرے چکر کاغذ

چشم میگون سے نظر بھر جو دیکھے ساقی
ہو روان صورت موج مئ احمر کاغذ

دم تحریر ہو مئ نوشی کا گر اونکو خیال
صاف بنجائے سمٹ کر وہین ساغر کاغذ

عین پردہ مین صفائی ہی او بخفین مد نظر
پڑہتے عاشق کا ہین عینک جو لگاکر کاغذ

ہو کے برہم صفت زلف وہ بگڑے ہین عزیز
دفتر دل کا نکیون غم سے ہوا ابتر کاغذ

غزل تمیز

کچھ ہی انداز غضب اور نرالا تعویذ
آنکھین کھل جائین جو باندھے وہ نظر کا تعویذ

لکھدے بیمار کو تو اپنے مسیحا تعویذ
جان بلب ہی وہ اوسے چاہیے اچھا تعویذ

مجھسے رہتا ہی خفا یار مرا ای عامل
آپ ملجائے وہ لکھدے مجھے ایسا تعویذ

صورت نقش قدم ضعف سے بے حس ہی تمیز
چومتا ورنہ یہہ آکر ترے در کا تعویذ

ولہ

نامہ بر نے جو دیا یار کا آکر کاغذ
بن گیا طائر دل کے لئے شہپر کاغذ

کسکو لکھا ہی جنون مین کہ لیے جاتا ہے
طائر سدرہ کی مانند کبوتر کا غذ

ہجر مین کھائی ہی افیون ترے عاشق نے
ناز سے کہتا ہی پی لے کوئی دہوکر کاغذ

کوے قاتل کا ہمارے یہی قاصد ہی نشان
قتل ہوتا ہی جو بیجا تا ہی اکثر کاغذ

اس اشارہ سے شب وصل کو ہم جان گئے
حامل خط کو دیا یار نے ہنسکر کاغذ

جب تمیز اوس بت ہرجائی کو لکھتا ہون
نامہ بر پھرتا ہی لیکر مرا گھر گھر کاغذ

غزل اخلاص

جب سے پہنا مرے دلبر نے نظر کا تعویذ
کسنے لکھا ہی مرے درد جگر کا تعویذ

چشم جادو سے پرپیو ترے دل ہی تسخیر
پاس عامل کے نہین اسکے اثر کا تعویذ

پتلیون مین مجھے رکھتے ہین حسینان جہان
جب سے اوس یار نے باندہا ہی نظر کا تعویذ

یار اپنا ہی بہر حال مددگار اخلاص
گرچہ اغیار لکھین روز ضرر کا تعویذ

ولہ

دل کے دفتر کے بہت دلنے ہین ابتر کاغذ
جیسے صرصر سے اوڑے پھرتے ہون اکثر کاغذ

رسم دنیا کی یہی ہی جو ادا کی تمنے
تم نہ آئے ہمین بھیجا کئے لکھکر کاغذ

حرف مطلب کو زبانی جو سنا قاصد سے
رکھدیا ہاتھ سے بیدرد نے لیکر کاغذ

کٹ گیا سلسلۂ نامہ و پیغام بھی آہ
کردیا چاک ستمگار نے پڑہکر کاغذ

گم گیا راہ مین کسطرح سے قاصد خط یار
لے اوڑی کیا مری تقدیر سے صرصر کاغذ

قتل ہوتے ہون جہان قاصد بجرم مدام
کہئے کسطرح سے لیجائے کبوتر کاغذ

خوب اخلاص سے کی رسم کتابت تمنے
ایسی گلیون مین پڑے رہتی ہین اکثر کاغذ

غزل عیش

اے پری ہی جو ترا نقش کف پا تعویذ
ہمنے یہہ ایک ہی چلتا ہوا دیکھا تعویذ

دست دپا کی جو لکیرین ہین ہوا یہہ ظاہر
لاے انسان ازل سے ہین یہہ کیا کیا تعویذ

جو ہی مجنون رخ یار وہ کیا ہوش مین آئے
لاکھہ لکھدین ورق مہر پہ عیسی تعویذ

جس پر پریوکو دکھایا وہی تسخیر ہوا
کم نہین مہر سلیمان سے ہی سیر التعویذ

عشق مین ہمنے جو دیکھا اثر دل کے سوا
کام آیا نہ کسیکے کوئی گنڈا التعویذ

آہ کا ہمنے کیا عیش فتیلہ روشن
مفلسی مین کبھی جب جب کا جلایا تعویذ

ولہ

اوس مسیحا کو اگر بھیجون مین لکھکر کاغذ
جان پڑجاے اوڑے بن کے کبوتر کاغذ

ہی مرا آب وصفائی مین جو گوہر کاغذ
اونکو حرفونکے دکھائیگا یہہ جوہر کاغذ

کھاکے رفتار قلم کی ترے ٹھوکر کاغذ
ای جفا پیشہ بنا صفحۂ محشر کاغذ

بیقراری کا مری حال ہی جس نامہ مین
چاک کرتا ہی لفافون کو وہ اکثر کاغذ

نامہ لکھا ہی جو اوسنے خط توام مین مجھے
وصل کا کرتا ہی ایما وہ مقرر کاغذ

سادہ کاغذ ہی جب آیا مرے نامہ کا جواب
ہو گیا مجکو وہ آب دم خنجر کاغذ

اپنے ہمراہ مین بھیجوا اون شبیہ جانان
علیش گر مجکو زر افشان ہو میسر کاغذ

غزل عاشق

اوسکے بازو پہ ہی دنیا کی نظر کا تعویذ
حور و غلمان و پری جن و بشر کا تعویذ

یاد ہی کسکو محبت کے اثر کا تعویذ
کون لکھدے مجھے اس درد جگر کا تعویذ

گورکن چاہیے لتعمیر ابد تک قایم
قبر عاشق سے قیامت ہی جو سر کا تعویذ

ولہ

نہ تو قاصد نہ صبا ہی نہ کبوتر کاغذ / کسطرح جائیگا اوڑکر مرا بے پر کاغذ

نامہ سوز درون یار کو کیونکہ لکھون / آہ کے ساتھ ہی رہجاتا ہی جلکر کاغذ

اوس سے پیغام زبانی ہی صبا کہدیجو / نہین آتا کوئی لکھنے کو میسر کاغذ

وصل کی یاد زبانی بھی دلانا قاصد / بھول جاتے ہین وہ اکثر مرا پڑھکر کاغذ

لکھنے بیٹھا جو مین اوس آئینہ رو کو نامہ / خامہ حیران مرا ہوگیا ششدر کاغذ

ہی جو ایمائے شب وصل خط جانان مین / اور ملفوف لفافہ کے ہی اندر کاغذ

ایک مضمون مری حیرانی کا وہ آ دیکھے / چار سو جسنے نہ دیکھا کہین ششدر کاغذ

دفن کر دیجو کوئی ساتھ مرے نامہ مرا / چاہیئے مجکو یہہ عاشق پئے محشر کاغذ

غزل حافظ

تجھپہ کھلتا نہین کچھ یہہ نقرہ و زر کا تعویذ / چاہیئے تیرے لئے شمس و قمر کا تعویذ

نقش چلپتا ہی نہ گنڈا نہ فتیلہ ایسا / جیسا چلپتا ہی گل اندامونپہ زر کا تعویذ

شعر چوٹی کے نہ کیون آج قلم سے نکلین / ملگیا ہی مجھے اوس شوخ کے سر کا تعویذ

مجکو دو پرزے دیئے اور کہا عامل نے / دیکھیو تبدیل نہ ہو شام و سحر کا تعویذ

چشم بد دور رہوی آنکھ کہلی بدبین کی / باندہا بازو پہ جو دلبر نے نظر کا تعویذ

دیکھتے ہی بت بے مہر ہوا ہی منقاد / ہمنے دیکھا نہین اس زور و اثر کا تعویذ

جان بن خیر تو ہی کسلیئے آج آپکے پاس / ق بازوؤنکا ہی نہ سر کا نہ کمر کا تعویذ

عرض کی مینے یہہ تعویذ بہت اچھا ہی / بولے باندھین گے نہ ہم آپکے گھر کا تعویذ

ہی مجھے حافظ مطلق پہ بھروسا حافظ / کیا کرون مانگکے اغیار سے ڈر کا تعویذ

وله

شوق کہتا ہی کہ جب تک ہو میسر کاغذ
نہ رکے دم کی طرح یار کا دم بھر کاغذ

حال دل لکھ کے جو بھیجے مجھے دلبر کاغذ
فرط شادی سے رکھون دیدہ و سر پر کاغذ

نامہ بر دیتا ہی جسدم مرا جا کر کاغذ
ہاتھ مین لیکے وہ کر دیتا ہی جھر جھر کاغذ

لوگ بے پر کی اوڑاتے ہین کہ بیزار ہین وہ
بن کے قاصد لیے آتا ہی کبوتر کاغذ

محضر قتل کی تصدیق جو منظور نہ تھی
لیلیا ہاتھ مین کیون تو نے ستمگر کاغذ

گریہ و سوز کا جو حال لکھون مین اپنے
ہو رگ ابر قلم بال سمندر کاغذ

کشتی قلب ٹھہر جاتی ہی خط لکھنے سے
ناخدا کلک رسن حرف ہین لنگر کاغذ

اوسنے لکھا ہی نہ لکھے گا جواب نامہ
بھیجے جاتے ہین عبث آپ برابر کاغذ

روے روشن کا اگر وصف لکھا جاے تو ہو
روشنی مین رخ خورشید سے بڑھکر کاغذ

مینے کھولا جو لفافہ تو ہوا یہ ظاہر
کہ مجھے بھیجا ہی اغیار کا رکھکر کاغذ

بیقراری کا لکھون حال مین اپنی تو سعا
تھر تھرانے لگے مثل دل مضطر کاغذ

طبع رنگین گل اندام کے لکھے جو صفات
اسکے باعث سے ہوا مثل مشجر کاغذ

خط لکھین یار کو کسطور کہ ملتا ہی نہین
روشنائی قلم و قط زن و مسطر کاغذ

نقش ہو کیونکہ دل یار پہ حرف مطلب
حافظا ہو نہین سکتا کبھی پتھر کاغذ

ردیف را مہملہ

غزل لمؤد

جان دیتا ہون ازل سے اوس ستم ایجاد پر
صدقے سو انصاف کر دون جسکی اک بیداد پر

نالے سوے گنبد گردون چلے جاتے ہین آہ | تیر گویا مارتا ہون بیضۂ فولاد پہ
آتش رنگ حنا گرہو دم ورزش صنم | پنجۂ شاخے کا گمان ہو پنجۂ فولاد پہ
ہی گل رخسار پہ اونکے فدا گر عندلیب | قمریان عاشق ہین قد غیرت شمشاد پہ
زندگی ہی مجھ اسیر زلف کی زنجیر سے | موت کا آنا جنون موقوف ہی حداد پہ
ہی وہ شوخ تند خو ایسا اگر کھینچی شبیہ | لال ہوجاتا غضب سے موقلم بہزاد پہ
حسرتین مسکن بنا کر بیٹھی ہین شل کہین | آفرین میرے نشان خانۂ برباد پہ
ہی وہ ظالم طفل نادان دیتا ہی گر حکم قتل | کھیلتی ہی موت عاشق کی سر جلاد پہ

ایسی ایجادین وہ دم مین لاکھہ دکھلائے نمود
ناز کب موجد کو ہی اس عالم ایجاد پہ

ولہ

کب رہا ہون مین شادمان ہوکر | کرہنسی آئی تو فغان ہوکر
خامشی مین بھی سوز غم ہی مجھے | کیون بنا شمع بے زبان ہوکر
اہل عقبیٰ کہین فسانے مرے | جاؤن دنیا سے داستان ہوکر
شیب کی عقل یان شباب مین ہی | پیر ہم ہوگئے جوان ہوکر
کشتئ عمر ساتھہ جاتی ہی | کیا مین چلتا ہون بادبان ہوکر
میرے دشمن جو تھے نہ تھے وقت | بنگئے دوست رازدان ہوکر
ہون نہ غافل شب جوانی مین | رات کاٹون پہ پاسبان ہوکر
تیر ادنبالہ قتل بنا کو | نکلا ہی تیغ اصفہان ہوکر
خاکساری ہی سر بلندی مین | کیون نہ زمین ہون مین آسمان ہوکر

یہہ دعا بہر حضرت علیا — مانگتا ہوین شادمان ہوکر

تخت جنت ہو وان نصیب بنود
اور رہے یان شہ جہان ہوکر

غزل عاقل

وار لاکھون مین کیا مجھ عاشق ناشاد پر — واہ واہ جلاد پر اور آفرین اس یاد پر
ہمکو پابند قفس کرتا نہین فریاد پر — اوس کیسی پڑگئی ہی آجکل صیاد پر
کیا کمر باندہی ہی ظالم نے مری بیداد پر — داد پر بیداد ہی بیداد ہی بیداد پر
سینکڑون خوشرو جوان کیسے ملائے زیر خاک — بیبسی ہی بس نہین چرخ ستم ایجاد پر
طوق ہی گردن مین میری پاؤنمین بیڑی پڑی — ایک نالہ سے قیامت ٹوٹےگی حداد پر
کوئی مثل گل شگفتہ کوئی مثل خار ہی — ہمکو حیرت آتی ہی اس گلشن ایجاد پر
مسکرا کے قتل کرتا ہی تو قاتل دیکھنا — بن کے جوہر خون ہنسیگا خنجر جلاد پر
یا الہی خیر کرنا کس بلا مین ہون پھنسا — دل مرا مائل ہوا جو اوس ستم ایجاد پر
رنگ و بو پر ہی ہزارون عندلیبونکا ہجوم — قمریان صدقے ہین قد غیرت شمشاد پر

عاقل تفتہ جگر کی فصد جو وحشت مین لی
چھالے یکسر پڑگئے ہین نشتر فصاد پر

ولہ

موے سر بار ہین گران ہوکر — تنگ آئے ہین ناتوان ہوکر
غم کے دریا مین بادبان ہوکر — کشتی تن چلی روان ہوکر
ہون وہ ثابت قدم ترے در پہ — رہگیا سنگ آستان ہوکر

ماہرو تجکو ہمنے جب دیکھا
ٹکڑے دل ہوگیا کتان ہوکر

ق
بارہا یہہ ہوا مرے قاصد
لاغری سے مین بے نشان ہوکر

ساتھہ باد صبا کے چھپ چھپکر
پہنچا اوس تک ہون ناتوان ہوکر

دیسے گھبرا کے آہ نکلے ہے
لیک مشروط الامان ہوکر

وصل مین یون زبان ہین مین دی
تا دعا دون مین دوزبان ہوکر

ترچھی نظرون سے چپکے صید کیا
تیر مارے مجھے کمان ہوکر

کیا ہی اوس وقت مین لئے ہمنے
بوسے غنچے کے نیمجان ہوکر

موے کاکل چڑھے ہین کیا سر پر
اک ذرا سے مزاجدان ہوکر

مار گیسو کو چھو نہ اے عاقل
کاٹ کھائیگا دوزبان ہوکر

غزل عزیز

بن کے جوہر رہگیا کیا خنجر فولاد پر
مرحبا صد آفرین اپنے دل ناشاد پر

کیا ہوا اے باغ بگڑی بلبل ناشاد پر
دام مین پھانسے ہین گلچین تو چھی صیاد پر

پھر کہان گلشن کہان گل آگئی جب موسم خزان
پھولتی ہین بلبلین ہستی بے بنیاد پر

ہونٹھ ہم حسرت سے چاٹین چوم لے وہ اونکے لب
رشک آتا ہی زبان خامۂ بہزاد پر

جب چلا پیش جوانان چمن وہ سرو قد
ناتراشیدہ ہوئین کیا پھبتیان شمشاد پر

کردیا اکدم سبک بار گران سر آج
لوٹ ہو دل کیون نہ دست و بازوے جلاد پر

رائیگان جاتے ہین کوئی نالہائے عاشقان
گل سراپا گوش ہین بلبل تری فریاد پر

ہمکو سوداے سر گیسو نے مارا ہجر مین
ہوکے برہم آپ بگڑے کیون مری فریاد پر

یاد ہوتی ہی ہمین کیا حسرت فرہاد و قیس
آنکھ پڑجاتی ہی جب چرخ ستم ایجاد پر

نقش پا گر سرو قد کا ہاتھ آوے بھر دید
لات مارین قمریان اوڑکر سر شمشاد پر

جوش اشک بلبلان ہی باغبان شبنم نہین
پھر نہ جاوے آج پانی خانۂ صیاد پر

اپنی جانبازی بھی فخر عاشقان ہی اے عزیز
خاتمہ تھا عشق کا کیا قیس اور فرہاد پر

ولہ

دل مرا عاشق تپان ہو کر
رہگیا سنگ آستان ہو کر

آج تم میرے میہمان ہو کر
خانۂ تن مین آؤ جان ہو کر

کیون نہ گردون پہ ہو دماغ اپنا
آیا مہرو ہی مہربان ہو کر

کہیو یاد صبا و سہی قد سے
رہ گئی سرو بوستان ہو کر

تیری شمشیر آبدار صنم
رہ گئی زخم مین زبان ہو کر

ناتوانی سے تار دامن کے
اوسکے پاؤن مین بیڑیان ہو کر

گر پڑے اوسکے پاؤن پر غش مین
بوسے لیتے ہین ناتوان ہو کر

جھک گیا تیرے تیر سے قد پر
رہگیا غم سے ہون کمان ہو کر

تیرے ناقہ کے ساتھ ہی لیلی
قیس پہنچیگا ساربان ہو کر

دل نے خون ہوکے بوسہ پایا ہی
جم گیا لب پہ رنگ پان ہو کر

آج زخم جگر کے گل دیکھو
جاؤ گلشن کو میرے یان ہو کر

بند ہووے نکیون دہن اپنا
خنجر بولے ہین اک زبان ہو کر

بام پر ماہ رو جو آجاوے
ٹکڑے ہوجائے دل کتان ہو کر

تیر نالہ کا ای کمان ابرو
دم مین گزریگا لامکان ہو کر

ناتوانی سے دم مرا ایجان
سنگ سینہ ہوا گران ہو کر

وصف مہر وسے یہہ زمین غزل
چمکی گردونیہ آسمان ہو کر

نہین لکھتے عزیز آپ غزل
پیر بنتے ہو کیون جوان ہو کر

غزل تمیز

آپ تو پہلے نظر رکھتے تھے میری داد پر
غور کچھہ کرتے نہین ہو اب مری فریاد پر

راز میرے قتل کا افشا ہوا ہارے ستم
خون کا قطرہ نہ گرتا دامن جلاد پر

عشق مین اوس بحر خوبی کے ہی جب آشنا
رنج سے راحت نگذری اس دل ناشاد پر

جو نہ لکھے ہین کراما کاتبین نے آپکے
دادہم پائینگے روز حشر ان اسناد پر

آنکھہ مین سرمہ دہن مین پان اور لب پر دھڑی
دلبری کی ساری یہہ ایجادہی ایجاد پر

اپنے کرنے کے ہین صاحب جسقدر کارجہان
منحصر رکھے ہین ہمنے آپ کے ارشاد پر

جان دیتی ہین رخ گلگونپہ اوسکے بلبلین
قمریان عاشق ہین قد غیرت شمشاد پر

بازیٔ طفلان نہین ہی جب کھینچی تصویر یار
کلک قدرت کا ہو عالم خامۂ بہزاد پر

یار کے آنیکا مژدہ جو سنا ہی ای تمیز
آج شادی کا اثر ہی اس دل ناشاد پر

ولہ

عاشق حسن مہوشان ہو کر
چھٹگیا دل مرا کتان ہو کر

لیچلی دل کو راز دان ہو کر
ای صبا آئی تو کہان ہو کر

بیٹھکر اوسکے دریچہ مین نہ اوٹھا
رہگیا سنگ آستان ہوکر

کھینچکے از خود ہی یار کی تصویر
رہگئی دل مین حرز جان ہوکر

ابروئے کج ادانے نظروننسے
تیر مارا مجھے کمان ہوکر

دل بلبل کو بیکلی ہے عبث
پھر بہار آئیگی خزان ہوکر

راہ سے اونکو کسنے بہکایا
وہ تو آئے تھے مہربان ہوکر

دل مین چبھتی ہی یار کی مژگان
ناوک و خنجر و سنان ہوکر

وصل کا راز سن کے غیرونسے
مجھسے بگڑے وہ رازدان ہوکر

داغ سینہ کے رنگ لائے ہین
گہ خزان گاہ بوستان ہوکر

مانگ شب بھر مزہ دکھاتی ہی
تاب گوہر سے کہکشان ہوکر

لب خنجر پہ خون عاشق کا
رنگ لایا ہی رنگ پان ہوکر

قتل کرتی ہی جنبش ابرو
برش تیغ جانستان ہوکر

گھر مین رونق ہی آج کیا ہی تمیز
وہ جو آئے ہین میہمان ہوکر

غزل الاخلاص

طوق طاعت ہمنے پہنا ہی اسی بنیاد پر
قمریان عاشق ہین قد غیرت شمشاد پر

دم نکلجاتا ہی اوسکی جنبش ابرو کے ساتھ
کیا روانی اندنون ہی خنجر فولاد پر

نوک مژگان کی خلش ہی کام بخش عاشقان
کب شفا موقوف ہی یان نشتر فصاد پر

اہی صنم اتنا غرور حسن بھی لازم نہین
اعتبار ہستی مو ہو م بے بنیاد پہ

ایک نظارہ پہ کردین جان شیرین کو فدا
تم اگر چاہو تو ہم سبقت کرین فرہاد پر

مبتلائے فکر گوناگون ہوئی طبع رسا
داد عالمگیر اس اخلاص کی فریاد پر

ولہ

آج وہ مجھپہ مہربان ہو کر
رہگئے میرے میہمان ہو کر

کیا حسینون کی دیدہ بازی ہی
پھر مین آنکھون مین پتلیان ہو کر

تیری کجبازیون سے چرخ کہن
بن گئے پیر نوجوان ہو کر

عقل گردش مین جبکہ آتی ہی
چوک جاتی ہی نکتہ دان ہو کر

کرسکے کیا بھلا کوئی دشمن
جو رہے دوست مہربان ہو کر

رہے اخلاص جان نثار ترا
تو رہے اوسکا قدردان ہو کر

غزل عیش

ایک کیا اونکو تو سو سو ناز ہین بیداد پر
ہی قصور اپنا ہی ہم مائل ہون گر فریاد پر

پائی یہہ معراج عاشق نے ترے ہوکر شہید
رقص کرتا ہی سر اوسکا نیزۂ جلاد پر

لکھ سکا سارا نہ شوق وصل وگھس گھس گیا
قط پہ قط دیتا رہا مین خامۂ فولاد پر

زندہ ہین سر پھوڑ کر سنگ در جانان سے جو
ہی بجا گر طعنہ زن وہ شخص ہین فرہاد پر

تم ہمین بھولے فراموشی اسیکا نام ہے
یہہ کہان وہ ہم جو بھولے تھے تمھاری یاد پر

آتش ہجران نے جان و تن کئے خاک سیاہ
کیا کریگی گر کے بجلی خرمن برباد پر

اونکی نظرون مین سبک جیسے ہوے ہین عیش ہم
ہو گئے ہین بار اپنی خاطر ناشاد پر

وله

امتحان لو جو قدر دان ہو کر ۔ سر بکف آؤن شادمان ہو کر

نور آنکھون مین تن مین جان ہو کر ۔ یان رہو آپ مہربان ہو کر

کام حاصل کیا ہی مر مٹ کے ۔ نام پایا ہی بے نشان ہو کر

ہون وہ بلبل کہ مین ہمیشہ رہا ۔ گل مین بو کی طرح نہان ہو کر

ہجر جانان مین چادر مہتاب ۔ گر پڑی مجھپہ آسمان ہو کر

رشک رخ سے تمھارے محفل مین ۔ اوڑ چلی شمع اب دھوان ہو کر

عیش انسان سب سے افضل ہی
فائدہ کیا فرشتہ خان ہو کر

غزل عاشق

قمری دعوی غلامی کا ہی کس بنیاد پر ۔ سرو خود عاشق ہی میرے غیرت شمشاد پر

پھرتی ہی آنکھون مین چھپ کر اوسکی چشم دلفریب ۔ حور کا دہوکا ہی مجکو ایک آدم زاد پر

صورت یاجوج کیا اعدا پس دیوار ہین ۔ قہقہہ زن ہین جو میرے نالہ و فریاد پر

گر وہ نہین ہی خانہ دل مین یہ الفت کی بنا ۔ گھر بنا بیٹھین گے اکدن عشق کی بنیاد پر

ہمصفیرو ہی رہائی مین اسیری کا مزہ ۔ مرغ دل مائل ہی دام گیسوے صیاد پر

عشق گیسو مین کسی حداد پہ تہمت ہی کیا ۔ بیڑیان پہنی ہین ہمنے عمر کی بنیاد پر

جب شبیہ یار کو دیکھا تو بیخود ہو گئے ۔ نقش حیرت نے جمایا مانی و بہزاد پر

سیر گلشن دیکھ کر مقتل مجھے یاد آ گیا ۔ دار کا ہوتا ہی دہوکا قامت شمشاد پر

فرمانبرداری اسے کہتے ہین ایسی فکر مین ۔ یہہ غزل عاشق نے لکھی آپکے ارشاد پر

ولہ

آتش عشق یون نہان ہو کر
آہ سے نکلے ہی دھوان ہو کر

جوشش وحشت مین اپنا جامۂ تن
رہگیا تن مین دہجیان ہو کر

لیچل اوس بحر حسن تک ای ابر
میری کشتی کا بادبان ہو کر

مجھپہ طوفان اوٹھاتے ہین لہیہ شک
عشق مین آنکھونسے روان ہو کر

دیتے ہم دل ہین تم نہین لیتے
واے تقدیر دستان ہو کر

دہن زخم دیکھکر خندان
تیغ قاتل چلی زبان ہو کر

اوسکے در سے پھرا نہ قاصد کیا
رہگیا سنگ آستان ہو کر

گوش زد ہو صبا تو اوس گل کے
دل بلبل کی داستان ہو کر

کسی بیدرد کا یہہ تیر نگاہ
رہگیا سینہ مین نہان ہو کر

اوسکے کوچہ کی اب زمین عاشق
رنگ بدلے ہی آسمان ہو کر

غزل حافظ

اونکو غرّہ اپنے حسن وغمزۂ و بیداد پر
نازہمکو اپنے مہر وجذبہ و فریاد پر

بے سبب مرتے نہین ہم اوس ستم ایجاد پر
حوصلہ بڑہتا ہی جانبازی کا ہر بیداد پر

مجکو آجاتا ہی اوسکی چشم میگونکا خیال
آنکھہ پڑجاتی ہی نستعلیق کے جب صاد پر

ہی ترے ابرو کا ایما قتل کی میرے دلیل
خون کا ہوگا بہانا گردن جلاد پر

مفت لون کیون بار احسان تیرا ای پیغامبر
بھیجدیگا شوق میرا نامہ اپنا یاد پر

توشۂ عقبیٰ فراہم چاہیئے کرنا ضرور
سب بھروسا کرکے جاتے ہین مسافر زاد پر

سرکشی لازم نہین اپنی کمال زہد پر
قہر نازل ہو گیا اکدم مین قوم عاد پر

واعظا حورین ہین غائب دختر رز پیش مغ
اب چلون کہنے پہ اوسکے یا ترے ارشاد پر

نالہ کرتا ہی وہی دلبر تمھارے ہجر مین
کام تیشہ نے کیا تھا جو سر فرہاد پر

داغ خون مین ہین گویا اور ہین جوہر حروف
قتل کا محضر ہی گویا خنجر فولاد پر

سخت جانون سے نہین پالا پڑا ہی آپ کا
منہ کی کھاؤگے نہ بھولو خنجر فولاد پر

یاد کرتے کرتے اوسکو بھولا حافظ آپکو
مرحبا اس بھول پر صد آفرین اس یاد پر

ولہ

تم زبان مین رہو بیان ہو کر
اور قالب مین سیر بیجان ہو کر

بھید مت کھول رازدان ہو کر
دشمنی کر نہ مہربان ہو کر

دیکھ کر محو انتظار سے مجھے
پھر گیا یار مہربان ہو کر

رہتے ہین وہ ہماری نظرون مین
لیک مثل نظر نہان ہو کر

ای زمین دے مجھے نہ تو تکلیف
شیوۂ یار و آسمان ہو کر

سیر حیرت فزا دکھاتے ہین
داغ دل رشک بوستان ہو کر

بے تکلف خیال دلبر مین
گھر گیا مین نے ناتوان ہو کر

کسطرح جائیگی شب فرقت
جم گئی مغز استخوان ہو کر

پہنچے ہم کوے یار تک لیکن
کیا بتائین کہان کہان ہو کر

ننگ و ناموس کیسا ای حافظ
پاؤگے اونکو بے نشان ہو کر

غزل عسکری

کیا ہی جوبن ہی قیامت قامت جلاد پر
قمریان پھبتی نہ کیونکر اب کہین شمشاد پر

دیکھ سپر ضعف او سپر ہوگیا ایسا وبال
لوہا بھاری ہوگیا ہی دیکھ لو حداد پر

سرو کے کھچنے سے بستان مین تیغ ریہم ہویا
رحم کرتے سب ہین صاحب بندۂ آزاد پر

ضعف سے ہی آہ کو بھی لب تلک انا محال
ای بتو کیا نالہ آوے پھر مری امداد پر

جسکی برانی سے حیران تیغ و خنجر تک ہوے
طعنہ زن ابرو نکیون ہون دشنۂ فولاد پر

عسکری ترک سخن کرتی ہی ناقدری ضرور
جب بھلا اہل سخن کے بند ہون لب داد پر

ردیف زاء معجمہ

غزل نمود

چلا وہ گل تو ہوی یون ہی گلستان سبز
کہ جیسے ہو قدم خضر سے بیابان سبز

فدا اک آن مین سو جانسے ہو رنگ بہار
یہہ حسن سبز سے ہی نخل قد جانان سبز

چراغ ماہ پہ فانوس سبز کا ہو گمان
لباس پہنے جو وہ رشک ماہ تابان سبز

جہان مین حور و پری مین برنگ نکہت گل
ہوا یہہ گلشن عالم مین حسن انسان سبز

جو یاد آیا کسی شعلہ رو کا سبزۂ خط
تو نکلا دل سے میرے دود آہ سوزان سبز

جو جوش گریۂ جنون ہو برنگ ابر بہار
تو آب اشک کرے کوہ او ربیابان سبز

ہر ایک سبھرنے لگا طوطی بہار کا دم
عجب ہی کیا ہو یہ ہد ہد سلیمان سبز

یہہ رو سفید ہین حجبت ہی سبز بختی کی
نہین گیاہ سر مدفن شہیدان سبز

نمود ہونہ خط سبز مصحف رخ پر
لکھے نہ کاتب قدرت حروف قرآن سبز

ولہ

نزدیک تصور سے ہوی دور کی آواز
فردوس سے آتی ہی مجھے حور کی آواز

وہ برق تجلی ہین بنا مین ہمہ تن گوش
ای کاش سنون برق سر طور کی آواز

سنتا ہون تقبل کی صدا وقت دعا مین
اب کون سنے بلعم باعور کی آواز

وہ زار ہون دلسے جو چلی حلق مین ٹھیری
تالب نگئی عاشق رنجور کی آواز

بدخواہ نکو کارشقی ازلی ہین
آتی ہی یہی بلعم باعور کی آواز

برسات کا آنا ہوا فرقت مین قیامت
ہی رعد کی آواز مجھے صور کی آواز

وہ رند خرابات کہن مین ہین نمود آپ
قلقل کو کہین بادۂ انگور کی آواز

غزل عاقل

یہہ زخم سبز سے اپنا ہوا گریبان سبز
نہ ہوگا ایسا کوئی دامن بیابان سبز

ڈسا ہی افعی کاکل نے تیرے جسکو صنم
لحد سے اوسکی اوگا سنبل پریشان سبز

نمود عارض گلرنگ پر نہین سبزہ
لکھا ہی کلک زمرد سے حق نے قرآن سبز

لکھے ہین سبزہ خطونکے جو وصف مین اشعار
بسان صحن گلستان ہی اپنا دیوان سبز

گری ہین بجلیان آہونکی اسقدر عاقل
نہوگا ابر سے اپنا کبھی بیابان سبز

ولہ

یہ نالۂ دل ہی کہ کوئی صور کی آواز
شعلہ کی بھڑک ہی دل محرور کی آواز

سنکر تری باتین نہ اوڑے کیون دل عالم
لہجہ جو پری کا ہی تو ہی حور کی آواز

شاید کہ تپ غم نے کیا خاک جلا کر
آتی نہین اب تو دل رنجور کی آواز

دیکھا تو مقابل نہ ترے حور وجنان ہین
اک دل کو لبھاتی ہی عجب دور کی آواز

موسی کوئی ہووے تو سُنے کان لگا کر
خاموش نہین ہی شجر طور کی آواز

ساکت ہی عجب فرط غم و رنج سے عاقل
لب تک نہین آتی کبھی مہجور کی آواز

غزل عزیز

کیا یہہ سبزۂ خط نے ہی روئے جانان سبز
کہ لعل لب بھی بنا طوطی خوش الحان سبز

سرشک چشم سے میرے اور آہ سوزان سے
سیاہ جلکے ہوا کوہ تو بیابان سبز

جو وصف سبزۂ خط مین کبھی لکھون نامہ
ابھی ہو جیسے کبوتر ہمارا ایجان سبز

گرا کے برق شرربار خاک کرڈالے
کسیکی کشت کو دیکھے جو چرخ گردان سبز

جو پھیرا دست حنائی تو لہلہایا خط
تماشا ہی تہ آتش ہوئی خیابان سبز

جو سرخ زخم جگر سے ہرا گریبان ہی
کرینگے دیدۂ تر دامن بیابان سبز

ہمارے دیدۂ تر سے ہین زخم جیسے ہرے
کرے نہ کشت کوئی ایسی ابر باران سبز

نہ ہووے بارش باران لطف حق جبتک
کرے نہ تخم تمنا کو آب حیوان سبز

جو آیا لیکے گلستان عزیز وہ گل تر
بسان تختۂ گلشن ہوا دبستان سبز

ولہ

در پردہ سُنی ہی بت مغرور کی آواز
کیون قرب قیامت کا نہ ہو دور کی آواز

ٹڑ ہنے نہین دیتی دل رنجور کی آواز
چیخے تو قیامت ہو کہ ہی صور کی آواز

کیون ٹوٹ کے یہہ شیشہ دل چور نہو جاے
پتھر سے نہین کم بت مغرور کی آواز

خاموش نکیون اشک روان ہون سر مژگان
کب دار سے آے سر منصور کی آواز

ہم سر کو اوٹھاتے ہین کوئی آپکے در سے
جان بخشی ہی ایجان تری دور کی آواز

چلاے نکیون لخت جگر اسر مژگان
تھی دار پہ خون سر منصور کی آواز

پردہ سے ہمین بھی تو سنادو کوئی گفتار
موسی نے بہت جاکے سنی طور کی آواز

شیدا نہ ترے حسن کے کیون جن و بشر ہون
ہی ناز پری نور قمر حور کی آواز

ای چرخ کہن ہوگا وسی دن تجھے معلوم
جسدن کہ حشر اوٹھے صور کی آواز

نزدیک سے دیکھا تو ہما تھا ترا سایہ
سچ ہی کہ ہوا کرتی ہی خوش دور کی آواز

مرقد مین گمان ہوگا ہمین نالہ دل کا
ہوویگی سرافیل کے جب صور کی آواز

ہاں عشق کا سر دار وہی جو ہی سر دار
ہی دار پہ یہہ حضرت منصور کی آواز

سن سن کے غزل آپکی کہتے ہین عزیز اب
چھپتی ہی کوئی ساغر مشہور کی آواز

غزل ہمشیر

ہو آج وصل سے میرا نہال ارمان سبز
لباس تمنے جو پہنا ہی ایمری جان سبز

فراق سبزہ خط مین جو رو یا مین وحشی وار
تو آب اشک سے کوسون ہوا بیابان سبز

ہمارے دیدہ گریان پہ رحمت حق ہو
کہ خشک سالی مین ہوتی ہی کشت دہقان سبز

نہین یہہ سبزہ خط اوسکے مصحف رخ پر
لکھے ہین کاتب قدرت نے حرف قرآن سبز

لباس سبز ہی قاتل کا مرہم زنگار | لگا کے پھاہا کرون مین بھی زخم خندان سبز

صفت لکھی جو تمیز اوسکے سبزہ خط کی
ہوا برنگ زمرد مرا قلمدان سبز

وله

کرتی ہی قیامت دل رنجور کی آواز | ہی شور جہان مین کہ یہہ ہی صور کی آواز
سن لیتا ہون معشوق کی مین دور کی آواز | فردوس سے آتی ہی مجھے حور کی آواز
اعلی سے کسیطرح نہ ادنی ہو برابر | بلبل کی مشابہ نہین عصفور کی آواز
ہوتا ہی بہت اوس سے طبیعت کو تنفر | خوش مجکو نہین آتی ہی مغرور کی آواز
ہوتا ہی گمان قاصد گم گشتۂ خود کا | سنتا ہون کسیکی جو کبھی دور کی آواز
آجاتے ہین دس ایک کو ہی گروہ پکارے | کیا خوبی کی ہی صاحب مقدور کی آواز

رونیمین تمیز اپنے جو نالون کا سنون شور
جانے وہ کہ دریا کے ہی یہہ پور کی آواز

غزل اخلاص

بسا ہی آنکھونمین جبسے لبون سے خط جانان سبز | مری نظر مین سماتا نہین گلستان سبز
گمان ہو خضر لبو پہ جو سبز خط دیکھے | اوگی ہی دوب مگر گرد آب حیوان سبز
کھلائے سبزۂ خط نے وہ گل مرے دلپر | کہ باغ دہر مین ایسا نہو گلستان سبز

جلا ہی سوز غم زلف مین یہہ دل اخلاص
کہ دود آہ سے پیدا ہون سنبلستان سبز

غزل عیش

جو پہنے جامہ وہ ہم مرتبہ سلیمان سبز
بلائین آکے لین قربان جائین پریان سبز

صدائے غنچہ کو پیغام مرگ سمجھے ہم
برنگ زہر ہی بے یار ریان گلستان سبز

بجھائے قاتلا گر سیر آب زہر مین
تو کیا عجب ترے تیرون کے ہووین پیکان سبز

کھلا ہیہ تیغ کا کیا تیری جو ہرا درون پہ
کہ اوسکے ہول سے ہی رنگ روئے انسان سبز

وہ سبز بخت ہون سایہ اگر مرا پڑ جاوے
تو رنگ بدلے اوسیدم ہو شاخ مرجان سبز

دعا یہی چمن دہر مین ہی علیش مری
خزان نہ آئے رہے نخل قد جانان سبز

ولہ

سن لون جو مین مشتاق خدا صور کی آواز
ہو میرے لیے وہ دہل دور کی آواز

حق ہی یہہ جو ہی دار پہ منصور کی آواز
ہو گی نہ بلند اس سے کبھی صور کی آواز

بیٹھی ہی کچہہ ایسی ترے مہجور کی آواز
ہو جیسے کہ کھائی ہوی سیندور کی آواز

ہان سنگ فلاخن کی طرح لگتی ہی آکر
غصہ مین دہان بت مغرور کی آواز

باتون مین ملا وہ لب پانخوردہ سمجھا
ہی جنبش برگ شجر طور کی آواز

مین عشق مجازی سے حقیقی کو جو پہنچا
نغمہ ہوی میرے لیے زنبور کی آواز

جنت تو بہت دور رہی ای حضرت زاہد
بولین تو سنادین وہ تجھے حور کی آواز

کیا خوب ہوا اوسدم ہمہ تن گوش بنون علیش
جب مجکو سناوین وہ بہت دور کی آواز

غزل عاشق

کس ساقی بدست کا ہر دم ہی تصور
نالہ ہی مرا یا کسی مخمور کی آواز

تم چپکے ہی چپکے نہ بنایا کرو باتین
گو پاس ہون سنتا ہون لے دور کی آواز

حاصل ہی فغان مین مجھے بس خامشی عاشق
جسدن سے سنی اوس بت مغرور کی آواز

غزل عسکری

ہوا ہی سبزۂ خط سے یہہ روے جانان سبز
کہان ہی سبزۂ خوابیدۂ گلستان سبز

سیاہ ہاتھ حنا سے ہوے ہین شوخ کے کب
یہہ عکس خط سے ہوے پنجہ ہاے مرجان سبز

کیا ہی سوگ شہیدان سبزۂ خط کا
لباس تونے جو پہنا ہی ای مرے جان سبز

وہ عسکری سے یہہ کہتے ہین دیکھے چادر سبز
درست جانتے ملبوس ہین سلیمان سبز

ردیف سین مہملہ

غزل ملنود

کام غفلت کا دلا اب نہین ہشیار کے پاس
خواب آئے نہ مرے دیدۂ بیدار کے پاس

دیکھ لے مجکو وہ اوس غیرت گلزار کے پاس
پھول کو جسنے نہ دیکھا ہو کبھی خار کے پاس

ہی جو ہر بحر مین کا غذ مین صدف کا عالم
ابر نیسان ہی کوئی کلک گہر بار کے پاس

اشک خون ابر مژہ سے نہین تھمتے ہین جو دور
قلزم خون ہی یہان دیدۂ خونبار کے پاس

ہی یقین پیتے رہین زاہد سالوس مدام
ہو جو مسجد بھی کوئی خانۂ خمار کے پاس

نور ایمان دلا تیرگی کفر مین ہی
کچھ چمک دن کی بھی ہی اپنی شب تار کے پاس

شوق نظارہ ہی یانتک کہ مین لکھتا ہون ملنود
نامہ بر آنکھ ہی لیجائے مری یار کے پاس

ولہ

لیچلا ساتھہ نامہ بر افسوس
عقل و ہوش و دل و جگر افسوس

دور سے کچہہ اشارہ کرتے ہین وہ
تار برقی کی ہی خبر افسوس

جو کہ غافل ہین عہد پیری مین
خواب مین ہین دم سحر افسوس

ہاے ڈھونڈون کہان کہان اونکو
پھر چکا ہون کدہر کدہر افسوس

جان و تن کی بھی یان نہین ہی خبر
پر ہین مجہسے وہ بیخبر افسوس

کچھہ عجب حال ہی کہ اہل جہان
کہاتے ہین مجھکو دیکھکر افسوس

زلف شبگون سفید اونکی ہوی
شام اب ہوگئی سحر افسوس

جاے عبرت نمود ہی دنیا
پر رہی غافل یہان بشر افسوس

غزل عاقل

کون ایسا ہی کہ لیجاے ہمین یار کے پاس
دل ہی پہلو مین نہین ہی یہان بیمار کے پاس

خضر آئے لب چشمہ حیوان ہین مگر
سبزۂ خط یہہ نہین ہی لب دلدار کے پاس

گرد کیونکر نہ ہون اوس غیرت گل کے اعدا
باغ مین پھول بھی ہوتا ہی دلا خار کے پاس

منہ بھی عاقل نکرے سوے قصور جنت
ہاتھہ آجاے جگہہ گر تری دیوار کے پاس

ولہ

کرتا آتا ہی نامہ بر افسوس
نہین آتا وہ سیمبر افسوس

کون ہی ہی نہین جسے غم ہجر
نالہ کرتا ہی دل جگر افسوس

عشق خانہ خراب کی دولت — لٹگیے سینکڑون ہی گھر افسوس
تیری فرقت مین اوبت ترسا — سنگ در اور رہا ہے سر افسوس
ہوگیا دفن تیرا دیوانہ — تجکو ابتک نہین خبر افسوس
فصل گل تک ہی زندگی بلبل — ایسے ظالم نے نوچے پر افسوس
قیس فرقت سے مرگیا لیلی — ابتو زیبا ہی تو بھی کر افسوس
لاکھہ چلاے پر نہ وہ آیا — آہ مین کچھہ نہین اثر افسوس
خاک دیکھینگے مہر وسہ کو فلک — نظر آیا نہ وہ قمر افسوس
یون قفس مین ہی نوحہ بلبل کا — فصل گل ہی نہین ہین پر افسوس
وصل اوس سیم تن کا کیونکر ہو — زور رکھتے ہین کچھہ نہ زر افسوس
ہمنشین اوس پری کے دیوانے — تنکے چنتے ہین در بدر افسوس

دیکھہ پیشانی تیری ای عاقل
کرتے پھرتے ہین سب بشر افسوس

غزل عزیز

کوئی اتنا تو کہو جا کے ستمگار کے پاس — موت بھی آتی نہین اب ترے بیمار کے پاس
فیض مقدم ہی وہ گلرو کا کہ اللہ اللہ — پھول جاوے وہ اگر پاؤن رکھے خار کے پاس
خم کے خم آج اونڈلتا ہی وہ میخانہ مین — میکشو کیا ہی کمی ساقی سرشار کے پاس
باغ عالم مین شگفتہ تھے جو کل گل کیطرح — آج کانٹے سے کھٹکتے ہین وہی خار کے پاس
بعد مدت ہوی صیاد کو الفت گلچین — رکھنا جاکر ہی قفس کو مرے گلزار کے پاس
کسلئے بزم مین ساکت صفت بت ہو صنم — بات بھی کیجیے بیٹھے ہو جو دیوار کے پاس

شیشۂ دل کی طرح کاسۂ فرق عشاق ٭ چور ہو ہو کے پڑے ہین بت میخوار کے پاس

ٹوٹ کر جیسے گل تر کوئی کانٹون پہ پڑے ٭ آج بیٹھا ہی وہ گل یون مرا اغیار کے پاس

کیجو رحمت سے الٰہی مری مشکل آسان ٭ بار عصیان کا فزون تر ہی گنہگار کے پاس

جان بری آج ہی مقتل سے خدایا مشکل ٭ لاتا ہی میان کو ظالم نہین تلوار کے پاس

سرخرو اوسکو کرے دم مین گل سا عزیز
آبلہ پاؤن کا ٹوٹے جو مرا خار کے پاس

ولہ

مارا پھرتا ہون در بدر افسوس ٭ تجکو مطلق نہین خبر افسوس

آنکھون آنکھون مین چلدیے اوٹھکر ٭ کسکی اونکو لگی نظر افسوس

عشق کے نام سے تو نفرت تھی ٭ دل مین کیسے ہوا گذر افسوس

چلدیے دل سے صبر و تاب و قرار ٭ ایک باقی رہا جگر افسوس

بھول کر بھی نہین وہ آئے کبھی ٭ نہین آہون مین کچھ اثر افسوس

ملکے اشکون مین بہ گئے سب پہلے ٭ دل کہان ہی کہان جگر افسوس

کسکے رشک خرام سے قمری ٭ گر گیا سرو تا کمر افسوس

زلفین کھولے جو بام پر آئے ٭ پھنس گیا طائر نظر افسوس

پھسلی پڑتی ہی ریے وصاف سے کیا ٭ ٹھیر سکتی نہین نظر افسوس

ہجر مین گذری عمر یون ہی عزیز
شب جو ہی آہ تو سحر افسوس

غزل ہمتیز

جانے دربان نہ دیگا مجھے دلدار کے پاس ‏— پڑے رہین جا کے دلا سایۂ دیوار کے پاس

جب مین جانون کہ مری آہ مین تاثیر ہی کچھ ‏— خود بخود آئے مسیحا دل بیمار کے پاس

خال و خط عارض جانان یہ سمجھین عشاق ‏— حرف قدرت مین ہے یہ نقطہ ہین رخسار کے پاس

سن طفلی مین سنوارا تجھے ہمنے اے شوخ ‏— اب جوانی مین تو کیون رہتا ہی اغیار کے پاس

سر مرا کاٹ کے چاٹے گی یہہ کس کس کا لہو ‏— تیغ عریان جو ہی اب قاتل خونخوار کے پاس

پڑ گیا وعدہ خلافی کا ہے لپکا اونکو ‏— حرف انکار نہین آتا ہی اقرار کے پاس

چہرۂ صاف سے پھسلی جو نگاہ اپنی تمیز
مدتون اولجھی رہی کاکل خمدار کے پاس

ولہ

ہجر جانان مین در بدر افسوس ‏— پھرتا ہون مین کدھر کدھر افسوس

نہ ملا مجکو باغبان کبھی ‏— نخل امید کا ثمر افسوس

تیر قاتل نے دل فگار کیا ‏— توڑا در پردہ یہ جگر افسوس

سوے دریا گئے جو وہ تو پڑی ‏— شوخ چشمون کی بد نظر افسوس

دیکھین گر اوس پری کا حسن و جمال ‏— جن تاسف کرین بشر افسوس

وہ جو پہلو سے اوٹھ گئے شب وصل ‏— آہ کرتا تھا دل جگر افسوس

دیکھتے تک نہین وہ میری طرف ‏— آہ مین کچھ نہین اثر افسوس

جب وہ مہر و کرے زمین پہ خرام ‏— آسمان پر کرے قمر افسوس

ہو لحد سے تمیز ہم آغوش
نہین آتا وہ سیمبر افسوس

غزل اخلاص

داغ فرقت ہی جو میرے دل غمخوار کے پاس | ڈھونڈنے سے بھی نکلے کبھی دو چار کے پاس
حیف یہہ سنگدلی آپ کی اللہ اللہ | کہ عیادت کو نہ آئے کبھی بیمار کے پاس
قتل کرنا ہو تو کہہ دون ترے در پہ حاضر | وہ نہین ہین کہ رہون روزن دیوار کے پاس
دیکھہ لینا کہ قیامت وہین برپا ہوگی | تم اگر بیٹھہ گئے بزم مین اغیار کے پاس

ہی تمنا یہی اخلاص کی خالق سے مدام
حشر کے روز رہے احمد مختار کے پاس

ولہ

دور تیرا ہی یار گھر افسوس | اوڑکے جاتا ہوے نہ پر افسوس
اوسکے ملنے کی اب نہین ہی تی | کوئی تدبیر کارگر افسوس
تیری باتون کا ہی بہت بد خو | ہمکو رہتا ہی بیشتر افسوس
ہم کرین یون ملاپ کی باتین | اور کرتے ہین آپ شر افسوس
نہ چلی تیغ ابروے قاتل | رہگیا تن پہ بار سر افسوس

آکے دنیا مین پھنس گئے اخلاص
کچھہ ادھر اور کچھہ اودھر افسوس

غزل عیش

سب جہان ہیچ ہی جو ہم نہین دلدار کے پاس | موت بہتر ہی گذر ہو نہ اگر یار کے پاس
نالہ و آہ و فغان ساتھہ ہین دل کے ہر دم | یہہ سپاہی وہ ہین رہتے ہین جو سردار کے پاس
کیجیئے رحم نہین مرنے کو خود ہم آئے | ہمکو لائی ہی قضا آپ کی تلوار کے پاس

کی بہت غور جو ہمنے تو ہوا یہہ ظاہر ۔ رنگ بوگل مین جو ہی وہی ہر خار کے پاس
باتین جب کرتے ہین ہم گھر مین تو باہر غماز ۔ خوف سے سہمے کھڑے رہتے ہین دیوار کے پاس

آپ سے عیش سے دم بھر مین بگڑ جاتی ہی
خوب ٹھیریگی جو ٹھیروگے تم اغیار کے پاس

ولہ

کل تھا جس سر پہ تاج زر افسوس ۔ آج ہی خشت زیر سر افسوس
مجکو ہی اونکے حال پر افسوس ۔ ہین جو عقبیٰ سے بیخبر افسوس
غنچۂ دل ہمارا کیون نہ کھلا ۔ یون یہہ پھولے پہلے شجر افسوس
وہ شہ حسن ہی فقیر ہو ہین ۔ نہین واتنک مرا گذر افسوس
ہی بجا مجسے جو ہوا ہی قصور ۔ گر کرون اوسکا عمر بھر افسوس

صبر بہتر ہی ہر بشر کے لئے
عیش تو غم نہ کھا نکر افسوس

غزل عاشق

ابتو خوش ہوگا دلا جاکے دل آزار کے پاس ۔ روز کہتا تھا کہ لیچل مجھے دلدار کے پاس
سر سی خال ہی کب ابروے خمدار کے پاس ۔ اک سپر رکھہ لی ہی قاتل نے یہہ تلوار کے پاس
یون تپیدہ ہی جگر اپنا دل زار کے پاس ۔ جیسے بسمل ہو تڑپتا کوئی بیمار کے پاس
کفر سے باندہا ہی اسلام کو اک رشتہ مین ۔ پہنا تسبیح کو کافر نے جو زنار کے پاس
فرقت یار نے اوسکو بھی دکھائی فرقت ۔ نیند آئی جو مرے دیدۂ بیدار کے پاس
چشم کیفی کے تصور کا بڑہا کر سودا ۔ گھر بنا بیٹھے ہین ہم خانۂ خمار کے پاس

در قاتل پہ تو برپا ہی قیامت لیکن
قتل ہوتے ہین بہت روزنِ دیوار کے پاس

ایک نظارہ سے بسمل تو ہوا ہی عاشق
سینکڑون تیر ہین وس ترک ستمگار کے پاس

غزل عسکری

دفن لازم ہی مرا کوچہ دلدار کے پاس
یعنی بلبل کا نشان چاہیئے گلزار کے پاس

تو بھی غرفے سے ذرا دیکھ تماشای عجیب
سینکڑون چھوڑتے سر ہین تری دیوار کے پاس

تیرے سودا زدہ زلف کا یہہ حال ہوا
کہتے دیوانہ ہین جب جاتا ہی ہشیار کے پاس

تیری الفت نے یہہ رسوا کیا عالم مین مجھے
یہی چرچا ہی جو بیٹھون ہون مین دو چار کے پاس

رشک آتا ہی مجھے بزم پریرویان مین
بیٹھے جب دیکھتا ہون یار کو اغیار کے پاس

جانتا ہی کہ یہہ ہو جائے گا مردہ زندہ
کیا مسیحا نفس آوے دل بیمار کے پاس

غنچہ دل پہ نہ ہو کیون خلش نوک مژہ
جائے گل ہوتی چمن مین بھی تو ہی خار کے پاس

جیتے جی پھر نہ اوٹھا کوچہ سے ہرگز ہرگز
جو کوئی آگیا ہی تجسے طرحدار کے پاس

کیفیت اپنی بھی ہو جاتی جہان مین روشن
وای تقدیر نہ پہنچا اولی الابصار کے پاس

بے عصا کے تو ہی بیمار کا اوٹھنا مشکل
یعنی دنبالہ بھی ہو چشم ستمگار کے پاس

عسکری ساقی عیار دم نشۂ مے
چھوڑ دیتا ہی مجھے خانۂ خمار کے پاس

ولہ

برمین آیا نہ وہ دلبر افسوس
ہی کف دست کو ملکر افسوس

نہین آتا ہی ستمگر افسوس
ہی اسی غم کا تو گھر گھر افسوس

خستگی طالع برگشتہ کی دیکھہ — پھر گیا گھر سے وہ آکر افسوس
لب تشنہ نہین سیراب ہوے — نہ پھری تیغ ستمگر افسوس
شکوہ زخم جگر پر بولا — اسکا کرتے ہین دلاور افسوس
دیکھنا تشنہ لبی کی خوبی — نہ اوٹھا یار سے ساغر افسوس
تجھپہ قربان ہوی قربانی جان — نکرو ذبح مجھے کر افسوس
ضعف یہانتک ہی کہ ہیہل شکر — لیچلا مجھکو بہا کر افسوس

نہ ملے عسکری جب داد سخن
کیون نہ ہو شعر سنا کر افسوس

ردیف شین معجمہ

غزل ممنود

کرتی ہی مجکو صفاے رخ دلبر بیہوش — ہی وہ آئینہ کہ ہو جاے سکندر بیہوش
عشق حوران بہشتی کے اثر سے واعظ — نظر آتا ہی مجھے برسر منبر بیہوش
کم ہین ہشیار دلا اہل خرابات کہین — نشۂ بادۂ غفلت سے ہین اکثر بیہوش
ہوش کیا بادہ پرستی کا ہو دنیا مین نہین — جنکو رکھتا ہی خیال می کوثر بیہوش

کیا ممنود آپکو عشق فقہا کی ہی خبر
ہوتے ہو سنکے احادیث پیمبر بیہوش

ولہ

ہو چکا ہون مین جان بلب خاموش — وہ مسیحا رہے نہ اب خاموش

کیا ہو وان ذکر عالم اسباب | ہوتی ہی شمع مہر کب خاموش
کون جانے تری حقیقت کو | بیٹھے اس انجمن مین سب خاموش
اور ہی عرض مدعا باقی | بولے وہ ہو گیا مین جب خاموش
آتی ہی شہر خامشان سے صدا | آ رہے یان ہو کے سب خاموش
ہی تعلی اوس آئینہ رو کی | کیون نہ ہون ساکن حلب خاموش
مانگتا ہون وہی مجیب دعا | ق اس صدا سے نہین مین اب خاموش
روح ہو شمع بزم علیین | ہو چراغ حیات جب خاموش

حال دل کا وہ پوچھتے ہین ممنود
ہی قیامت رہے جواب خاموش

غزل عاقل

قاتلا کیسا ہوا خون بہا کر بیہوش | ابھی بسمل ہوئے تیرے نہ تڑپ کر بیہوش
نشۂ مے سے ہوئے سب نہ سراسر بیہوش | ساقیا تو نے کئے جلوہ دکھا کر بیہوش
محتسب انہین یہان مسکش و مخمور نہین | نشۂ زر سے ہوئے ہین یہہ توانگر بیہوش
کر دے مدہوش خدایا تو مجھے بھی ایسا | جیسا موسی کو کیا جلوہ دکھا کر بیہوش
مرحبا آفرین شاباش ہی تجھکو ساقی | ایک جلوہ مین کیا مجھکو چھکا کر بیہوش
ثانی حضرت داود نہین خوش آواز | سب کو کرتے تھے وہ الحان سنا کر بیہوش
تیغ قاتل ہی غضب تن یہ وہ خط کھینچے ہین | دیکھکر ہوتے ہین عاشق مرا محضر بیہوش

عمر گذریگی یونہین شغل بتان مین یا حق
عاقلا کچھ تو بھلا ذکر خدا کر بیہوش

ولہ

ہو گئے اوسکے آگے سب خاموش
جسکو دیکھو ہے جان بلب خاموش

روبرو اوسکے کون دم مارے
شمع بھی ہوگئی ہو جب خاموش

کلیان خون کی ڈالتے ہین گل
کیون ہوا ہی وہ غنچہ لب خاموش

سنکے نالونکو اور بگڑین گے
دل دشمن نکر غضب خاموش

سوچ کیا ہی کہو تو بہر خدا
بیٹھے عاقل ہو کس سبب خاموش

غزل عزیز

نشہ زر سے ہوے ہین یہہ تونگر بیہوش
جیسے کم ظرف کو کردے مئی احمر بیہوش

سر پٹکنے سے کوئی جائیگا سودا ہی دل
مانگ لے لخلخہ زلف معنبر بیہوش

بدگمانی سے مٹے اور چھپک کر ہاتھون
گر پڑا پاؤن پہ اونکے جو مین ہوکر بیہوش

صورت ہوش ربا پیش نظر ہی اپنی
طفل اشک آنکھ مین کیون ہو نہ مچلکر بیہوش

دل بھرا ہی تری باتونسے جو ساقی میرا
ایسا کرتے نہ مئی شیشہ و ساغر بیہوش

زلف پر پیچ کے پیچونسے خدا ہی کہ چھٹے
ہوگیا طائر دل دام مین پھنسکر بیہوش

نام کیا کیا ترے عشاق کے مشہور ہوے
بے زر و بیخرد و بیدل و بے سر بیہوش

تاب کیا روے مصفا کی ترے لا سکتا
آئینہ دیکھ کے حیران ہی سکندر بیہوش

جان لین خاک مین اک روز ملینگے منعم
کیون ہو جاتے ہین پھر جامہ سے باہر بیہوش

ہاے جانے کی شب وصل سنا دی ظالم
آگیا سینہ سے باہر دل مضطر بیہوش

ہدہون ایک چلے گی نہ کسی کی او سپہر
قیس ہوگا سگ لیلی سے لپٹ کر بیہوش

سخت باتین تری تا چند بت سنگین دل | دل لیہ کھا کھا کے ہوا سینکڑون پتھر بیہوش

خط مین حال دل بیتاب رقم تھا جو عزیز
بال و پر اوڑ گئے لوٹے ہی کبوتر بیہوش

ولہ

خط جو نکلا تو ہین وہ اب خاموش | ہوا طوطی سے لعل لب خاموش
ہی صدائے دہان غنچہ و گل | بلبلین ہین چمن مین سب خاموش
شکوۂ ہجر کیا حکایت کیا | او دل زار بے ادب خاموش
تو بچے بلبل زبان سوسن کی | باغ مین ہو جو غنچہ لب خاموش
ہو گئے کیا کلام حضرت سے | گنگ اہل عجم عرب خاموش
درد فرقت سے اسطرح چپ ہون | ہو گیا خلق مین لقب خاموش
غنچے چٹکین ہین پھول ہنستے ہین | ہو گا بلبل نہ کوئی ڈھب خاموش
عقل حیران ہی تیری قدرت سے | سارا عالم ہی بیسرے رنج خاموش
رات دن دل ہی میرا گرم فغان | چپ نہ دن کو ہوا نہ شب خاموش

چاہیئے ضبط سوز دل مین عزیز
کرنہ یہہ شور اور شغب خاموش

غزل تمیز

سارے عالم مین نہین مجھسے فزون تر بیہوش | برسون رہتا ہون پڑا بر سر بستر بیہوش
چشم میگون کے نظارہ سے یہہ ہم محو ہوے | رند ہو جاتا ہی جیسے کوئی پی کر بیہوش
یا خدا کیسے پہنچتا ہون مین اونکے در تک | دیکھہ بیتابی میری ہو گیا رہبر بیہوش

پینے سے مے کے جو مین گر پڑا میخانہ مین
ہو گیا دیکھ کے ساقی مجھے ہنسکر بیہوش
دیکھ لے جلوہ جو اوس طفل مسلمان کا خطیب
گر پڑے ہو کے وہین بر سر منبر بیہوش

دلربائی کا تمیز آپ کو پہلے کب تھا
کرتے ہو ناز و ادا سے جواب اکثر بیہوش

ولہ

مین رہا درد دل سے کب خاموش
جیسا بیٹھا ہون آج لب خاموش
سامنے اوسکے کسکو تاب مقال
بیٹھے اس انجمن مین سب خاموش
بات کرتے نہین تعجب ہے
ہو گئے ہین وہ کچھ عجب خاموش
وصل مین کی نہ بات اوسے مہ سے
لب شیرین تمام شب خاموش
خال آئینہ رو کا آیا نظر
ہند مین شور ہے حلب خاموش

ہے وہ طرز سخن کہ پیش تمیز
بوالہوس چپ ہین بوالعجب خاموش

غزل اخلاص

ہون ترے درد جدائی سے ستمگر بیہوش
پوچھ قاصد کہ رہتا ہون مین اکثر بیہوش
گد گدانا بھی نہین اتنا مناسب اے شوخ
دل غمدیدہ ہے ہو جائے جو رو کر بیہوش
تیری آنکھین وہ رسیلی ہین کہ پیاسے تو
اک نظر دیکھ لے جسکو ہو سراسر بیہوش
ہے ترے نشۂ الفت کا خمار آنکھون مین
مے پلا کر مجھے ساقی نہ کیا کر بیہوش
بحر الفت مین جو ڈوبے ہو رہتے ہین ترے
ہوشمین ہین وہ ولے رہتے ہین بنکر بیہوش
کیسے اس خانۂ وحشت مین بسر کی ہے مدام
ہو کے بیدار اوٹھا یا نسے تو بستر بیہوش

فضل اوسکا ہی عیان لطف ہی اوسکا پنہان | رہے اخلاص اطاعت مین ہمیں کیونکر بیہوش

ولہ

پوچھارہتے ہو کیا سبب خاموش | بولے کچھ کہکے زیر لب خاموش
اتفاق ایسے بد مزاج سے ہی | دن کو بولا اگر تو شب خاموش
دل نادان مچل گیا تجھپر | نہین ہوتا ہی کوئی ڈھب خاموش
مجھسے رہتا ہی یار گرم مزاج | سرد مہری سے ہون مین اجب خاموش
راز دل اپنا کیا کرون اظہار | دیکھتا ہون مین اونکو جب خاموش
ہنس پڑا آج مجھسے خوش ہوکر | تھا جو مدت سے غنچہ لب خاموش

بند اغیار کو کرین اخلاص
عندلیب سحر ہی کب خاموش

غزل عیش

جلوۂ یار سے ہو جاتے ہین اکثر بیہوش | کرتی ہر ایک کو ہی یہہ مے احمر بیہوش
خیر گذری کچھہ اسیمین ہی کہ رخصت وہ ہوے | ہوگیا آہ دم سرد مین بھرکر بیہوش
مے کی تکلیف نہ دے ہجر مین ای پیر مغان | غم سے ہو جاؤنگا مین چھوتے ہی ساغر بیہوش
لطف دارین بہت کچھہ اوسے حاصل ہوتا | رہتا گر یاد الٰہی مین سکندر بیہوش
ہی یہہ اوس گل مین نزاکت کہ اگر خواب مین بھی | ہم بغل ہووے تو ہووے وہ سمنبر بیہوش
حالت نزع ہی اور پیاس وہی ہی اب تک | کیون ہوے پی کے ہم آب دم خنجر بیہوش

عین ہشیاری و دانائی یہہ تھی اسیری عیش
سر کے بہل مین جو گرا اونکے قدم پر بیہوش

ولہ

ناصح تجھپر پڑے غضب خاموش — دیکھہ او بے ادب ہین سب خاموش

کیون نہ دل بیٹھہ جاے عاشق کا — جو تم اوٹھے ہو ہو کے اب خاموش

آئینہ مین ہوا اونکی یون تصویر — تخت پر جون شہ حلب خاموش

ہی دو رنگی سے اونکی حال یہ اب — دن کو نالان ہون اور شب خاموش

بوسے بے انتہا اگر دوگے
ہوگا تب عیش بندلب خاموش

غزل عاشق

ہوش آیا نہین کم سن ہی سراسر بیہوش — کیا جوانی مین کریگا یہہ ستمگر بیہوش

ہی بجا گر تو صنم مائل خود بینی ہی — تیرے آئینہ رخ سے ہی سکندر بیہوش

خواب مین چھوڑ گئے مجکو وہ جب آنکھہ کھلی — ہو گیا ہجر مین تڑپ کر دل مضطر بیہوش

ہنسکے فرمایا حواس اپنے مین آؤ صاحب — قدم یار پہ جب ہم ہوے گر کر بیہوش

تاب نظارہ ہمین کب ہی ترے رخکے حضور — طور پر تھی ترے جلوہ سے پیمبر بیہوش

غش سے فرصت جو ملی عاشق رخکو تیرے — کر دیا زلف پریشان نے سراسر بیہوش

اس نزاکت کو ذرا دیکھئے اونکی عاشق
وصل کی سنکے وہ ہو جاتے ہین اکثر بیہوش

ولہ

ہجر مین یون رہا ہون کب خاموش — وصل مین ہو گیا جواب خاموش

تا قیامت نہ منہ سے بولونگا — کیا کہا کیون ہو بے سبب خاموش

جب سے اوس بے دہن کا عشق ہوا
بے زبان ہون مین و روز و شب خاموش

رک گیا دل مین نالہ سنتے ہی
ہوگیا کرکے کیا غضب خاموش

ہی عجب گل سے بنگیا غنچہ
ہنستے ہنستے ہوا وہ جب خاموش

مجکو حیرت نے کردیا بیجان
وصل مین پایا اونکو جب خاموش

وصل مین ہجر کا گلہ کیا ہے
چپ کوئی جب تھا کوئی اجخاموش

وہ نسمجھین کہ اوسکو سودا ہی
دل بیخود و بے ادب خاموش

وہ شہ حسن جلوہ گر ہی رہین
بزم عاشق مین سب کے سب خاموش

غزل عسکری

ہی چمن مین جو غنچہ لب خاموش
گل و بلبل ہوے ہین سب خاموش

عرض مطلب وہ سنکے بول اوٹھے
نہین ہوتے ہو بے ادب خاموش

منہ لگانے سے بول اوٹھتی ہے
گو کہ ہی دختر عنب خاموش

روئے جانان سے نور طور تھا گہ
وصل مین شمع کے ہی جب خاموش

ہم بھی رکھتے زبان دہن مین ہین
ہو وین کسطرح بے سبب خاموش

شکل پروانہ کیا کرین پرواز
دم مین ہین مثل شمع اجخاموس

عسکری کھولے یار کاش زبان
ہون رقیبان پر غضب خاموش

ردیف صاد مہملہ

غزل لمنود

ختم کی تجھپر خدا نے اوبت بے پیر حرص
کرتی ہی دل چھین لینے مین تری تصویر حرص

رکھتی ہی انسان کو دنیا مین بے توقیر حرص
کر رہی ہی خود زبان حال سے تقریر حرص

حرص کی ذلت نے مجھہ قانع کو بخشا ہی فروغ
ہی مری شمع قناعت کی لیے گلگیر حرص

مثل زر مجکو قناعت نے کیا ہر دل عزیز
خاک جب سمجھا مین اوسکو نکبی توقیر حرص

اسکے ہاتھونسے رہا ہی ایک عالم دل فگار
کیا ازل سے آئی ہی باندھے ہوے شمشیر حرص

خاک سمجھین مرتبہ یہ صبر و قناعت کا لمنود
گو حریصونکو کرے دنیا مین بے توقیر حرص

ولہ

ہی سبحہ سے الفت مجھے زنار سے اخلاص
یعنی ہی مجھے کافر و دیندار سے اخلاص

ہون شکل سراپردہ مین غلطان تری در پر
جون سایہ ہی مجکو تری دیوار سے اخلاص

کھل جائے حقیقت جو اونھین بادہ پرستو
زاہد بھی کرین رند قدح خوار سے اخلاص

اس چرخ کہن سال کے نیرنگ تو دیکھو
ہی مجھسے تنفر اونھین اغیار سے اخلاص

دونون ہین مرے دیدۂ حق بین مین برابر
دشمن سے محبت ہی مجھے یار سے اخلاص

جسکا کہ ستم لطف کا انداز دکھادے
کیونکر نہ ہو پھر ایسے ستمگار سے اخلاص

کیونکر نہ مری حشر مین بر آویگی اُمید
ہی دلکو لمنود احمد مختار سے اخلاص

غزل عاقل

لڑتی ہی تقدیر سے کرکے نئی تدبیر حرص
ہو رہی ہی آجکل اپنے وہ دامنگیر حرص

دام سے تیرے چھٹے ایسی نہین تدبیر حرص
تو تو اہی ہوگئی گویا کہ اب تقدیر حرص

در بدر پھرتا ہی کاسہ مہروسہ کا تو بلیے
کیا بلا ہی کیا غضب ہی تجکو چرخ پیر حرص

دم بدم نکلے ہی لب سے کوئی دم کو دم تو لے
کیا بلا کی ہی تجھے اے نالہ شبگیر حرص

وصل سے ہوتی نہین عاقل کو سیری ایکدم
ہجر مین بڑھتی ہی تیری اوبت بے پیر حرص

ولہ

کیونکر نہ ہوا یدل رخ دلدار سے اخلاص
لازم ہی کہ بلبل کو ہو گلزار سے اخلاص

آنکھین مری تکتی ہی تری زلف پریشان
مردم کو ہوا افعی خونخوار سے اخلاص

کیا خاک بر آوے دل عاشق کی تمنا
اقرار سے نفرت اوسے انکار سے اخلاص

بدمست نہ ہو جاؤن بھلا پیر مغان کیون
ساقی کو ہی مجھ مے خور سرشار سے اخلاص

دامن سر عریان پہ نکیون اوسکے اوڑھا دے
ہی آبلہ پا کو مرے خار سے اخلاص

سولی کی طرح سمجھے ہی شمشاد کو قمری
ہی جبسے اوسے سرو قد یار سے اخلاص

کیون حلقہ گیسو مین پھنسا ہی دل پہ داغ
طاؤس کو عالم مین نہین مار سے اخلاص

مژگان کا تصور کبھی یاد خم ابرو
دل تیر کا مفتون ہی تو تلوار سے اخلاص

اب دل کو جنون ہو گیا پھر صورت مجنون
ہر دم ہی اونہین وادی کہسار سے اخلاص

کس کافر بیدین پہ تو مائل ہوا عاقل
تسبیح سے رشتہ ہی نہ زنار سے اخلاص

غزل عزیز

کیا کرین چھٹتی نہین ہمسے کسی تدبیر حرص
ہو رہی ہی آجکل اپنی تو دامنگیر حرص

روز شب گذرے ہی فکر حاصل دنیا مین آہ
کیا مقدر ہی مرا ای کاتب تقدیر حرص

کار عقبی ایک بھی ہونے نہین پاتا کبھی
وہ ہمین رکھتی ہی غافل روز و شب بے پیر حرص

دسترس دلپر نہین ایسی مصیبت ہی پڑی
جب سے پائے عقل مین ہی صورت زنجیر حرص

حاصل ام و درم مین خلق کیون ہی سرفروش
دم مین کر دیتی ہی بسمل صورت شمشیر حرص

چون طمع آمد بدل عقل و خرد دربادگشت
صاف کھو دیتی ہی دیکھو خلق مین توقیر حرص

دور کرتا ہون اوسے صبر و قناعت سے عزیز
کشور دل کو مرے سمجھی ہی کیا جاگیر حرص

ولہ

دل کرنے لگا ابروے خمدار سے اخلاص
بسمل کو ہوا خنجر خونخوار سے اخلاص

بس لطف یہی عمر دو روزہ کا ہی غافل
دو چار سے الفت ہو تو دو چار سے اخلاص

ہر گام پہ ہو لوٹ بچھاتا ہو وہ آنکھین
کیا دل کو ہی نقش قدم یار سے اخلاص

آنکھون پہ اٹھا لیتا ہون پلکون سے اوٹھا کر
ہی عشق مژہ مین وہ ہمین خار سے اخلاص

ہر دم سر مژگان نچھڑین کیون مری آنسو
ہی صورت منصور انہین دار سے اخلاص

پھندے مین تری زلف کے ہین شیخ و برہمن
تسبیح سے اوسکو اسے زنار سے اخلاص

بل کرکے غضب زلف کے چھونے سے وہ بگڑا
گویا تھا سر مو نہ خطاوار سے اخلاص

ابرو کے اشارہ ہین عدو سے مرے آگے
کیا قطع کروگے مرا تلوار سے اخلاص

برچھی سے کوئی آن مین دل ہوتا ہی مجروح
ظالم کو ہوا ہی نگہ یار سے اخلاص

آتے ہی لگا جانے کی ہٹ کرنے تو ظالم
گھٹ جائے نہ بڑھ کر کہین تکرار سے اخلاص

کیون ہو نہ عزیز دل مجروحونکو غم دل
دلبر کا نہین حیف طلبگار سے اخلاص

غزل تمیز

ترک کرتا ہون مین دنیا مین بصد تدبیر حرص
تا نہ کر جائے مرے دل مین کبھی تاثیر حرص

پند سے تیری نہ ہوگا سود مجکو ناصحا
ہو رہی ہی آجکل اپنی تو دامنگیر حرص

بے طلب مجکو لیئے جاتی ہی اونکی بزم مین
اب ہی آمادہ گھٹانے پر مری توقیر حرص

ساتھہ مجکو سیم تن کے ہو اگر سونا نصیب
بوالہوس ہو خاک جلکر ہو مجھے اکسیر حرص

اوس لب شیرین کے بوسہ کی تمنا مین تمیز
صورت فرہاد لاوے کیون نہ جوے شیر حرص

ولہ

بے یار ہو کیونکر مجھے گلزار سے اخلاص
بلبل کو بجز گل کے ہو کب خار سے اخلاص

طرفہ یہہ ہی مجکو تو ہو اوس یار سے اخلاص
افسوس ہو اوس یار کو اغیار سے اخلاص

دل شاد کرے وصل سے یا ہجر سے دے رنج
ہر حال مین ہی مجکو تو اوس یار سے اخلاص

کر قتل نہ قاتل مجھے اب تیغ نگہ سے
ہی مجکو ترے ابروے خمدار سے اخلاص

جنپر مین فدا ہون وہ نظر تک نہین آتے
کیون اونکو نہین طالب دیدار سے اخلاص

جس گھر مین کوئی پردہ نشین جلوہ نما ہو
اوس در سے جو الفت ہی تو دیوار سے اخلاص

یاد اوسکی رہا کرتی ہی اے دل تجھے ناحق
کرتا ہی وہ کب تجھسے گرفتار سے اخلاص

جب خواب نہین آتا شب ہجر مین تجھہ بن
رہتا ہی مجھے دیدۂ بیدار سے اخلاص

کیونکر نہ رکھون دوست بھلا آل نبی کو
ہی مجکو تمیز احمد مختار سے اخلاص

غزل اخلاص

قید ہوجانے کی کرتا ہی دل دلگیر حرص
کیا دلاتی ہی تمھاری زلف کی زنجیر حرص

تیر نظارہ سے تیرے سینہ چلنی ہو گیا
اور بھی کھانے کی رکھتا ہی ترا نخچیر حرص

حرص سے خالی نہ دیکھا ہمنے عالم مین کوئی
مبتلا ہر ایک کو رکھتی ہی یہہ بے پیر حرص

وہ تو لکھتے ہی نہین ہین ایک بھی خط کا جواب
ای دل نادان عبث کرتا ہی تو تسطیر حرص

اوسکی طاعت مین تو ای اخلاص حاضر رہ مدام
کیا عجب ہی گر بڑھا دیوے تری توقیر حرص

ولہ

حور دلنے محبت ہو نہ گلزار سے اخلاص
یارب ہو مجھے احمد مختار سے اخلاص

یک سو نظر آتے ہین مجھے شیخ و برہمن
تسبیح سے الفت ہی تو زنار سے اخلاص

گل کھائے ہین ایسے غم فرقت مین صنم کے
ہر شیش سے الفت ہی تو ہر خار سے اخلاص

جیسے ہون ترے گیسوے شبرنگ کا عاشق
ہی خاطر محزون کو شب تار سے اخلاص

ہی چرخ بد اندیش کو صحبت کی دلنے
کب اونکو ہی اخلاص وفادار سے اخلاص

غزل عشق

ہی غلط کہتے ہین دیتی ہی گھٹا توقیر حرص
ہی اثر مین بے بدل اپنے یہہ پر تاثیر حرص

لیتا ہی ایمان مسلمانونسے تو ہندو کی جان
کیا دو رنگی ہی تری یہہ ای بت بے پیر حرص

تیر جاتا ہی ترا جس سمت ای ناوک فگن | کرتے ہین منہ پھیرنے کی اوسطرف نخچیر حرص

گر رہا شہرت پذیر اونکا طلائی رنگ عیش
کیا عجب اوسکی کرین جو صاحب اکسیر حرص

ولہ

آئے جو مرے گھر پہ بڑھے یار سے اخلاص | دکھلائے مجسم در و دیوار سے اخلاص
بر عکس یہہ ہو دور زمانہ سے عجب کیا | کرتا ہون جو تجھہ شوخ جفا کار سے اخلاص
سینہ سے نہین آہ جواب کھینچکے نکلتی | یہہ وجہ ہی ہی میان کو تلوار سے اخلاص
ہون مین جو غنی آبلۂ دل کی بدولت | مجکو ہی انھین گوہر شہوار سے اخلاص
ہر دم نہین ملنے کی دلا وصل کی دولت | مفلس کا نہین نبھنے کا زردار سے اخلاص
سنتے ہین مسیحا سے کہ یہہ ہوگی دوا خوب | گر موت کریگی ترے بیمار سے اخلاص

آتا ہی مجھے قند مکرر کا مزا عیش
ہی مجکو جواب یار کی تکرار سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

غزل ہنود

کسکو عالم مین دلا مجھسا بتاؤن بیغرض | مین وہ ہون دنیا سے بھی جاؤن تو جاؤن بیغرض
بخت برگشتہ کو اپنے آزماؤن بیغرض | حرف مطلب اوس پریوش کو سناؤن بیغرض
خوش جواب آتے نہین ہین اہل اغراض اسکو | آپ سا کہئیے کہانسے ڈہونڈ لاؤن بیغرض
بے غرض اوس شاہ ملک حسن پر مین ہون فقیر | بادشہ بھی گر بلائے تو نجاؤن بیغرض

ہی تماشا جسکی فرقت مین گیا ہون جان سے ۔۔۔ وہ مسیحا کہہ رہا ہی کیون جلاؤن بیغرض

کر کے خواہش سر پہ رکھین مثل تاج اہل جہان
گر نمود اپنا قدم ہوکر اوٹھاؤن بےغرض

ولہ

دیکھہ او سرو خرامان عارض ۔۔۔ بنگیا رشک گلستان عارض

خط کی تحریر سے ہی صاف عیان ۔۔۔ ہی کوئی پارۂ قرآن عارض

خندۂ غنچہ لب سے ہین تیرے ۔۔۔ برگ ہی گل خندان عارض

ہی شب تار مین خورشید عیان ۔۔۔ زلف مین یا ہی نمایان عارض

کیون نہ اوس مہ کا زلیخا ہو نمود
دیکھہ لے گر مہ کنعان عارض

غزل عاقل

وہ نہ دیکھین جب تو مین کیون در پہ جاؤن بیغرض ۔۔۔ جور اعدا بار دربان کیون اوٹھاؤن بیغرض

پھیر لیتے ہین جو منہ کو میری جانب ہی تو کیون ۔۔۔ قصہ درد دل مضطر سناؤن بیغرض

جب نہ حاصل بوسۂ رخ ہو سواد زلف سے ۔۔۔ افعی سودی کی پھر کیون مار کھاؤن بیغرض

خانۂ تاریک روشن ہی جو تیرے نور سے ۔۔۔ شمع کافوری بھلا پھر کیون جلاؤن بیغرض

دل بہلتا ہی جو عاقل یاد جانان سے مدام
پھر تصور کسلیئے خوبون کا لاؤن بیغرض

ولہ

ہی دہن تیرا جو غنچہ تو گلستان عارض ۔۔۔ لعل لب سے ہی ترے سرخ دوچندان عارض

کیون نہ چکرائے فلک چہرۂ روشن سے ترے
خال مشکین ہی ستارہ مہ تابان عارض

عارضی رنگ رخ گل بھی ہوا ہو اوڑکر
روکش لالہ وگل ہی ترا جانان عارض

کیون نہ پروانہ سر بزم کرین آکے ہجوم
ہی دوپٹہ مین ترا شمع شبستان عارض

شور پیرا اوسکا ہی وہ جوش ملاحت عاقل
ہوگیا ہی نمکینی سے نمکدان عارض

غزل عزیز

گیسوے مشکین سے کیون دلکو لگاؤن بغرض
آپ کو دام بلا مین کیون پھنساؤن بغرض

تیری چشم سرگین سے خاک چشمک ہو اوسے
دیدۂ نرگس سے کیون آنکھین لڑاؤن بغرض

لو مین جسکی ہم جلین پروانہ ہو اوسکو ذرا
شمع سان جل جل کے پھر کیون سر کٹاؤن بغرض

بیکلی اونکو نہ ہوگی چاک دامن پر مرے
ٹکڑے ٹکڑے کیون گریبان کے اوڑاؤن بغرض

کب ملا بوسہ ذقن کا گو ہوا دل باؤلا
چاہ مین اوسکی کنوئین پھر کیون جھکاؤن بغرض

ہاتھون ہو جاتے ہین اولٹے بھاگ کر وہ ہمسے دور
خود کو کیون پھر پاؤن پر اونکے گراؤن بغرض

وہ تو فرط ناز سے ٹھکراتے بھی آکر نہین
زیر پا اونکے مین کیون آنکھین بچھاؤن بغرض

عاشق قامت سے کب آئے وہ راہ راست پر
عشق قد مین دل کو کیون سولی چڑھاؤن بغرض

بارہ پہ رکھا عدو نے مجھسے برگشتہ ہوے
خاک پھر تیغ ادا پر جان مٹاؤن بغرض

خواب مین بھی تو نہین آنے کا وہ کرنے خیال
دیدۂ بیدار کو پھر کیون جلاؤن بغرض

جب نہین تیر نگہ کو اونکے تیرا دل عزیز
کسلئے پھر پردۂ دل مین چھپاؤن بغرض

ولہ

سرخ ہی لب سے دوچندان عارض — ہوگیا رشک گلستان عارض
زلف مشکین نہین اوڑتا ہی دھوان — ہی ترا شمع شبستان عارض
بڑہ کے ہی ماہ سے لاکھون درجہ — دیکھے جاکر کوئی انسان عارض
اونکے گھونگٹ سے نہون کیون اندھیر — ہی چراغ تہ دامان عارض
کرلیا سارے جہان کو تسخیر — ہوگیا خوب سلیمان عارض
ہوگیا تیرہ صفاے رخ سے — دیکھہ آئینہ ہی حیران عارض
جابجا خط سیہ نے گھیرا — ہوا کانٹون سے بیابان عارض
ہم نہ کہتے تھے کہ پچھتاویگا — لیگیا دل ترا ایجان عارض
برہمن شیخ نہون دونون مفتون — خال ہندو ہین مسلمان عارض

جب مقابل ہوکہین اوسکا عزیز
لائے ایسا مہ تابان عارض

غزل تیز

وہ نہین آتے توکیون مین آپ جاؤن بیغرض — کسلیے مین آبرو اپنی گنواؤن بیغرض
تیرہ بختی ہی اگر سوداے زلف یار مین — آپکو دام بلا مین کیون پھنساؤن بیغرض
تم اگر لیلی منش ہو مثل مجنون مین نہین — کسلیے پھر آپکو رسوا بناؤن بیغرض
عشق مین صدمے سہے کیا کیا نہ مینے آپکے — سرگذشت اپنی کسیکو کیون سناؤن بیغرض
روٹھہ جانے کی دلا عادت ہی اونکی مہدم — وہ نہین مانینگے کیون اونکو مناؤن بیغرض
آرزوے وصل جانان مین مثال کوہکن — جان شیرین کسلیے اپنی گنواؤن بیغرض
وصل مین سوتے ہین بیداری مین لڑتے ہین مدام — کسلیے پھر ایسے فتنہ کو جگاؤن بیغرض

بھول بیٹھے ہین نہین لکھتے ہین وہ خط کا جواب
سنت قاصد مین اب کیونکر اوٹھاؤن بغرض

سبزۂ خط کے تصور مین بھلا کیا دوستو
صبح طوطے اوڑا کر زہر کھاؤن بغرض

بے بلائے بزم مین آکر تری الیشعلہ خو
شمع سان کیونکر مین اپنا سر کٹاؤن بغرض

مندمل ہونے نہین دیتا ہی قاتل زخم دل
مرحم زنگار پھر کیونکر لگاؤن بغرض

وصل مین اظہار فرقت اب نہین لازم تمیز
یاد کیون بھولی ہوی اونکو دلاؤن بغرض

وله

ہی تہ زلف پریشان عارض
یعنی رکھتے ہین وہ پنہان عارض

سبزۂ خط سے ترے او گلرو
ہوگیا رشک گلستان عارض

دیکھہ آئینہ کو سکتا ہو جاے
دیکھہ سکتے نہین انسان عارض

گرتی ہی رخ سے جبین پر افشان
بنگیا سر و چراغان عارض

بوسہ لینا ہمین واجب آیا
ہی ترا صورت قرآن عارض

کفر و اسلام ہی اک صورت مین
زلف ہندو ہی مسلمان عارض

خواب مین دیکھو اب تمیز اوسے
تھا جو بیداری مین پنہان عارض

غزل اخلاص

یا الٰہی دوسرے کے کام آؤن بغرض
عین راحت ہو جو رنج و غم اوٹھاؤن بغرض

جان تیری راہ مین یارب مٹاؤن بغرض
مال و دولت ہو اگر ممکن لٹاؤن بغرض

تو اگر زر دے تو کیا کیا کام دنیا کے کرون
چاہ اور تالاب اور مسجد بناؤن بغرض

جا بجا ہر راہ پر جاری کرونین سلسبیل
اور پیاسونکو بھی مین پانی پلاؤن بغرض
ہو وین گوناگون مہیا پاک مطبخ مین طعام
ہر گدا و بینوا مہمان بناؤن بغرض
غم زدونکے دل کو دون تسکین اور راحت مدام
اور جو آشفتہ خاطر ہو ہنساؤن بغرض
حق نہ رکھون مین کسی حقدار کا ای حق شناس
اور جو کچھ ہو سکے اوسکو دلاؤن بغرض

ہون اگر اخلاص مین بیکر سینت سی بری
رات دن یاد خدا مین دل لگاؤن بغرض

ولہ

نہین بن ہنے کا یہہ پنہان عارض
ہی ترا مہر درخشان عارض
نہ دکھایا کبھی پردہ سے صنم
پوجتے گبر و مسلمان عارض
ہار ہو جاے گلے کا تیرے
دیکھ لے گر گل خندان عارض
آئینہ ہی دل صافی کے لئے
بے کدورت ہی مرجان عارض
رشک یاقوت لب رنگین ہین
غیرت لعل بدخشان عارض

دل رنجور ہوا اچھا اخلاص
گر دکھا دے کبھی جانان عارض

غزل عیش

خوب ہی آب کا ایجان عارض
صاف و شفاف و درخشان عارض
چشم بد دور لگے گی نہ نظر
کیجیے مہ سے نہ پنہان عارض
ہون صفین زیر و زبر تھر سے گر
پھیر دین وہ سوے میدان عارض
ہو گئے دل مین ہزارون سوراخ
اونکا دیکھا جو پریشان عارض

صورت یار نے دیوانہ کیا — لیچلا سوئے بیابان عارض
فرحت افزا ہین ترے خال و زلف — رکھتا راحت کے ہی سامان عارض
سرخ ہو کر مین دلاؤن غصہ — ہی مرا تابع فرمان عارض

اونکا بے فیض ہی جو حسن ملیح
عیش ہی خالی نمکدان عارض

غزل عاشق

کیون نہ ہو وے مرا ایمان عارض — ہی ترا صورت قرآن عارض
سبزۂ خط سے مریجان عارض — بن گیا رشک خیابان عارض
ہی عبث آپ کو بوسہ کا ملال — دیکھو آئینہ مین ایمان عارض
روشنی ہی ترے رخ کی ہر سو — کیا بنا سر و چراغان عارض

دیکھہ قدرت کے تماشے عاشق
ہو گیا رشک گلستان عارض

ردیف طاء مہملہ

غزل محمود

کی دل نے لاکھہ عشوۂ دلبر سے احتیاط — پر ہو سکی نہ چشم فسونگر سے احتیاط
کیا تازہ خون کیا ہی کسی بیگناہ کا — کیون بدگمان ہی بادۂ احمر سے احتیاط
اوس لب سے گالیان جسے کھانیکا ذوق ہے — لازم ہی اوسکو قند مکرر سے احتیاط
ساقی بغیر تلخ ہی سب عیش بزم مین — ورنہ ہم اور شیشہ و ساغر سے احتیاط

اوس بزم ناز مین لئے جاتے تو ہو نمود
دیکھو نہ ہو گی اس دل مضطر سے احتیاط

ولہ

کیونکر کہون ہی قول بت سحر فن غلط | نکلا کبھی زبانسے نہ اوسکی سخن غلط
آیا نہ وہ بدل گئے سیارے برج سے | کیا کیا نہ قول تیرے ہوے برہمن غلط
عالم خزان کا ہوتا ہی اوس گل کے روبرو | او بلبلو ہی وصف بہار چمن غلط
پتلا مین نور کا پس تکفین بن گیا | اب کہدو ہون ہی مجھپہ گمان کفن غلط

ہر مدعا کی بات پہ یاد آتا ہی نمود
کہنا کسیکا ناز سے ہی یہہ سخن غلط

غزل عاقل

کی لاکھہ دل نے عشوۂ دلبر سے احتیاط | ممکن نہین ہی حرف مقدر سے احتیاط
جز مے کے چارہ مست خرابات کو نہین | صوفی کو ہووے بادہ و ساغر سے احتیاط
مژگانسے چل کے تو سوے ابرو چلا ہی دل | شمشیر سر پہ لیتا ہی خنجر سے احتیاط
سونگھی ہی جب سے نکہت گیسوے عنبرین | دل کو ہوی شمیم گل تر سے احتیاط
تاراج اوسکا سب ہوا نقد دل صنم | طالب کو تیرے ہی زر و گوہر سے احتیاط
جون نقش پا ہی خاک نشین کوے یار مین | ہو خاک اب مرے دل مضطر سے احتیاط
صحرا مین کیسا صورت دیوانہ پھرتا ہون | جبسے ہی اوس پری کو مرے گھر سے احتیاط
عالم مین وہ بشر ہی جو مائل بشر نہ ہو | انسانکو چاہیے سخن شر سے احتیاط
عاقل کہین ہے غیرت شمشاد باغ مین | قمری کو کیون ہی سرو و صنوبر سے احتیاط

وله

اقرار تیرا کب نہوا جان من غلط — وعدہ غلط ہی قول غلط ہی سخن غلط

اے دل کبھی نہ آئیو باتون مین شوخ کی — اقرار وصل کرتا ہی پیمان شکن غلط

کرتا ہی راست باز وہ نسے ہر آن کجروی — چلنے لگا ہی چال بھی چرخ کہن غلط

سر چھوڑنا طریق تعشق نہین کہین — نکلا خیال وصل ترا کوہ کن غلط

ہوتا ہی میرے غیرت شمشاد سے ابھی — دعوی قدکشی ترا سرو چمن غلط

عاقل اوسی کے کوچہ مین ہو زندگی بسر
کیجو نہ راہ عشق مین اپنا چلن غلط

غزل عزیز

لو سیکھ جائے کوئی ستمگر سے احتیاط — کرتے ہین اپنے عاشق مضطر سے احتیاط

حفظ زبان ضرور ہی ہر حال و قال مین — انسان کو چاہیے سخن شر سے احتیاط

عشق بتان نکر دل نازک خدا کو مان — شیشہ کی لوگ کرتے ہین پتھر سے احتیاط

آ کر جلا دیا شب فرقت نے شعلہ رو — جس دل کی کر رہا تھا مین دن بھر سے احتیاط

ہم ہین کہ تیری راہ مین آنکھین ہین فرش — اور ہائے آپکو ہی مرے گھر سے احتیاط

لڑکے ہزار جھولیان بھر کر پھرا کرین — دیوانہ کو نہ تیرے ہو پتھر سے احتیاط

مدہوش چشم مست سے کیون ہوگئے عزیز
کرتے تھے آپ شیشہ و ساغر سے احتیاط

وله

گیسو نے رخ نے لب نے کیا ہی چمن غلط — سنبل غلط ہی غنچہ غلط ہی سمن غلط

کوثر کو سلسبیل کو آب حیات کو
کرتی ہی یہہ لطافت چاہ ذقن غلط

سمجھا پیچ و تاب الفت گیسو مین رات بھر
کرتا ہون بال بھر نہین ایجان من غلط

اللہ رے سیل اشک کہ وان تیر از و رشور
بھوپال تال کیا کہ ہین گنگ و جمن غلط

تاب کلاہ زر نے تری غیرت قمر
گردون پہ آفتاب کی کردی کرن غلط

کسکو عزیز اپنی غزل اب سنائیے
املا غلط ہی آپ غلط ہین سخن غلط

غزل تمیز

وہ مین نہین کہ ہو مجھے دلبر سے احتیاط
کیا غم ہی اونکو ہو دل مضطر سے احتیاط

اتنو جہان مین کردے الٰہی غنی مجھے
معشوق میرا کرتا نہین زر سے احتیاط

بزم پر یوشان مین وہ بیٹھے تو عیب کیا
کب ہو قمر کو چرخ پہ اختر سے احتیاط

عاشق تو ہو کے ڈرتا ہی قاتل کی ضرب سے
ابرو کے عشق مین نہین خنجر سے احتیاط

ساقی پیالہ دیتا ہی رک رک کے کیون مجھے
زاہد نہین کہ ہو مجھے ساغر سے احتیاط

واعظ بتون کے بوسہ کو کہتے ہین کفر ہی
کرتے نہین ہین کعبہ مین پتھر سے احتیاط

جاتے ہین سیر باغ کو وہ اس تمیز سے
تا ہووے بلبلون کو گل تر سے احتیاط

ولہ

وعدونکو کر رہا ہی وہ وعدہ شکن غلط
کرتا ہی حرف عیش یہہ چرخ کہن غلط

اوس بت کا ہی قیام مری دیدہ جسم مین
پتھر کی پوجا کرتا ہی وہ برہمن غلط

زلف سیہ کو دیکھ رخ رشک ماہ پر
اختر شناس کہتا ہے سورج گہن غلط

وعدہ کیا ہی ملنے کا اوس گل نے باغ مین | ہو اضطراب دل سے نہ راہ چمن غلط

زندون مین اور نہ مردون مین فرقت سے ہی تمیز
یہہ جان امیر قول نہ ایجان من غلط

غزل اخلاص

ممکن نہین ہی زلف معنبر سے احتیاط | ایدل نہ ہوگی اوس بت خودسر سے احتیاط
کا ہیدہ عشق ابروے جانان ہین کون نہین | سر مانگ لے کوئی تو نہ ہو سر سے احتیاط
مجھہ ناتوان کو آپ سے اغماض ناز ہی | لازم نہین ہی عاشق مضطر سے احتیاط
ظالم نے اب تو نامہ بھی مسدود کر دیا | قاصد کجا اوسے ہی کبوتر سے احتیاط
کیونکر بتونکو کعبہ دل مین جگہہ ندون | طوف حرم مین کب ہوی پتھر سے احتیاط

مشہور ہی زمانے مین اخلاص آپکا
کیجے نہ مجھسے بے زر و بے پر سے احتیاط

ولہ

کرتے ہو میرے قول کو شیرین دہن غلط | مین وہ نہین کہ منہ سے نکالون سخن غلط
وعدہ وفا کیا نہ کبھی بتنے آج تک | چلتے رہے وفا کے ہمیشہ چلن غلط
کس کس کی آرزو نہین کی جینے تجھہ بغیر | یان تک کہ ہوگیا ہی مرا جان و تن غلط
جب سے بسی دماغ مین خوشبوے زلف یار | آتی ہی بوے مشک خطا و ختن غلط
کہتا ہی اونکے دل مین ابھی ہی ترا خیال | یارب نہ ہووے یہہ سخن برہمن غلط

کیا دست رس حبیب محبت کے درمیان
اخلاص بول اوٹھے وہ ابھی سے سخن غلط

غزل عیش

دست تہی کو میرے جو ہی زر سے احتیاط
ہی اوس سے بڑھ کے تجکو تونگر سے احتیاط

بیچین و بیقرار ہو یہہ اوسکا ہی عوض
کی ہی جو تمنے عاشق مضطر سے احتیاط

دل کو ہی عشق زلف تحیر کا ہی مقام
مومن کو تو ضرور ہی کافر سے احتیاط

عبرت کی جا ہی ٹھوکرین کھاتا زمین پہ ہی
جس سر کو ہی جہان مین اوس سر سے احتیاط

جانا ضرور سب کو ہی اک روز قبر مین
دوزخ مین جائین جنکو ہی اس گھر سے احتیاط

وہ لوگ آپ در پی آزار اپنے ہین
کرتے ہین جو ہمارے ستمگر سے احتیاط

خاک اوس سے تجکو وصل کی امید عیش ہی
جس حیلہ جو کو ہو ترے بستر سے احتیاط

ولہ

کانون سے جو سنا ہی وہ ہو جان مین غلط
کسطرح چشم دیدہ کرین مکر و فن غلط

مردہ نہین ہی زندہ بے حس ہی دیکھ لے
عاشق کی تیرے نعش ہی زیر کفن غلط

غربت مین ہون عدم مین جو کہتے ہین ہی دروغ
کرتی ہی یاد کیون مجھے اہل وطن غلط

دیکھے اگر صباحت رخسار صاف یار
فی الفور ہووے رنگ گل یاسمن غلط

حاصل بجز ندامت و افسوس کچھ ہوا
سچ کہتے ہو اوٹھاتے ہیہ رنج و محن غلط

اوس سنگ در کو چومین تو حاصل مراد ہو
کرتے بتون کو سجدہ ہین کیون برہمن غلط

سینہ پہ ہاتھ رکھکے چھپو لے اوٹھا چکے
سمجھے تھے آپ کسلیئے دل کی جلن غلط

نیرنگیون کی یار کے جو کھل رہے ہین گل
کسکی مجال ہی جو کرے یہہ چمن غلط

لاکھون مین عیش سا نہین ملنے کا ہوشیار
مشہور اوسکا ہو گیا دیوانہ پن غلط

ردیف ظاء معجمہ

غزل ممنود

رہین گناہ سے دنیا مین تا کجا محفوظ
بلائے شرک و بدع سے رکھے خدا محفوظ

کسیکا چلنا قیامت بلا کی لائے گا
اگر مین فتنۂ محشر سے رہگیا محفوظ

نہین ہی صفحۂ ہستی پہ مدعی کوئی
جو لوح دلپہ رکھون حرف مدعا محفوظ

دم اخیر ہی وہ آکے خوف کہائینگے
رہے اثر سے الٰہی مری دعا محفوظ

یہہ زندگی مین دعا ہی ممنود خالق سے
عذاب قبر سے رکھیو پس فنا محفوظ

ولہ

لو ہوے پامال پہر دلہاے نالان الحفیظ
پہر ہوا وہ فتنۂ محشر خرامان الحفیظ

مائل گریہ ہوی ہی چشم گریان الحفیظ
پہر اوٹہایا چاہتی ہی کوئی طوفان الحفیظ

کچہہ دگرگون آج آتا ہی نظر رنگ چمن
کہہ رہی ہین شاخ گل پر عندلیبان الحفیظ

پہر بہار آئی ہی کچہہ کہنے لگے زخم جگر
پہر جنون لیجائیگا سوے بیابان الحفیظ

جی مین آتا ہی کہ اوسکو چہوڑ کر چلدے ممنود
ہی یہہ جنت مین بہی عشق کوے جانان الحفیظ

غزل عاقل

رہے کوئی تری چتون سے کیا بہلا محفوظ
ترے کرشمونسے رکھے سدا خدا محفوظ

رکہین گے آنکہونپہ چومین گے اوسکو ہم ہردم
نرکہہ تو مصحف رخ ہمسے دلربا محفوظ

خوشی سے خانۂ تن مین چلو پھر و آؤ
رکھونگا پردہ دل مین یقین سدا محفوظ

گزین گے بارش گریہ سے اختر روشن
جو ہوگا آنکھ سے میری وہ مہ لقا محفوظ

نہ تڑپیگا دل شوریدہ وقت ذبح کبھی
رہیگی خون سے میرے تری قبا محفوظ

الٰہی اوسکی کمر ہی کہ بال ہی کوئی
رہے یہ صدمۂ جنبش سے کبریا محفوظ

گناہگار ہون عاقل نہین مین غافل ہون
عذاب قبر سے رکھنا مجھے خدا محفوظ

ولہ

الحفیظ ای سوزش غمہاے ہجران الحفیظ
جلگیا آہون سے لو سارا بیابان الحفیظ

کردیا طرز نگاہ شوق نے بیخود مجھے
لٹ گئے صبر و خرد ای چشم فتان الحفیظ

زورق گردون کا عالم ہوگیا مثل حباب
الحفیظ ای جوش سیل چشم گریان الحفیظ

بال و پر باقی نہین اور تنگ میدان قفس
نغمہ زن ہین بلبلین صیاد نادان الحفیظ

پاؤن وحشت نے نکالے پھر سوے صحرا غضب
پھر مرے تلوے ہین اور خار مغیلان الحفیظ

چین پہلو مین دل مضطر کو ای عاقل نہین
الحفیظ ای اشتیاق کوے جانان الحفیظ

غزل غزیز

بلاے زلف سے دل کو رکھے خدا محفوظ
الٰہی پیچ سے کاکل کے ہوگا محفوظ

کبھی نہ دولت وصل صنم نصیب ہوئی
اثر سے اپنے الٰہی رہے دعا محفوظ

بوقت ذبح تڑپنے کا ذکر کیا قاتل
رہیگی خون سے میرے تری قبا محفوظ

ہدف ہمین بھی تو کر تیر سے کمان ابرو
نہ چھوڑ گوشۂ تن مین دل فدا محفوظ

کریم زندہ جاوید ہوتے ہین منعم / رہیگی دولت دنیا نہین سدا محفوظ

الہی خنجر ابروسے کٹ پڑے وہ ہاتھ / بلائین لینے سے زلفونکے جو رہا محفوظ

جگر کو بیٹھہ کے روؤن کہ دل کو چپاؤن / رکھیگا کسکو ترا ناوک ادا محفوظ

خدا کے واسطے گردون نے سر اوٹھایا ہے / رکھیگی تا بہ کرای آہ شعلہ زا محفوظ

ہجوم حسرت وحرمان ہی صورت فانوس / رہیگی شمع لحد اپنی ای صبا محفوظ

دہن وہ غنچہ ہی گل رخ ہی سرو قامت ہے / خزان سے ہو چمن یار ایخدا محفوظ

اوڑا کے تا قدم یار اوسکو پہنچانا / نہ رکھنا خاک پس مرگ ای صبا محفوظ

سر فدائی کو کب سے جھکائے بیٹھا ہون / رکھوگے خنجر مژگان سے تا کجا محفوظ

عزیز ہم بھی غلام در محمد ہین
رکھیگا آتش دوزخ سے کبریا محفوظ

ولہ

الحفیظ ای شورش غمہاے ہجران الحفیظ / پھونکے ہی دیتی ہی اب تو آہ سوزان الحفیظ

پرزے پرزے دامن صحرا ہی ای دست جنون / چاک چاک اپنا ہوا جیب و گریبان الحفیظ

ہوگیا جسپر اشارہ صاف دو ٹکڑے ہوا / ابروے خمدار ہی یا تیغ بران الحفیظ

ہوکے پانی بہ چلیگا دل کو بہر ہی اوسکی چاہ / پھر جھکایگا کوئین چاہ زنخدان الحفیظ

آنکھ جبسے پھر گئی بے وجہ ہمسے آپکی / گردش قسمت نے دکھلایا بیابان الحفیظ

سر اوٹھا ایسا نہ ہر دم جوش سیل اشک تو / کیا ڈباویگا جہان کو مثل طوفان الحفیظ

آنکھ سے مثل شرر اوڑنے لگے لخت جگر / خاک کر ڈالے گی اب کیا آہ سوزان الحفیظ

ہی خلش عشق مژہ جانکے لیے کیسی عزیز / ہوگیا دل صورت خار مغیلان الحفیظ

غزل تمیز

رہیگا عشق کی حالت مین کب دلا محفوظ
بلا مین پڑکے رہا کون ہی بتا محفوظ

عزیز سر سے نہین ہی یہہ میری آنکھون مین
کہ جیسے رکھتا ہون مین اونکی خاک پا محفوظ

وہ زار ہون کہ دم ذبح بھی نہ تڑپونگا
رہیگی خونسے میرے تری قبا محفوظ

سپند ہی یہ نہین جان آتشین رخ پر
نگاہ بد سے رہیگا تو دلربا محفوظ

رہے ہی صورت ناقوس دل مرا نالان
تمیز عشق بتانسے رکھے خدا محفوظ

ولہ

جوش پر پھر دل ہوا ہی چشم گریان الحفیظ
پھر اوٹھا یا ہی مرے اشکونے طوفان الحفیظ

خوف یہہ ہی خرمن جان پر نہ یان بجلی گرے
اونکے ہنسنے مین ہی وان برق درخشان الحفیظ

زار مجکو لشکر غم نے نہایت کر دیا
پھر دکھاتی ہین اب آنکھین فوج مژگان الحفیظ

آرزوئے قتل ہی مجکو وہان خالی نہین
لتھڑے عاشقان سے کوے جانان الحفیظ

پھر بڑھا ہی میری غم دوری مین اب دیوانگی
مین ہون اور پائے جنون ہی اور بیابان الحفیظ

صدمۂ غمہاے فرقت یاد کرتے ہو تمیز
بعد مدت اب ہوا ہی وصل جانان الحفیظ

غزل اخلاص

ہوی ہی اب سر انگشت جو حنا محفوظ
اشارہ قتل کا رکھتے ہو دلربا محفوظ

ہوا ہون ہجر مین اک گل کے خار کی مانند
رہین نہ کیون مری صحبت سے آشنا محفوظ

ہمارے روزن دل مین تمھاری صورت ہے
ملا ہی خوب ہی کیا ہمکو راستا محفوظ

نہ توڑ شیشۂ دل کو تو میرے ای صیّاد
فلک نہ ٹوٹ پڑے تجھپہ پُر جفا محفوظ

ہی اجتناب اونھین بعد مرگ بھی اتبک
کہ میری خاک سے رکھتے ہین اپنے پا محفوظ

وہ اپنے فضل سے چاہے جسے امان بخشے
کہ دانہ رکھتی ہین دانتون مین آسیا محفوظ

نکر تو گردش دوران کا رنج ای اخلاص
کہ زیر چرخ ہین لاکھون شکستہ پا محفوظ

غزل عیش

ایک عرصے سے مین ہونگا غم کا مہمان الحفیظ
خانۂ تن روح کو میرے ہی زندان الحفیظ

آسمانکا فی زمین کا مین تو ہون ضد ین کا
ہین عدو دانا مرے اور دوست نادان الحفیظ

کیا کہون گھبرا گیا وسواس نفسانی سے مین
بیطرح او لجھے ہین یہہ خار مغیلان الحفیظ

عشق کے بگڑے سنور سکتے نہین تا دیر سے
قیس کو تو وحشت افزا تھا وبستان الحفیظ

ہو گیا ہی کیا ہمارا حال ابتر گوش زد
بیشتر جو آجکل ہی ورد جانان الحفیظ

اس مین کیونکر نہ ہو وہ جس چمن کا گل ہو ...
جائے نغمہ پڑہتے ہین وہان مرغ خوشخوان الحفیظ

راہرو کیونکر نہ مانگے عیش اونسے اب پناہ
چلتے ہین وہ تو بشکل تیغ عریان الحفیظ

غزل عاشق

رہو گے صبر سے میرے نہ کوئی جا محفوظ
رکھیگی تمکو مگر ہان مری دعا محفوظ

ہوا مین حیف نہ رفتار یار سے پامال
قلق یہہ ہی مجھے کیون اوس سے مین رہا محفوظ

قصور کیا ہی جو ہم پھنس کے چھٹ گئے صیاد
معاف کیجئے بس اب رکھے خدا محفوظ

ہم اپنے رنج و مصیبت کو بھول جاتے ہین
جو دیکھتے ہین تمھین تم ہو مرحبا محفوظ

نچھوڑا ناوک قاتل نے یہان بھی آخر کار	رہا تھا سینہ مین چھپ کر بہت دلا محفوظ
وہ قتل کر کے مرا خون چھپائے بیٹھے مین	یہہ اونکا راز نہفتہ رکھے خدا محفوظ
ہماری جانپہ اندھیر ہی بلا پہ بلا	تمھاری زلف دوتا سے رکھے خدا محفوظ
ہزار شکر ہوا داغ خون گریبان گیر	رہیگا دامن قاتل بھی تا کجا محفوظ

دعائے بد سے جو عاشق کی خوار ہووے کوئی
رہے وہ آفت دنیا سے کب بھلا محفوظ

ردیف عین مہملہ

غزل ملود

بزم مین مہمل ہی یون ابتک پس روئے یار شمع	روبرو خورشید کے جسطرح ہو بیکار شمع
گر نہین سوز دل پروانہ اسکو بزم مین	اشکہائے آتشین سے کیون ہی آتشبار شمع
بات جب نکلی زبان سے پھول سے جھڑنے لگے	بنگیا وہ شمع رو گویا دم گفتار شمع
کیون جلے سوز نہان سے رات بھر اے عندلیب	اوس گل رخسار پہ کھائے نہ ہو گر خار شمع

صورت عشاق پروانے جلو مین ہون مدام
گر ملود اوس شمع رو کی سیکھ لے رفتار شمع

وله

کسکو ہی ایسی شان معظم کی اطلاع	ابلیس کو ہو رتبۂ آدم کی اطلاع
ہر شب کسی مسیح کی فرقت مین دی مجھے	پاس ادب نے روزۂ مریم کی اطلاع
ہی اسخیا کا نام بخیلون سے دہر مین	کی بخل نے سخاوت حاتم کی اطلاع

روتا ہون ایک غیرت گلشن کے سامنے | گویا کہ گل کو کرتا ہون شبنم کی اطلاع

کب ہی مسیح کو خبر اتنت کی ای نمود
ختم رسل کو ہوتی ہی ہر دم کی اطلاع

غزل عاقل

ٹوٹتا ہی کیون نہین آنسو کا میرے تار شمع | ہوگیا کس شعلہ رو کے عشق کا آزار شمع
حسن آتش رنگ سے ساکت ہین اہل انجمن | بزم مین ہو خاک تجھسے شمعرو دوچار شمع
عارض و گیسو کو تیرے دیکھ شب کہتی تھی ہم | زلف مشکین ہی دہوان اوسکا تو ہی رخسار شمع
تیرے آگے بزم مین جل جل کے سوز رشک سے | جلتے جلتے تھرتھراتی تھی عجب ہر بار شمع

انجمن مین شب کو تھا عاقل وہ عکس روی یار
دیکھکر کہتے تھے جسکو دیکھکر ہر بار ـ شمع

ولہ

قاصد اونھین بھی چاہیئے ہر دم کی اطلاع | دیتی ہی چشم تر دل پر غم کی اطلاع
دے تو ہی ای صبا مجھے ہمدم کی اطلاع | مین جان بلب ہون چاہیئے دم دم کی اطلاع
گرتے ہین اشک یا د رخ رشک مہر مین | ہو خاک آفتاب کو شبنم کی اطلاع
گبڑے جو پیچ و خم ہین یہ سنبل کے باغ مین | دی کیا صبا نے کاکل برہم کی اطلاع
کیونکر نہ چلدین مردم آبی سے پتلیان | دے کون اونکو دیدۂ پرنم کی اطلاع
کیجے کبھی تو دولت مقدم سے کامیاب | تمکو نہین ہی ہات حاتم کی اطلاع

عاقل پھڑک پھڑک کے قفس مین وہ مرگئی
ہو کیسے گل کو بلبل ہمدم کی اطلاع

غزل عزیز

سوز پروانہ پہ چپکی کانپے ہی کیون یار شمع
کیا زبان رکھتی نہین ہی لایق گفتار شمع

اوٹھ گیا ہی اوسکے روے شعلہ افشانسے نقاب
توڑتی پھر کیون نہین آنسو کا اپنے تار شمع

کس بت پرفن نے آکر بزم مین رکھا قدم
تار ہاے اشک سے پہنے ہی جو زنار شمع

منہ چھپالے دامن پروانہ مین غیرت سے وہ
دخل کیا ہی شعلہ روسے میرے ہو دو چار شمع

شعلۂ وحشت وہ بھڑکے دیکھے اوس بت کو اگر
چلدے اک پاؤنسے سوے کوچہ و بازار شمع

گرمی تقریر سے تیری کٹی اوسکی زبان
چپکے چپکے جلتی ہی رو رو کے کیا ہر بار شمع

ہی بجا ای شعلہ رو تجکو کہون گر بزم مین
زلف مشکین تو دھوان ہی اور ہی رخسار شمع

بزم مین ہی تار اشکون کا مسلسل ای عزیز
رکھتی ہی سوداے گیسو کا مگر آزار شمع

ولہ

ہی سب کو میرے دیدۂ پرنم کی اطلاع
کسکو نہین ہی اس دل پرغم کی اطلاع

پرتو پڑے جو آئینۂ دل مین یار کا
گھر بیٹھے ہو حقیقت عالم کی اطلاع

آخر کو مر گیا ترا بسمل پٹک کے سر
تجکو ہی خاک عاشق بیدم کی اطلاع

پتھر سے سر کو پھوڑلین سب بت شیان عشق
ہو جاے گر کہین بت اظلم کی اطلاع

دنیا سے جو گئے نہین معلوم کیا ہوے
کسکو ہوی سکندر و حاتم کی اطلاع

اشکون کے ساتھ دل بھی مرا بہہ گیا عزیز
پہلو مین وہ کھٹک ہی نہ ہر دم کی اطلاع

غزل تمیز

دیکھ لے تیرا جو روئے غیرت گلزار شمع
پردۂ فانوس مین ہو جائے گل آئی یا شمع

مانع گفتار ہی کب بے دہانی یار کی
گو زبان رکھتی ہی پر کرتی نہین گفتار شمع

صورت پروانہ دل جلتا ہی میرا رشک سے
رات کو کرتی ہی اے جان جو ترا دیدار شمع

بزم مین اوس شعلہ رو کی ہو سکیگا کیا فروغ
ایک پاؤن سے کھڑی رہتی ہی وان لاچار شمع

شوق مین دیدار کے اوس ماہرو کے ای تمیز
مثل اختر بزم مین تھی رات بھر بیدار شمع

ولہ

بیتابی اور یاس کی اور غم کی اطلاع
قاصد تو دیجیو مرے دم دم کی اطلاع

درد جگر کا ذکر ہمارے کہان نہین پڑا
کسکو نہین ہی اس دل پرغم کی اطلاع

ہو آسمان پہ شرم سے پانی دل سحاب
گر ہو ہمارے دیدۂ پرنم کی اطلاع

غیرت سے ماہ نو کی پڑا ہی کمر مین بل
ہی اوسکو تیرے ابروے پرخم کی اطلاع

کرتے ہین ضد سے جشن خوشی کا وہ ای تمیز
ہوتی ہی اونکو جب مرے ماتم کی اطلاع

غزل اخلاص

یار کا منہ دیکھتی ہی بزم مین ہر بار شمع
وائے حسرت مین نہ دیکھون اور کرے دیدار شمع

بے ادب ہو کر زبان نکلے کہان مقدور یہ
کاٹ لے گلگیر جو بولے کبھی اکبار شمع

میری بیتابی شب فرقت مین گریہ دیکھ لے
غیر ممکن ہی کہ توڑے آنسوؤن کا تار شمع

ہی یقین ہو جائے مجھ سی زار ہو کر بزم مین
دیکھ لے گر اوس صنم کی نرگس بیمار شمع

ہی ہجوم غم سے دل اخلاص فانوس خیال
ہی رخ پر نور جانان کی مجھے درکار شمع

باد صبا تو دیجیو دم دم کی اطلاع | ولہ | اوسکو نہین مرے دلِ پرغم کی اطلاع
جنت سمجھہ کے دور کیا مجکو یار نے | | کوچہ سے اپنے جب ہوئی آدم کی اطلاع
شبنم کے قطرے نرگس بیمار مین جو ہون | | دے اونکو میرے دیدہ پرنم کی اطلاع

بے مہری بتان سے اخلاص غمزدہ
دیتی ہی چشم تر مجھے ہر دم کی اطلاع

غزل عیش

سبز ہو روشن کرے گر عکس رخسار یار شمع | | تو بنا دے ساری محفل کو ابھی گلزار شمع
یہہ مری نازک خیالی ہی غلط فہمی نہین | | کرمک شب تاب کو سمجھا ہون مین پردار شمع
خندۂ دندان نما سے اونکے شرماتی رہی | | کیا ہوا ہنس ہنس کے گر جلتی رہی ہر بار شمع
کم ہی کیا کچھہ روشنئی طبع کا میری فروغ | | مجکو کیا حاجت بھلا ہو کسلئے درکار شمع
ایک مین اور دوسرے تم تیسرا کوئی نہو | | لطف ہو گر آج شب بھر ہووین روشن چار شمع
نور ایمان ظلمت عصیان پہ یان غالب ہوا | | شکر ہی جو بجھتے بجھتے ہو گئی ہشیار شمع
رشک تھا جلنے پہ پروانونکے ہجر یار مین | | اسلئے رکھوا دی اوٹھوا کر پس دیوار شمع

فائدہ بے کھٹکے اوسسے ہی جو ہین روشن ضمیر
دیکھہ لو ای عیش دیتی ہی گل بیکار شمع

غزل عاشق

سر کٹا دے بزم مین گر اپنا سو سو بار شمع | | کب مقابل ہو ترے پروانہ کے ای یار شمع
ہر گل تر باغ مین بن تیرے مجکو داغ ہی | | ہی ہر اک محفل مین فرقت سے بزنگ دار شمع
دفن دل کے ساتھہ ہی اک روے روشن کا خیال | | ہو سر مدفن مرے روشن نہ اب زنہار شمع

روتے روتے صبح تک عاشق یہ کسکے عشق مین
ہوگئی گھل گھل کے جو تیری طرح سے زار شمع

ردیف غین معجمہ

غزل ممنود

کیون نہ ہو بالائے افلاک اپنے شیون کا دماغ
عرش پر رہتا ہی اوس محبوب پرفن کا دماغ

بیدماغی ہی یہ بازی گرمین اوس مہ پارہ کی
پیر گردون ساہوا ہر ایک کودن کا دماغ

ہی نزاکت سے نسیم صبح بھی باد سموم
اے صبا نازک ہی کیا اوس شوخ پرفن کا دماغ

بیدماغی سے اگر وہ ترک ہوتا ہی سوار
گرد آسا پھر نہین ملتا ہی توسن کا دماغ

کس مسیحا نے سر بالین قدم رکھا ممنود
چرخ چارم پر چڑھا ہی میرے مدفن کا دماغ

ولہ

اور کیا چاہیئے اب اوبت بے پیر فروغ
رکھتی ہی سارے جہان مین تری تصویر فروغ

داغ دل چمکا مرا اوسکے رخ تابان سے
ماہ کو مہر کی دینے لگی تنویر فروغ

صورت تیر شہاب اب یہہ نظر آتا ہے
ایسا رکھتا ہی مرا نالہ شبگیر فروغ

ہو مرقع بھی مقابل تو نپائیگی صنم
تیری تصویر کے آگے کوئی تصویر فروغ

واصف اوس رشک مسیحا کا ہون پکڑیگی ممنود
نطق عیسی کی طرح اب مری تقریر فروغ

غزل عاقل

تا فلک پہنچا ہی اب تو اونکے جوبن کا دماغ
گھٹ گیا جس سے کہ یکسر ماہ روشن کا دماغ

لٹ گئی اقلیم دل سے جب متاع صبر و تاب
بڑھ گیا کیا کیا ہی ترک چشم پرفن کا دماغ

لائی ہی جب سے شمیم گیسوے مشکین یار
ای صبا فرصت ہی وہ اپنا ہی اک من کا دماغ

جھولیان بھر بھر کے لائی جب صبا بوے زلف
جیب گل سے بڑھ گیا ہی اپنے دامن کا دماغ

دیکھنا عاقل زمانے کی بھی خوبی اندنون
پیر گردون سا ہوا ہر ایک کودن کا دماغ

ولہ

بڑھ کے رکھتی تھی ہی ماہ سے تنویر فروغ
اور کیا چاہیے اب اوبت بے پیر فروغ

وصل دلبر کے لئے فکر رسا سیچ ہوی
سچ ہی رکھتی نہین تقدیر پہ تدبیر فروغ

اونکلیان اوٹھنے لگی ہین خم ابرو کی طرف
لیگئی تیغ ہلالی پہ بہہ شمشیر فروغ

شمع جل جل کے کٹائیگی زبان کو اپنی
جب دکھائیگا لمعات الب تقریر فروغ

اونکی مژگان و خم ابروسے عاقل بڑھ کر
تیغ چمکے گی نپائیگا کوئی تیر فروغ

غزل عزیز

آجکل ہی حیرت خیز اوس ماہ روشن کا دماغ
خاک ہو مجھ خاکسار چاک دامن کا دماغ

بوے گل سے ہین پریشان مثل سنبل باغ مین
ای صبا نازک ہی کیا اوس رشک گلشن کا دماغ

کیون نہ مانگے دل بنا ہین بگڑی رہتی ہی غضب
زلف کی صورت ہی برہم چشم پرفن کا دماغ

سیر دیدرخ سے بھی ہونے نہین دیتے کبھی
مجھسے اب اوٹھتا نہین وہ سینکڑون من کا دماغ

مورد الزام ہین کیا الفت گیسو سے یار
ہمسے کیون بگڑا ہوا ہی دوست و دشمن کا دماغ

کھب گیا ہی دل مین اپنے کیا وہ حسن دلفریب
جھوتا ہی عرش مین اب تیرے جوبن کا دماغ

سخت باتین اونکی کب تک تو سنےگا ای عزیز
کیا بلا تیرا ہی کوئی سنگ و آہن کا دماغ

ولہ

مہر و مہ سے نہین پاتا فلک پیر فروغ
رکھتی ہی ماہ سے بڑہ کر تری تنویر فروغ

ہو گئے سکتے مین کیا مانی و بہزاد وہین
وہ خداداد رکھے ہی تری تصویر فروغ

کاٹے گو خنجر گلگیر زبان تک اوسکی
شمع سے رکھتی ہی بڑہ کر تری تقریر فروغ

چمکا آئینہ سا دل عکس کے پڑتے اوسکے
وہ تری رکھتی ہی یہہ چاند سی تصویر فروغ

کر کا چمکا ہی سخن مثل ضیاے خورشید
ہند مین رکھتی ہی سب سے غزل میر فروغ

وصف سے لکھے ہین رخ رشک قمر کے جو عزیز
رکھتی ہی ماہ سے افزون مری تحریر فروغ

غزل تمیز

چڑہ گیا ابتو فلک پر شوخ بدظن کا دماغ
ہمسے اوٹھتا ہی نہ جسکی چشم پرفن کا دماغ

گر مسی مالیدہ لب دیکھے ترا ای رشک گل
پھر نہ ہو گلزار مین تا حشر سوسن کا دماغ

کشور دل لیگیا اپنا غنیمت ہی یہی
بڑہ گیا راہ محبت مین جو رہزن کا دماغ

آشنا ہون سچ الفت مین کسی بیگانہ کا
دوست ہون اوسکا مین جو رکھتا ہی دشمن کا دماغ

پاسدا ہوتے تھے اونکی بزم مین ہم باریاب
یا اوٹھاتے ہین ہمین دیوار و روزن کا دماغ

شبہ اوس لمہ کے مسی مالیدہ لب کا ہی تمیز
کیون نہ بالاے فلک چڑہ جائے سوسن کا دماغ

ولہ

مہر سان رکھتا ہی روے بت بی پیر فروغ
پاوے عالم مین نکیون عاشق دلگیر فروغ

دیکھے جگنو جو کبھی تیرگی فرقت مین
مین یہہ سمجھا ہی ترا نالۂ شبگیر فروغ

صید ہونے کی تمنا ہی مجھے صید فگن
کہ ترے تیر سے پائے دل نخچیر فروغ

سرخروئی تری قاتل مجھے منظور رہی اب
سر مرا کاٹ لے پائے تری شمشیر فروغ

باتین کرنے کا تمیز آپ نے سیکھا کب سے
ہر تکلم سے جو پانے لگی تقریر فروغ

غزل اخلاص

کیا ملے اوس شہسوار ناوک افگن کا دماغ
برق تابان بھی نہ پاوے جسکے توسن کا دماغ

خار آتا ہی نظر ہر ایک گل اوس یار بن
درد فرقت مین نہین ہی سیر گلشن کا دماغ

سر جھکا دیتے ہین اوسکے روبرو اہل ہنر
تب بھی تو ملتا نہین اوس زلف پرفن کا دماغ

صاف ہوتا ہی مکدر رہ ہر گھڑی اخلاص سے
راستہ پر آئے یارب چرخ بدظن کا دماغ

ولہ

کیا زبان رکھتی ہی تیری دم تقریر فروغ
کہ نہین رکھتے ہین یون جوہر شمشیر فروغ

کیا عجب بام پہ تو جلوہ نما ہو تو صنم
ماہ دو ہفتہ کا کھووے تری تنویر فروغ

صفحۂ دہر کے جتنے ہین مرقع اون مین
سب سے رکھتی ہی زیادہ تری تصویر فروغ

قتل پر ہاتھ جو قاتل نے اوٹھایا اپنا
سر تسلیم نے پایا نہ شمشیر فروغ

اونکا بندہ ہو گنہگار خطاوار اخلاص
لطف سے رکھتی ہی جسکے مری تقصیر فروغ

غزل عاشق

منتشر کب ہی ہمارے شوخ پرفن کا دماغ
نکہت گل بن گیا اوس رشک گلشن کا دماغ

باغ مین تمنے مسی مالیدہ لب دکھلا دئے
آسمان پر چڑہ گیا ہی دیکھو سوسن کا دماغ

ہمنے کافر جانکر اوسکو جو سجدہ کر لیا
اسلیئے ملتا نہین طفل برہمن کا دماغ

وصل پر راضی وہ نادان ابتلک ہوتا نہین
اب کہانسے ڈہونڈلاؤن مین لڑکپن کا دماغ

یارکم سن کیا ملا عاشق کو بازیگاہ مین
پیرگردون سا بنا ہر ایک کو دن کا دماغ

ردیف الفا

غزل ممنود

آنا ہوا جو عالم ایجاد کی طرف
دیکھا کیا مین حسن خداداد کی طرف

وہ تشنہ کام ہون کہ مین تکتا ہون وقت ذبح
حسرت سے آب خنجر جلاد کی طرف

نازک وہ اسقدر ہین جو چھو لین حباب کو
جائے گمان بیضۂ فولاد کی طرف

وحشت مین کہتا ہون مین ہر اک گردباد کو
جاتے ہین اپنے خانۂ برباد کی طرف

کیا زمزمہ سرا قفس تن مین ہی یہان
اومرغ روح جاتا ہی صیاد کی طرف

پہلے ہی مجھسے عشق نے آکر ملائے ہاتھ
رکھا قدم جو عالم ایجاد کی طرف

برق نگہ سے خاک وہ اکسیر کے سبنے
دیکھے اگر وہ بیضہ فولاد کی طرف

دیکھا کرے مدام وہ موجد کی شان کو
بینا جو آئے عالم ایجاد کی طرف

وہ سخت جان ہون کہ اسیری کیواسطے
جلاد اشارہ کرتا ہی حداد کی طرف

علم اسکا باغبان حقیقی کو ہی نمود
کب سے ہم آپ سے عالم ایجاد کیطرف

ولہ

دل جبسے ہوگیا ہی مرا مبتلائے زلف
ساتھ آہ کے نکلتا ہی ہر دم کہ ہائے زلف

گر آئینہ وہ سامنے رکھکر بنائے زلف
اعجاز حسن اہل حلب کو دکھائے زلف

اسلام کا ہی بندہ ہراک شیخ و برہمن
کہتے ہین بت جہانکے تجکو خدائے زلف

غمگین نہ ہو جو عشق مین اوسکے فنا ہوا
اے دل لحد مین حشر تلک ہی لقائے زلف

مانند مہر تار شعاعی بنین جو ہون
تار مقیش اب ترے رخپر بجائے زلف

طول اسکا کیا صنم ہی درازی حیا تکی
ڈہونڈے جو خضر بھی نہ ملے انتہائے زلف

قربان ہونیکو دل صد چاک ہے مرا
لیتا ہی شانہ بن کے کیسکی بلائے زلف

اختر شناس کو نہ گمان کسوف ہو
او رشک مہر چاند سے منہ پر نہ آئے زلف

کاکل ہو شمع کی نگہ اہل بزم مین
وہ شعلہ رو جو ناز سے اوپر اوٹھائے زلف

اسلام و کفر دونون ہین توام یہان نمود
دل مبتلائے رخ تو جگر ہی فدائے زلف

غزل عاقل

دام افگنی ہی کیون دل ناشاد کی طرف
خود آپ کہچ رہا ہی تری یاد کیطرف

سارا جہان ہی گوستم ایجاد کی طرف
الطاف کبریا دل ناشاد کیطرف

لکھے ہی قید طالع بلبل کی باغبان
گلچین اشارہ کرتا ہی صیاد کی طرف

اللہ رے جذب عشق صنم بل بے ذوق قتل
جھکتا ہی خود جو سر مرا جلاد کی طرف

کھینچی شبیہ یار کہ نقش جما دیا
سارا جہان ہی اندنون بہزاد کی طرف

تعظیم کے لئے ہوا اک پاؤنسے کھڑا
وہ سرو قد جو آگیا شمشاد کی طرف

قمری چمن مین گر قد رعنا کو دیکھ لے
دیکھے نہ حشر تک کبھی شمشاد کی طرف

نشتر بھی چھٹ کے ہاتھ سے اوسکی گرا وہین
وحشی نے تیرے دیکھا جو فصاد کی طرف

للہ رے شوق قتل کہ مقتل مین دیکھنا
جاتا ہون دوڑ دوڑ کے جلاد کی طرف

پابند زلف ہون نہین حاجت ہی طوق کی
کیجے اشارہ آپ نہ حداد کی طرف

عاقل کو خوے صبر نہ دے کسلئے فلک
مائل ہی اوسکی طبع جو بیداد کی طرف

ولہ

دل اپنا ہو گیا ہی غضب بنتلائے زلف
نکلیگا دم بھی کہتا ہوا ہائے ہائے زلف

شانونپہ گر وہ شوخی سے لٹکاکے آئے زلف
اتراکے لاکھ جلوہ پری کے دکھائے زلف

سرگوشی کر رہی ہی پئے قتل عاشقان
باتین بناتی آنکھون مین ہی وہ بلائے زلف

آنکھون مین اپنی ہو گیا اندھیر سب جہان
آتا نظر نہین مجھے کچھ بھی سوائے زلف

ابرو نے سینہ چاک تو پہلے ہی کر دیا
کیا جانئے دیکھیے کہ ہی کیا مدعائے زلف

پھانسی ملیگی چین وختن مین تتار مین
بوسہ لیا ہی ہمنے یہ کی ہی خطائے زلف

پھانسا ہی دل کو دین کی ہی فکر مین لگی
کافر ہیہ پیچ سے نہ بلا سر پہ لائے زلف

عاقل جو تجکو آٹھ پہر اسکا ہی خیال
سودا ہی روح جان حزین ہو نہ جائے زلف

غزل عزیز

آئی قضا ہی بلبل ناشاد کی طرف
گلچین اشارے کرتا ہی صیاد کیطرف

مقتل مین آگیا کہین ابرو چڑہا کے وہ
اوٹھتی ہین اونگلیان سر جلاد کیطرف

صیاد جوش عشق دم ذبح دیکھ لے
قمری گھسٹ کے جا پڑے شمشاد کی طرف

دُر چشم بد سے کیا ہی اوٹھا دے نقاب رخ
اللہ ہی تیرے حسن خداداد کی طرف

بے اختیار بوسۂ ابرو جو لیلیا
ہاتھ اونکا اوٹھا خنجر فولاد کی طرف

بھولا ہون دو جہانکو فقط تیرا دھیان ہی
بھولے سے اک نظر تو مری یاد کی طرف

آتے ہی دلربا کے غضب کی ہوا چلی
دل اوڑ گئے ہزارون پریزاد کی طرف

آفت مین پڑ گیا دل دشمن سے ای عزیز
پہلو سے پھر چلا ستم ایجاد کی طرف

ولہ

سودا زدہ ہون کوئی بلا پھر نہ لائے زلف
دل کو نہ میرے بیٹھے بٹھائے ستائے زلف

پھنسنے کا پیچ مین دل دیوانہ اب نہین
بن بن کے لاکھ روز کے جوبن دکھائے زلف

سر کیا چڑھی پھنساتی ہی عالم کو دام مین
اب آہ سے کسیکی نہین مار کھائے زلف

ابرو کا مین شہید نہ شیدا ہون نال کا
زنجیر سے بندھا ہون کہ ہون آشنائے زلف

اوڑ کر ہوا سے آئے نہ وہ چشم یار پر
بیمار اپنے پاس رکھی ہی عصائے زلف

سنبل کے تار تار تو گلشن مین کر دیے
سودائیون کے دل پہ بھی نقشہ جمائے زلف

دم بھر مین توڑ دون ابھی الفت کا سلسلہ
ٹکڑے اوڑا دون دل کے جو ہو مبتلائے زلف

پاتے ہی کس امید پہ کالے کو ہاتھ مین
افعی سے کم نہین کبھی اے دل وفائے زلف

ہر دائرہ ہو حلقۂ زنجیر پائے حرف
لکھون جو خط شوق مین کچھ ماجرائے زلف

بوسہ لیا جو مینے تو برہم نہ ہو سے جیسے ۔۔۔ طرہ ہی بگڑین آپ تو اور منہ بنائے زلف
مارا ہی مجکو دونون نے سر کی قسم ترے ۔۔۔ مین واسے چشم کھتا ہون دل ہائی ہائی زلف

عالم ہی موج آہ مین زنجیر کا عزیز
پوچھے تو کوئی دل سے مرے ماجرائے زلف

غزل تمیز

سارا جہان ہی اوس ستم ایجاد کی طرف ۔۔۔ اک غم ہی یان فقط دل ناشاد کی طرف
ای گلبدن ترا قد رعنا جو دیکھ لے ۔۔۔ قمری نہ جائے باغ مین شمشاد کی طرف
اللہ رے شوق قتل کہ مقتل مین دمبدم ۔۔۔ خون دوڑتا ہی خنجر جلاد کی طرف
سودا ہی اور نہ خبط نہ دیوانگی مجھے ۔۔۔ مائل یہہ دل ہی ایک پریزاد کی طرف
رسوا کیا یہہ الفت گیسوے یار نے ۔۔۔ خود لیچلا جنون مجھے حداد کی طرف
اس مرغ دل کا شوق اسیری تو دیکھنا ۔۔۔ اوڑکر چلا ہی خانۂ صیاد کی طرف

جب سے تمیز بلبل بے خانمان ہون مین
گلچین اشارہ کرتا ہے صیاد کی طرف

ولہ

تازہ بلا نہ کوئی مرے سر پہ لائے زلف ۔۔۔ ہو جاے دل نہ اپنا کہین مبتلائے زلف
روشن شب محاق بھی ہو جاے وصل مین ۔۔۔ رخسار سے وہ ماہ جو اپنی ہٹائی زلف
اولجھا ہی آپ گیسوے مشکین کے پیچ مین ۔۔۔ دل کا قصور ہی یہ نہین ہی خطائے زلف
بعد فنا کہوگے نہ پاؤگے جب مجھے ۔۔۔ وہ کیا ہوا کہ تھا جو مرا آشنائے زلف
پتھر سے مار مار کے سر پھوڑ دون ابھی ۔۔۔ مجکو شب فراق مین جو یاد آئی زلف

سودائی اونکے گیسوؤن نے عالم کو کر دیا
آہو کیطرح مجکو نہ وحشی بنائے زلف

وحشت مین کہہ رہا ہون طلاطم کو دیکھکر
دریائے حسن مین نہ کہین ڈوب جائے زلف

کاکل کا بل نہ جائیگا تجھسے کبھی تمیز
گو عمر بھر کریگا تو دل سے ثنائے زلف

غزل اخلاص

خاطر کو راہ دیتے ہو بیداد کی طرف
دیکھو کبھی تو اس دل ناشاد کیطرف

جوش جنون نے ساتھ دیا میرا بعد قتل
اوڑتی ہی خاک کوچہ جلاد کی طرف

نکلا مری زبان سے نہ گو شکوۂ فلک
اوٹھتی ہین اونگلیان اسی بیداد کیطرف

گلزار مین جو اوس قد موزون کو دیکھ پائے
نرگس اوٹھائے آنکھ نہ شمشاد کیطرف

تیغ جفائے یار کا ممنون کیون نہون
سب سر بکف ہین اوس ستم ایجاد کی طرف

زنجیر زلف یار کا دیوانہ جانکر
احباب لے چلے مجھے حداد کی طرف

تصویر یار گم ہوئی قاصد کے ہاتھ سے
خط بھیجتا ہون مانی و بہزاد کی طرف

سایہ سا میرے اس دل وحشی پہ پڑ گیا
مائل ہی جب سے ایک پریزاد کیطرف

مژگان یار کا تھا جنون مین مجھے خیال
اوٹھا نہ ہاتھ نشتر فصاد کی طرف

حسرت ہی ایک وار کی مجھ نیمجان کو اور
گردن جھکی ہی خنجر جلاد کی طرف

دل سا عزیز مجھسے جدا تمنے کر لیا
آؤ کبھی تو خانۂ برباد کی طرف

شاید کہ قید زلف سے کرتے ہو اب رہا
اچھا تو ہی خدا ہی اس آزاد کیطرف

رکھتا ہون پاؤن خاک پہ اخلاص شرم سے
جب دیکھتا ہون اپنی مین بنیاد کی طرف

ولہ

خون جگر بہو جو ہوے مبتلائے زلف
اس ماجرائے غم کو سنے ہی بلائے زلف

بستی کو چھوڑ وادی وحشت مین گھر کیا
کیا دل کو ملگئی ہی مرے کیمیائے زلف

اوس رخ کا وصف گر مین لکھون صبح ہو نمود
ہو جائے رات مین جو کہون ماجرائے زلف

کھائے وہ پیچ و تاب تصور مین رات بھر
دیکھے جو ایک بار ترے پیچہائے زلف

پھانسی لگائے شوق سے اپنے گلے مین آپ
عاشق کو ناز ہی جو کبھی تو دکھائے زلف

منہ کو چھپائے شرم سے بدلی مین آفتاب
رخسار سے جو اپنے کبھی تو ہٹائے زلف

چھونا تو کیا سونگھا ئی نہ اوسنے شمیم زلف
اخلاص سے ملے وہ کہین پارسائے زلف

غزل عیش

پھر جاتے ہین جو داد سے بیداد کیطرف
جاتے ہین سر کٹانے وہ جلاد کی طرف

کیا کام ہی جو کوچۂ جانان کو چھوڑ کر
کافر ہون جاؤن گلشن شداد کی طرف

کھل جائے قلعی آئینہ لایا ہی ہاتھ مین
منہ اپنا پھیر دیجیے بہزاد کی طرف

مضمون طبعزاد یہہ ہر دل عزیز ہین
رغبت ہی سب کو اس مری اولاد کیطرف

مونس ہون اسکا عیش مین اور یہہ ہی غمگسار
ہون مین بھی اپنے اس دل ناشاد کی طرف

ولہ

چھو لون مگر یہہ ڈر ہی غضب مین آئے زلف
مجکو نہ اس قصور مین چابک لگائے زلف

اوس رشک گل کے بال ہین عنبر فشان تمام
پھولون مین کیا غرض او سے جو وہ لبسائے زلف

بیوجہ آج بیطرح بکھری ہوی ہی یہہ
الیسا نہ ہو تمھین ہی تمھاری پھنسائے زلف

یون ہی تو خامشی سے مرا گھٹ رہا ہی دم
پھانسی ملے بلا سے کہون ماجرائے زلف

دیکھا ہی ہمنے زہر اوگلتے ہین عمر بھر
پہچان اونکی یہہ ہی جو ہین مبتلائے زلف

شانہ نے بال بال یہہ کین موشگافیان
لیکن ہوے رہا نہ اسیر بلائے زلف

آزاد دو جہان سے جو ہین وحشیونکی طرح
گر حکم ہو تو اونکو ابھی باندہ لائے زلف

بنجائے کلک ہاتھہ مین سنبل کی شاخ عیش
ہی یہہ یقین مجھے جو لکھون مین ثنائے زلف

غزل عاشق

کسدن وہ آئین خستہ و ناشاد کیطرف
شیرین کی طرح لاشۂ فرہاد کی طرف

ایذا قفس کی دل سے جو منظور ہو تو چل
ای مرغ روح خانۂ صیاد کیطرف

دیوانہ کرگئی مجھے کس گل کی بو نسیم
ہوش اوڑ چلے ہین نکہت برباد کیطرف

طوفان بپا زمین پہ ہو گردش مین آسمان
مائل ہون گر مین نالہ و فریاد کیطرف

عاشق کو اپنے ایک حسین پر ہی ناز ہی
دیکھو تو اوسکے حسن خداداد کیطرف

غزل حافظ

آتی ہی جھومتی ہوی باد صبائے زلف
کالی بلا نہ سر پہ مرے کوی لائے زلف

لینا صنم کے بوسۂ رخسار ہون نصیب
شام و سحر خدا سے یہی ہی دعائے زلف

کیونکر بچیگا دام سے صیاد مرغ دل
چھوڑے جو چشم یار تو پھندے مین لائے زلف

مشک ختن کی بو بھی جو سونگھون تو ہی خطا
وہ رشک گل جو آن کے اپنی سونگھائے زلف

اونکے بکھرنے کا مجھے شبکو وصال مین — دہڑکا یہی رہا کہ کہین چھو نہ جائے زلف
قبرون سے اپنی مردۂ صد سالہ جی اوٹھین — پہنچے اگر دماغ مین اونکے ہوائے زلف
اسلام کے ہون پھندے مین پر مجکو ہی یہ خوف — کوڑا نہ مار کر کہین کافر بنائے زلف

میری نظر مین کیون نہ ہو تاریک سب جہان
حافظ اگر وہ اپنی دکھا کر چھپائے زلف

ردیف القاف

غزل منود

نہ فقط ہی خرام یار سے عشق — بلکہ ہی اوسکے رہگذار سے عشق
ہوتی ہی کیون اوڑا کے ہم آغوش — گرہوا کو نہین غبار سے عشق
کنج مرقد ہو جان کر مامن — جیتے جی ہی مجھے مزار سے عشق
ساتھ ہی دفن میرے حشر کے دن — دیکھنا اوٹھیگا مزار سے عشق
ہاے وحشت کہ ہو چلا ہی مجھے — دشت سے انس کوہسار سے عشق
مائل زلف ہی دل پر داغ — گویا طاوس کو ہی مار سے عشق
اونکے نشو و نما سے ہی ثابت — مثل بلبل ہی گل کو خار سے عشق
گردباد ونپہ اوڑکے ٹپکے گا — بعد مردن مرے غبار سے عشق
جوکہ نفس شقی کا مونس ہے — ہی اوسے آستین کے مار سے عشق
ہر گلی کو سمجھتا ہون ہی وہی — جب سے مجکو ہی کوے یار سے عشق

دوست خستم رسل کے ہین منود — کیون نہ ہو دل کو چاریار سے عشق

وله

ہو گیا جبسے کہ دل میرا گرفتار فراق ۔ روح نکلی جاتی ہی یہہ ہی گران بار فراق

لاغر اک طفل برہمن کی جدائی سے ہون مین ۔ کھینچیے اب رگہاے محسوسہ کو زنار فراق

خواب مین بھی وصل کی صورت نظر آتی نہین ۔ ہوتا ہی صبح و مسا ہمکو تو دیدار فراق

روئے روشن دیکھکر آیا خیال روز ہجر ۔ زلف شب گون سے ہوئی یاد شب تار فراق

کہتے ہین مجکو اطبا دیکھکر درکار ہے ۔ شربت وصل اب پئے درمان بیمار فراق

یار کی دولت مین دونون کو ہی رکھتا ہون عزیز ۔ وصل کا مونس بنا ہون اور غمخوار فراق

ہو جدا اوس رشک گلشن سے برنگ عندلیب ۔ جا بنا ہون باغ عالم کو مین گلزار فراق

وصل جانان صبح روز حشر پر موقوف ہے ۔ تیرگی گور ہی مجکو شب تار فراق

روح و قالب کو جو دیکھا کھل گیا ہمکو نمود
مستحق وصل جانان ہین سزاوار فراق

غزل عاقل

پھر ہوا دل کو زلف یار سے عشق ۔ کرتا موذی ہی دیکھو مار سے عشق

آہ سوزان کو تیری فرقت مین ۔ برق سے اور ہی شرار سے عشق

کیسے مرغوب ہین گل نرگس ۔ ہی مجھے چشم انتظار سے عشق

قد جانان کے دہیان مین ہمکو ۔ ہو گیا سرو جوئبار سے عشق

سنکے منصور تیرے افسانے ۔ خود بخود ہو گیا ہی دار سے عشق

دیکھو عاقل ہمیشہ رکھنا تم
اپنے حضرت کے چار یار سے عشق

وله

اوٹھ نہین سکتا ہی مجھسے ضعف سی بار فراق
کاٹ دے تو اے خدا میری شب تار فراق

کونسے محبوب پر فن کی اوڑائی ہی یہ چال
ہی خرام یار سے آنکھون مین رفتار فراق

مجھکو رسوا تو نکر بہر خدا جوش جنون
ہی سر سودا پہ طرہ اپنی دستار فراق

صبر و عقل و ہوش کب کے چلدئیے بیگانہ وار
ایک جان ہمدم تھی وہ بھی ہو گئی بار فراق

جانکو تن کی نہین سر کو نہین پا کی خبر
ہو گیا ہی جبسے دل میرا گرفتار فراق

لے مبارک ہو لہو پینا تری شمشیر کو
آجکل حاضر ہین مقتل مین گنہگار فراق

کہتی ہی وارستگی عاقل نہ ہو گر وصل یار
روز و شب پڑھتے پھرو صحرا مین اشعار فراق

غزل عزیز

جاے دم بھر نہ جان زار سی عشق
خاک چھنواے خاکسار سے عشق

مثل ماہی چھپا کے رکھتے ہین
کف پا کو ہوا وہ خار سے عشق

ہو جو گردش نصیب مین ہر دم
جاے کیونکر دل فگار سے عشق

حور و غلمان پہ مین نہین مرتا
مجھکو واعظ ہی اپنے یار سے عشق

میرے گل کو جو دیکھ لین گلچین
سیکھین سب قمریان ہزار سے عشق

داغ رکھتا ہون عشق گلرو کا
کیون نہ دل کو ہو لالہ زار سے عشق

حلقۂ زلف یون ہی عارض پر
جیسے باہم ہو گنج و مار سے عشق

بوے گل سا نہان رکھون ہر دم
دل مین بیٹھے جو کچھ فرار سے عشق

ملک دل ہو گیا مرا ویران
کوچ کر جاے اس دیار سے عشق

چھوڑ دنیا عزیز کچھہ کرلے
کسی محبوب کردگار سے عشق

ولہ

یار نے جب سے دیا ہی مجکو آزار فراق
یارا اپنا ہی فراق یار مین بار فراق

دم شماری ہی دم آخر تو آکر دیکھہ لے
جانسے جاتا ہی تیرا آج بیمار فراق

ہی لگاے یار کو سینہ سے آغوش خیال
کیون نہ ہون مین جان و دل سے ناز بردار فراق

داغ عشق یار سے یان دل ہی گلچین باغ باغ
وصل گل بلبل کو ہو مین ہون طلبگار فراق

لالہ و گل داغ کھاے دل سے اپنے گرد مین
بلبلونکو خار ہی خندان ہی گلزار فراق

ہیکلی اسکی خلش سے ہی غضب کروہ مین
دل ہی پہلو مین کہ ہی کمبخت اک خار فراق

زور رستمونکو پچھاڑین کھاتے ہمنے دیکھا ہی
جان ہی لی جبسے لیتا دیو خونخوار فراق

حسرت و سوز و الم درد و فغان سب ساتھ ہین
آجکل رہتا ہی اپنا گرم بازار فراق

سحر مین تاثیر ایسی تو نہ دیکھی تھی عزیز
پھٹ گیا دل ہی سنے جسنے یہ اشعار فراق

غزل ایضاً

ہی فقط مجکو ایک یار سے عشق
کیا غرض جو کرون ہزار سے عشق

وعدہ وصل پر بھی آے نہین
ہی مجھے چشم انتظار سے عشق

پیچ کا کل مین آئیو نہ دلا
مار کھاے کرے جو مار سے عشق

کردے صیاد ابتو مجکو رہا
دل بلبل کو ہی بہار سے عشق

ہون مین سودائی زلف مشکین کا
ہی خطا جو نہ ہو تتار سے عشق

اب تو بچھو لاہنین سماتا تمیز
اندنون ہی جو گلعذار سے عشق

ولہ

پہر ہوا میرے دل غمگین کو آزار فراق
پھر کہینگے مجکو سب عالم مین بیمار فراق

خواب وخور کا ہوش ہی مجکو نکچھہ رسوائیکا
ہوگیا ہی جب سے دل میرا گرفتار فراق

جیسے گذرانے ہین کیا ہمنے ایام وصال
عین صحبت مین ہوا پھر ہاے دیدار فراق

رند بیخود ہون نہ میکش ہون کسی خمخانہ کا
نشہ الفت سے ساقی کے ہون سرشار فراق

سر جدا کر دے سبکدوشی مجھے قاتل ہو اب
مین ترے قربان سر سے دور کر بار فراق

وصل مین شکوہ ہزارون کرتے ہین وہ ای تمیز
بھول جائینگے کرونگا گر مین اظہار فراق

غزل عیش

غیر سے کیا غرض ہی یار سی عشق
گل کے عاشق کو کب ہی خار سے عشق

سمجھے آغاز کو نہ یہہ انجام
بڑھ گیا حد اختیار سے عشق

دخت رز بھیجی خم سے شیشہ مین
وا ہی اسکو ہی ننگ و عار سے عشق

زر مس قلب ہوگیا اونکا
ہی جنھین مجھسے خاکسار سے عشق

ہجر اور وصل ہی ہمین یکسان
غم خزان کا نکچھہ بہار سے عشق

عیش ہی خاک آپکی برباد
کیا ہی اوس شوخ شہسوار سے عشق

ولہ

خوب دیکھا پر نہین اب اپنا غمخوار فراق
گوشۂ صحرا ہی ہم ہین اور ہی خار فراق

ای فلک قدرت اسی پر ہی تجھے تو کچھ نہین
پہلے مرجائین ہم آئے پھر شب تار فراق

کوئی جاسکتا نہین اب وان بجز پیک خیال
میرے اونکے درمیان حائل ہی دیوار فراق

جو کہ عاقل ہین نہین مو ذیکو زندہ چھوڑتے
مار ڈالین ہمکو مل جاے اگر مار فراق

حضرت منصور بنکر ہم چڑہین گے بیخطر
امتحان گر ہی تو قایم کیجیے دار فراق

ناوک اندازی کے عالم سبکو دکھلائینگے عیش
پھینکدین گے جب کبھی او لجھے ہوئے خار فراق

غزل حافظ

ہی مجھے اوس ستم شعار سے عشق
نکرونگا کسی نگار سے عشق

حسن و خوبی کو اپنے دیکھہ اوسے
ہوگیا بیطرح سنگار سے عشق

دشت غربت مین ٹوٹے پڑتے ہین
آبلون کو ہی میرے خار سے عشق

کسکے دندان کے اب تصور مین
ہی مجھے ڈر آبدار سے عشق

اونکی زلفون پہ ہوگیا مفتون
کسلیے مین کرون نہ مار سے عشق

عشوہ و غمزہ و کرشمہ و ناز
ہمکو تو ہی انھین دو چار سے عشق

مرغ دل لائین دام گیسو مین
اسلیے ہی انھین شکار سے عشق

مثل منصور گو قصور نہین
کسلیے پھر مجھے ہی دار سے عشق

اوس گل اندام کے سوا ہمکو
ایک سے ہی نہ اب ہزار سے عشق

شہر بھوپال کے سوا حافظ
نکرو تم کسی دیار سے عشق

ردیف کاف تازی

غزل ممنود

نہ فقط ہو جنون گریبان چاک
بلکہ ہو دامن بیابان چاک

جیسے سر سے کتان ہو آئینہ کو
کرتا ہی عکس روئے جانان چاک

تار رگہائے گل سے کیجے رفو
ہی دل بلبل خوش الحان چاک

جامہ زیبی تری قیامت ہے
صبح محشر سا ہی گریبان چاک

ڈھل کے آنسو نکل رہے ہین ممنود
کیا بنی اپنی چشم گریان چاک

وله

گئی دل سے نکلکر لامکان تک
کہو آہ رسا پہنچی کہان تک

ہوا یہہ دوست اک خورشید رو پہ
کہ دشمن ہو گیا ہی آسمان تک

بیان ضعف کو سنہ لاؤن کسکا
تکلم مین نہین چلیتی زبان تک

بھرا یہہ دم کسی جان جہان کا
گری تھک کر مری روح روان تک

گنہ کرنے سے دنیا مین ممنود آپ
کرو پرہیز ہی ممکن جہان تک

غزل عاقل

نہ فقط ہو جنون گریبان چاک
بلکہ ہو دامن بیابان چاک

کون گل پیرہن چمن سے چلا
ہی قبائے گل گلستان چاک

پھٹ گیا ٹکڑے ہو کے دل میرا | تمنے نامہ کیا جو ایجان چاک
جلوہ فرما ہی بام پر جو رو | ہو ردائے نہ ماہ تابان چاک
دست عاقل جو ہے گریبان گیر | دامن دل مرا ہی ایجان چاک

حرف مطلب پڑہا نہ عاقل کا
ورق دل ہوا مریجان چاک

ولہ

نہ آئے وصل مین گر تم یہان تک | نکلجائیگی لب سے میری جانتک
بہار و باغ ہی ساقی پلادے | خدا جانے کہ کیا گذرے خزانتک
خدا جانے کہ دل کسپر فدا ہے | پہنچتا وان نہین وہم و گمانتک

بس اب عاقل بھولا دو عشق خوبان
تمھین احباب سمجھائین کہانتک

غزل عزیز

دھجیان پیرہن ہو دامان چاک | نہ فقط ہو جنون گریبان چاک
زخم سینہ کا میرے گر ٹانکا | دامن دل ہوا دو چندان چاک
کون گل پیرہن ہی گلشن مین | ہو گئے ہین جو گل گریبان چاک
تیرے وحشی کی جب کہچی تصویر | پہنچی ہو کے سوے بیابان چاک
الفت زلف کیا و بال ہوی | مثل شانے کے دل ہی ایجان چاک
عکس رخ سے ہو تیرے مثل کتان | چادر ماہ چرخ گردان چاک
کسکو دنیا مین ہی ثبات عزیز | ایکدن ہو گا چرخ گردان چاک

ولہ

بڑھیگی ناتوانی اب کہانتک — کہ آہ دل نہین آتی زبان تک

کیا ہی عشق نے لاغر یہانتک — اجل پہنچی نہ تیرے ناتوان تک

بھلا کیا سوز دل آئے زبانتک — نہین باقی اس اخگر مین دھوانتک

بیان سوز دل ہوتے کہیں تک — جلے لب کیا نکل آئی زبان تک

قدم رنجہ کرے گر آج دلبر — بچھاؤن فرش آنکھوں سے مکان تک

ادا سے دیکھ لو اکدم شب وصل — کرون صدقہ جگر سے لیکے جان تک

خدارا مثل دل پہلو مین بیٹھو — اوٹھاؤن صدمۂ فرقت کہان تک

کھلا عقدہ نکچھ موے میان کا — گئی بھی ہاے اوس الجھن مین جان تک

عزیزا اپنا نہین قابو ہی دلپر
مین اس وحشی کو سمجھاؤن کہانتک

غزل تمیز

کیا فقط ہی مرا گریبان چاک — پرزے پرزے ہی جیب و دامان چاک

ذکر بیتابی کا ہی جس خط مین — ہو لفافہ وہ ایمری جان چاک

عشق بلبل کا ہی اثر جو ترا — پیرہن ہی گل گلستان چاک

ہاے وحشت تو واے دست جنون — مثل جامہ ہی جسم عریان چاک

اب وہ تاثیر آہ مین ہی تمیز
دم مین ہوجاے چرخ گردان چاک

ولہ

رقیبون نے سکھایا اونکو یان تک | کہ وہ رہنے لگے مجھسے نہان تک
اگر تشریف وہ لائین یہان تک | کرون آنکھونکو فرش اونکے مکان تک
جلایا آتش فرقت نے یان تک | نکلتا اب نہین دل سے دہوان تک
وہ بلبل ہون کہ عشق گلرخان مین | لٹا بیٹھا مین اپنا خانمان تک
زمانہ پھر گیا پھرنے سے تیرے | کہ ہے برگشتہ مجھسے آسمان تک
پس مردن ہزارون نامیونکے | رہے باقی نہ مرقد کے نشان تک
نہین آتا نظر مطلوب اپنا | بہت ڈہونڈا زمین سے آسمان تک
کیا مینے جو ذکر دشت گردی | پڑے ہین آبلے لب سے زبان تک

نہین چھپنے کا ہرگز راز الفت
تمیز اوسکو چھپاؤگے کہان تک

غزل اخلاص

جسکے غم مین ہوا گریبان چاک | اوسکے ہاتھونسے ہوئے دامان چاک
اوسکی صورت ہو جلوہ گر دل مین | کہ ہوا جس سے ماہ تابان چاک
بسمل ہجر تیغ قاتل ہون | دل مین لاکھون ہین زخم خندان چاک
دہن یار دیکھکر ہو جاے | سینۂ غنچۂ گلستان چاک
تیغ بران کے زخم کی صورت | کرتے ہین دیکھو تیر مژگان چاک
خنجر ناز سے بتان فرنگ | کرتے ہین اب دل سلیمان چاک
کسی پردہ نشین کا عاشق ہون | ہو نہ جاے جنون گریبان چاک
وصل کی شب نہ آیا وہ اخلاص | صبح کا ہو گیا گریبان چاک

ولہ

کہون ہین سرگذشت اپنی کہان تک — کہ ہل سکتی نہین میری زبان تک
نہایت ناتوان ہون غم مین تیرے — تو آ بہر خدا مجھ ناتوان تک
ستاتا اتنا نہ میرے دل کو ظالم — کہ پہنچی آہ میری آسمان تک

وفاداری ہوی معلوم اخلاص
گئی وہ بات جو تھی امتحان تک

غزل عیش

جہان وہ ہین مجھے پہنچادو وانتک — نہین تو اونکو لے آؤ یہان تک
نکی اسیر بھی تمنے قدر ستمگر — پچھاؤ دل کیا دی بیٹھی جان تک
ہوے آباد گھر برباد ایسے — کہ باقی بھی نہین اونکا نشان تک
تلافی کیون نہ چاہین آدمی ہین — اوٹھائین ظلم بیجا ہم کہان تک
یہی کہتی ہے اب تو بیقراری — تڑپ کر جا زمین سے آسمان تک

کسی کی جستجو مین ہو کے بیخود
گیا ہون عیش مین تو لامکان تک

غزل حافظ

مجھے وہ دوست بھولا ہے یہانتک — کبھی آتا نہین میرے گمان تک
سناؤن حال فرقت مین کہان تک — کہ غم لانے نہین دیتا زبان تک
نہین باقی ہے ہمکو تاب وطاقت — سہینگے جور تیرے ہم کہان تک
نہ نکلے حد حیوانی سے باہر — اگرچہ پڑھ لے بلبل بوستان تک

لکھون اوصاف جو اوس ماہرو کے
زمین شعر پہنچے آسمان تک

تسلسل زلف کا اوس مست کی دیکھ
ہی پیچ و تاب مین پیر مغان تک

خمیدہ دیکھ اوسکے تیغ ابرو
کہ ہی حسرت مین اب سنگ فسان تک

تری تقدیر برگشتہ ہی حافظ
کہ رخ پھیرے ہی وہ ابرو کمان تک

ردیف اللام

غزل الموود

ضبط لازم ہی نہ آواز نکالے بلبل
بات بگڑی ہوی گلشن مین بنالے بلبل

دیکھے اوس گل کی جو نازک کمر کیا عالم
ہر رگ گل مین نئی شاخ نکالے بلبل

اب بہار آئی نہ پڑ جائے نظر گلچین کی
پردۂ چشم مین ہر گل کو چھپالے بلبل

جھگڑے گلشن مین کرے باد خزان نے پیدا
روٹھی جاتی ہی بہار آکے منالے بلبل

سوز نالہ ہی یہانتک کہ چمن مین گل پر
قطرے شبنم کے ہوے جاتے ہین چھالے بلبل

باغ عالم مین کبھی ہرگز یہ سما سکے نہین
دل کے ارمان چمن مین نہ نکالے بلبل

زندگی رو کے کٹی عشق مین اوس گل کے الموود
چار آنسو تو غم گل مین بہالے بلبل

وله

اہل نظارہ ہوے جاتے ہین بسمل قاتل
دیکھنا بن گیا عارض پہ ترے تل قاتل

پھر گلگشت چمن جاتا ہون بے یار مجھے
ہو نہ جائے کہین آواز عنادل قاتل

شیفتہ زلف کی زنجیر کے کہتے ہین اسے
روح کے ساتھہ چلا شور سلاسل قاتل

ہی وفور آپ کا اسطرح کہ آتا ہی نظر
گھاٹ شمشیر کا دریا کا ہی ساحل قاتل

خنجر یاس سے یہہ سر تین کرتا ہی شہید
سینہ مقتل ہی مرا اور مرا دل قاتل

کافی عبرت کو تری دیدۂ قربانی ہے
دیکھہ او چشم کہ ہی دید کے قابل قاتل

ہون وہ بیخود کہ مجھے خوف ہی مقتل مین نمود
ہو نجائے اثر خون سے غافل قاتل

غزل عاقل

فرقت گل مین نکر سوز کے نالے بلبل
پڑ نہ جائین تری منقار مین چھالے بلبل

سرخرو آتش الفت سے ہین ہر چند مگر
شب ہجر انکی سیاہی سے ہین کالے بلبل

فصل گل آتے ہی ہوگیا قفس تجکو نصیب
گلشن عیش کی کچھہ خاک اوڑالے بلبل

حسن گل کا تو بیان تو نے سنایا لیکن
میرے گلرو سے ذرا آنکھہ ملالے بلبل

غنچے کھلتے ہین نسیم سحری چلتی ہی
تو بھی آ جمع ہین سب دیکھنے والے بلبل

کس روش سے روش باغ پہ پھرتا ہی گل
فرش آنکھون کا لب جو تو بچھالے بلبل

جا چکی فصل بہاری بھی خزان آئی ہے
آشیان باغ سے اب اپنا اوٹھالے بلبل

عشق طفلی سے ہی عاقل کو بقول اوستاد
طائرون کا جو ہوا شوق تو پالے بلبل

وله

رخ پر نور پہ آیا نہ ترے تل قاتل
حبشی ملک حلب کا ہوا عامل قاتل

چھوڑ کر ہمکو چلا کسلیئے بسمل قاتل
اپنے کشتون مین تو کر ہمکو بھی شامل قاتل

وصل کا لطف نہ ہوگا ہمین حاصل قاتل
لب سے لب تا نہ ملے دل سے ملے دل قاتل

حاجت تیغ و تبر ہے نہ ہی ناوک درکار
ہو چکا تیر نظر کا ترے بسمل قاتل

حشر مین پیش خدا دیکھنا کشتے تیرے
قبر سے کہتے اوٹھین گے یہی قاتل قاتل

تیرے عشوون نے غضب ڈہایا ہے اک عالم مین
شیفتہ تجہپہ نہ تنہا ہوا عاقل قاتل

غزل عزیز

باغبان خار نہ آنکھون مین چھپالے بلبل
توڑ لو پہول ذرا باغ سے جالے بلبل

شاخ گل پر کبھی گلچین جو بٹھالے بلبل
پھولے ایسے کہ چمن سر پہ اوٹھالے بلبل

سر نہ ٹکراتی پھرے کنج قفس مین کیونکر
قید مین خاک پر و بال سنبھالے بلبل

موسم گل ہی مین کی ہاے ستمگر نے اسیر
بدلا صیاد سے تیرا ابھی خدا لے بلبل

پیش گل خوب ہے نالے اوسے کر لینے دے
باغبان آج تو ارمان نکالے بلبل

پھر کہان گل ہین کہان باغ کہان باد بہار
اس قفس سے تجھے اللہ بچا لے بلبل

دید گل کے لیے کانٹون مین پھنسی ہی جاکر
پھوٹ جائین ترے چھل چھل کے نہ چھالے بلبل

جذب صیاد کو اتنا تو قفس مین دکھلا
شاخ گل کھینچ کے آہون سے جھکا لے بلبل

بیتا بیتا ترے نالون سے پھونکا جاتا ہے
کہتی سوسن ہی زبان اپنی نکالے بلبل

موسم گل نے لگائی ہی چمن مین آتش
اپنے دو تنکے نشیمن سے اوٹھالے بلبل

پھونکدے موسم گل مین جو قفس کو وہ عزیز
پھر تو صیاد بھی آنکھون مین بٹھالے بلبل

ولہ

پاؤن پڑوانے سے کیا ہی تجھے حاصل قاتل ایک ہی ہاتھہ کا ہی ابتو یہہ بسمل قاتل
یاس و حسرت جو ٹپکتی ہی لہو کی صورت خون مین کس کشتہ کے ڈوبے ہین انامل قاتل
چلدئیے شوق شہادت مین جو ہم دنیا سے دامن گور سے چلائین گے قاتل قاتل
بحر ہستی سے لگایا ہی کنارے دم مین گھاٹ تلوار کا تیرے ہوا ساحل قاتل
قتل کرکے پی بوسہ رکھی لب پر شمشیر چشم بد دور رہی کتنا مراعادل قاتل
مرغ بسمل کی طرح ہوتا ہی رقص عشاق قتلگاہ شہدا ہی تری محفل قاتل
آکے پیکان سیہ تاب ترے ناوک کا ہوگیا چشم تمنا کا مری تل قاتل
کردیا ہی جگر و سینہ کو پارہ پارہ سیر سے پہلو مین ہی میرا دل بسمل قاتل
منہ سے بلوانے کی تدبیر دم نزع یہ ہی آب خنجر ہو گلو مین مرے داخل قاتل
دخل ہی پیک صبا گر دکو اوسکے پیچھے شوق دل ہی مرے مکتوب کا حامل قاتل
قتل کرکے پی تشہیر بھی کی ہی تاکید کون کہتا ہی کہ طفلی سے ہی عاقل قاتل

ناتوان ہجر مین ایسا ہی عزیز بے دل
قطرۂ اشک ہوا سینہ کا ہی سل قاتل

غزل لمتیز

کرتی ہی میری طرح باغ مین نالے بلبل آنکھہ سے اشک کا دریا تو بہالے بلبل
ظلم پر باندہی ہی صیاد نے اب کسکے کمر آشیان باغ سے تو اپنا اوٹھالے بلبل
سیر گلزار کو جاتا ہی وہ ای باد صبا کہدے گل رو پہ مرے آنکھہ نہ ڈالے بلبل
زندگی تھوڑی ہی اور عشق کا قصہ ہی بہت کبھی ارمان بھلا اپنا نکالے بلبل
نکہت گل سی ہوی ہی جو چمن مین بیہوش دل خود رفتہ کو اب اپنے سنبھالے بلبل

پہچہے فصل بہار مین جو چاہے کر لے ہو گا آخر تو خزانکے ہی حوالے بلبل

شاہد گل کو تب آغوش مین پائینگے تمیز
اپنی ہستی کے نشان کو جو مٹالے بلبل

ولہ

کاٹ لے سر تو مرا چھوڑ نہ بسمل قاتل گر شہیدون مین خدا را مجھے داخل قاتل
جب سے ہون ابرو کے خمدار پہ مایل قاتل ہو چکا تیر نظر کا تری بسمل قاتل
آب شمشیر پلا دے تو دم ذبح مجھے رہ نجائے کہین پیاسا ترا بسمل قاتل
قتل مقتل مین کئے تیغ نگہ سے لاکھون مین ہی کیا ایک نہتھا قتل کے قابل قاتل
دہن زخم سے آتی ہی یہ بسمل کے صدا لب شمشیر کے بوسون کا ہون سائل قاتل
آئی کیسی یہ تمنائے شہادت دل مین سر کپٹ پھرتا ہون کہتا ہوا قاتل قاتل
کوے قاتل مین پئے قتل لیئے جاتا ہے اب مرے حق مین ہوا ہی یہ مرا دل قاتل

تیغ ابرو کی طرح کہتا ہی ہر دم یہ تمیز
کون اس تیر نگہ کا نہین گھایل قاتل

غزل اخلاص

شب فرقت کے سنے میرے جو نالے بلبل ایک نالہ کبھی دل سے نہ نکالے بلبل
اب کوئی دم مین خزان کا بھی گذر ہوتا ہی ایک دم گل کو تو چھاتی سے لگالے بلبل
بچ کے رہنا تو ذرا آتش گل سے ورنہ پڑ نجائین تری منقار مین چھالے بلبل
کہدو ساقی سے چمن مین کہ پئین گے چھپ کر گل کے دھوکے مین نہ ساغر کو اوٹھالے بلبل
وصل گل کا نہین ہوتا ہی میسر اخلاص الفت گل مین جو دل کو نہ جلالے بلبل

وله

کیا کریگا تو بھلا لیکے مرا دل قاتل | کرچھین زخم سے خالی کہین اک تل قاتل

کرلیا جب سے مجھے زلف کا مایل قاتل | پڑ گئین پاؤن مین اوسد لفنے سلاسل قاتل

زخم دل پر مرے مرہم نہ لگایا تونے | اور تڑپتا ہی رہا تیرا یہہ بسمل قاتل

بار رہا تیز کیا خنجر برّان تونے | کیا سمجھہ بیٹھا ہی سینہ کو مرے سل قاتل

خوب اخلاص کی مٹی کا بنایا تو وہ
کیا نشانون ہی کے سمجھا اسے قابل قاتل

غزل عیش

الامان ابتو ہی مقتل تری محفل قاتل | پالنے وانتک ہین بہت زخمی و بسمل قاتل

عید قربان ہی گلے سے میرے آمل قاتل | ملکے تو مار کہین تا تجھے عاقل قاتل

جائینگے معرکہ عشق مین بے خوف وخطر | بے کلیجے ہین نہین رکھتے ہین ہم دل قاتل

سہل بھی ہمکو تو دشوار نظر آتا تھا | تیری امداد سے آسان ہوی مشکل قاتل

یون قدم اوٹھتے تھے جسطرح چلے ہی مقراض | جب وہ کرتا تھا کبھی قطع منازل قاتل

جائیے بے سر دیئے سودا شہادت کیونکر | جن چڑھا ہو تو اوتارے کوئی عامل قاتل

طبع نازک مری اسکی متحمل نہین اب | سایہ تیغ دو دم جسم پہ ہی سل قاتل

بوسلے منہ دیکھکے آئینہ شمشیر مین وہ | کوئی دنیا مین نہین سیرا مقابل قاتل

عیش کو ہجر مین بھاتی نہین سیر مہتاب
بے رخ یار ہی اوسکا مہ کامل قاتل

غزل عاشق

طعنہ زن مجھپہ عبث ہین ترے نالے بلبل
آتشین رخ کو چمن مین ہے گلرو کے نہ دیکھہ
مین جو کہتا ہون کہ بلبل ہون ترا اے گلرو
ناصحا یار سے ملنے کو مجھے منع نہ کر
طوق قمری کی طرح چھوڑ ہے پہنا کر گل کو

گل کی صورت تو مرے گل سے ملا لے بلبل
ورنہ پڑ جائین گے دل مین ترے چھالے بلبل
وہ یہہ کہتے ہین بہت ہمنے ہین پالے بلبل
کسطرح الفت گل دل سے اوٹھا لے بلبل
دیکھے اے گل جو ترے کان کے بالے بلبل

وصل کہتے ہین اسے باغ جہان مین عاشق
لبس مین بلبل کے ہو گل کے حوالے بلبل

ولہ

سخت جا نونکو نہین وصل سے حاصل قاتل
جبسے یہہ دل ہی تری شکل پہ مایل قاتل
رکھتا ہی آٹھہ پہر خنجر ابرو کا خیال
ہر رگ تن تری تلوار کا دم بھرتی ہے

غم تو دل مین ہی یہہ سینہ ہی مرا سل قاتل
نہین نظرون مین سماتا مہ کامل قاتل
ہی مرے جان کے حق مین یہہ مرا دل قاتل
مرتے دم بھر خدا مجھسے گلے مل قاتل

چھد گیا ناوک مژگان سے جگر عاشق کا
جب ہوا مین تری آنکھونکے مقابل قاتل

ردیف المیم

غزل طرفہ

آ کجا پہنین گے تجکو او دل ناشاد ہم
ہائے فرقت مین ستم کرنے لگی فصل بہار

ہین ہجوم آرزو سے مورد بیداد ہم
گل کو خندان دیکھکر کرنے لگے فریاد ہم

چاک دامن ہو تو ہو ٹکڑے سے گریبان جنون / ہاتھ چلتا رہی وحشت مین تجھے کام سے کام

چھیڑکر زلف کو نکلا تو پھنسا زلف مین جا / طائر دل کو پڑا اوڑتے ہی کیا دام ہی کام

راہ مین تیری کرین گے سر شوریدہ فدا / ہمکو آغاز سے ہی عشق مین انجام سے کام

یاد مین تیری شب و روز پھرا کرتا ہون / چین سے کچھ نہ سروکار نہ آرام سے کام

اوسکے اولجھے کبھی سلجھے نہین دیکھے ہین عزیز
یا الٰہی نہ پڑے زلف سیہ فام سے کام

غزل تمیز

شاد رہوین وہ بلا سے گو رہین ناشاد ہم / بھول بیٹھے وہ نہین کرتے ہین اونکو یاد ہم

فصل گل مین بھی رہائی دی نہ جب صیاد نے / گل کو خندان دیکھکر کرنے لگے فریاد ہم

قتل کرنا ہو تو کرتا خیر اب لازم نہین / سر بکف مقتل مین کب سے بیٹھے ہین جلاد ہم

قد گلرو سے کرے گلزار مین گر ہمسری / سینکڑون شاخین نکالین تجھ مین ای شمشاد ہم

بعد مردن کیا اوڑائیگی ہماری خاک تو / ای صبا دست فلک سے ہو چکے برباد ہم

عالم گریہ مین ہچکی آئی تو کہنے لگے / مرحبا یادش بخیر اونکو ہوے اب یاد ہم

خط کے آتے ہی ہوے طالب غلامی خط کی وہ / ہی یقین اب تو نہ ہونگے عمر بھر آزاد ہم

ظلم جو چاہو کرو ہم پر نہین مانع کوئی / آخرش پائین گے محشر مین خدا سے داد ہم

تم نہ بولوگے تو کیا ہوگا کسی گلرو سے دل / کر ہی لینگے اس دل ناشاد کو اب شاد ہم

رفتہ رفتہ ہو گئے مشتاق ایسے عشق مین / پہلے تھے شاگرد اس فن کے ہین اب استاد ہم

اونکے پھرتے ہی زمانہ پھر گیا ای تمیز
بیکسی مین کس سے چاہین ایخدا امداد ہم

ولہ

کون بلبل کو نہین عارض گلفام سے کام
کونسے دل کو نہین اپنے دلارام سے کام

دل مخمور کو ہی بادۂ گلفام سے کام
یہہ وہ شیشہ ہی کہ رکھتا ہی سدا جام سے کام

بے ترے سونی ہی مے نوشونکی محفل ساقی
ہوش شیشہ کا کسی کو ہی نکچھہ جام سے کام

نالۂ دل کو سمجھتے ہین وہ قلقل کی صدا
بزم ساقی مین جو رکھتے ہین سدا جام سے کام

زلف و عارض کے تصور مین ہون بیخود یہانتک
کچھہ مجھے صبح سے مطلب ہی نہ ہی شام سے کام

بخت برگشتہ کو تو دیکھہ نجومی میرے
کب تلک رہویگا اس گردش ایام سے کام

فصل گل دیکھہ کے گلشن مین نجا ای بلبل
کہین پڑ جاے نہ صیاد کے ابرام سے کام

جنسے ذرات کی صحبت تھی تمیز اونسے
نکلا اپنا نہ کبھی نامہ و پیغام سے کام

غزل اخلاص

ظلم کی تیرے کہان لیجائینگے فریاد ہم
بس ترا دامن پکڑ کر لینگے قاتل داد ہم

نشۂ عشق بتان مین اسقدر مخمور ہین
شربت غم پی کے رہتے ہین ہمیشہ شاد ہم

یہہ گلا حاضر ہی تو تیغ ستم سے کاٹ لے
شوق سے گردن جھکائے دیتے ہین جلاد ہم

ساقیا عشرتکدہ سی اپنی جو کچھہ ہو سو لا
کنج مرقد مین تجھے پھر کیا کرین گے یاد ہم

اسقدر دلبر اوٹھائی ہین جفائین ہجر مین
سہتے سہتے بن گئے ہین آہن و فولاد ہم

حسرتین دنیا کی ای اخلاص مٹنا ہی محال
قید ہستی سے نہ ہولین جب تلک آزاد ہم

ولہ

کرتا ہی ظالم نئے انداز سے جور و جفا
اب وفا کا بھی کوئی عالم کرین ایجاد ہم

آمد و شد پر نفس کی مصقلونکا ہی گمان
کیون نہ سمجھین ان کو آب آئینہ فولاد ہم

وہ مآل اندیش ہین آغوش مادر مین لحود
یاد آغوش لحد سے کرتے تھے فریاد ہم

ولہ

یون زبان کو مری اللہ کے ہی نام سے کام
جسطرح حرف کو ہی کا غذ ارقام سے کام

ہی مجھے کوچۂ محبوب دلارام سے کام
اور ہی صحبت رندان می آشام سے کام

جلوہ صورت کا نظر آسے جو عقبی دیکھین
اسکو دنیا مین پڑا ہمکو ترے نام سے کام

ہر قدم منزل مقصود دکھاتا ہی مجھے
جادہ عشق مین لیتا ہون یہہ ہر گام سے کام

یاد کرتا ہون لحد کے جو مصائب مین لحود
یون کوئی کہتا ہی تجکو تو ہی آرام سے کام

غزل عاقل

کسطرح ہون رنج فرقت سے بھلا آزاد ہم
اونکو بھولے سے کبھی آتے نہین جب یاد ہم

کوہ و صحرا مین بھٹکتے پھرتے ہین جون گرد باد
بنگئے فرقت مین تیری قلیس ہم فرہاد ہم

شمع سان ہم جلگئے پردہ سے دکھلا یا رخ
جاکے محفل سے تمھاری کیا کرین گے یاد ہم

قمریان کہتی ہین یون اوس سرو قد سے باغ مین
ٹھوکرون مین اب اوڑا دینگے سر شمشاد ہم

پرجو نوچے ہی ہوا پر سوے گلشن چھوڑ دے
آرزو رکھتے ہین اتنی دل مین ای صیاد ہم

اوڑکے پہچینگے ہوائے شوق مین وان شل کاہ
چاہتے تجھسے نہین باد صبا امداد ہم

ضبط نالہ ہی فقط تیرے مزاج تند سے
شل خس ورنہ قفس تک پھونکدین صیاد ہم

ایکدم جاتا نہین جز یاد ابروے صنم
سوتے ہین سینہ پہ رکھکر خنجر فولاد ہم

دم مین عالم کو تہ و بالا کرین عاقل مگر
تا بہ لب آنے نہین دیتے کبھی فریاد ہم

ولہ

یا الٰہی نہ پڑے قاتل خود کام سے کام
جسکو جز قتل نہین اور کسی کام سے کام

روز و شب سوزش فرقت مین بسر کرتی ہین
دن سے مطلب نہین کچھ ہمکو نہ کچھ شام سے کام

اشک پیتے ہین غم دیدۂ میگون مین ترے
شیشۂ مل سے سروکار نہ کچھ جام سے کام

کشتۂ ناز و ادا ہین ترے اے رشک پری
سر بکف بیٹھے ہین در پہ نہین کچھ نام سے کام

دیکھ عاقل نہ کہین زلف صنم کو چھونا
طائر دل کا خدا ڈالے نہ اس دام سے کام

غزل عزیز

کچھ تو آخر جانتے ہین عشق کی بنیاد ہم
اسلیے کرتے نہین اے دل کبھی فریاد ہم

شاد ہم ناشاد ہم پابند ہم آزاد ہم
گل بھی ہم غنچہ بھی ہم گلچین بھی ہم صیاد ہم

چیر کر پہلو کو جب سے چلدیا سوے صنم
دمبدم اے دل تجھے کرتے ہین کیا کیا یاد ہم

ہو کے عاشق سبز خط کے مٹ گئے ہین یکقلم
ہو گئے گویا تختۂ مشق ستم ایجاد ہم

باغ مین کہتا ہی تن کر سرو قد وہ اے عزیز
ٹھوکرون مین لو اڑاتے ہین سر شمشاد ہم

ولہ

دل سے جیتا ہی مرے جسم کا آرام سے کام
کون شیشہ ہی بھلا جسکو نہین جام سے کام

رند مشرب کو نہین ننگ سے اور نام سے کام | رات دن اوسکو تو ہی کوے دلآرام سے کام

ہو گئین جب سے مری اور تری چار آنکھین | پڑ گیا آہ مجھے گردش ایام سے کام

دسترس ہو تو دلا لون مین تری خاطر سے | ساقی ماہ وش و ساغر گلفام سے کام

جسکے آغاز مین پیدا ہو ندامت اے دل | خاک نکلے گا بھلا اوسکے پھر انجام سے کام

دیکھے دل کیا ہی پشیمان ہوا ہی اخلاص
حق نہ ڈالے کبھی ایسے بت خود کام سے کام

غزل عیش

واہ کیا خوب جو نکلا نہین دشنام سے کام | تہمتین باندہ کے اب لیتے ہو الزام سے کام

غم نہین عشق مین گر مٹ گئے مشہور ہوے | کچھہ غرض ہمکو نشان سے نہین ہی نام سے کام

اور کے ہاتھہ بکین مفت ملین ہم جسکو | یون جو ٹھیرے تو نہین اپنے ہمین دام سے کام

پھر وہی عیش گذشتہ کے ہون سامان وہی ہم | ضد پہ آجائین جو لین گردش ایام سے کام

ہو نجائے کہین راز اپنا کسی پر ظاہر | مصلحت یہہ تھی لیا ہمنے نہ پیغام سے کام

ہون وہ کب دیکھئے بن ٹھن کے سنور کر فارغ | صبح سے شام تلک تو رہا حمام سے کام

گرچہ افتادہ ہون پر حوصلہ عالی ہی مرا | در پہ سر ہی تو نگاہون کو ہی اوس بام سے کام

سایۂ یار سے اور زلف معنبر سے ہی انس
عیش حیران کو نہین اور کسی شام سے کام

غزل عاشق

کھاے بیٹھے ہین جب جگر پہ خنجر جلاد ہم | نیشتر سے اور بسمل ہونگے ای فصاد ہم

کھینچتے ہین رات دن اک حور پیکر کی شبیہ | آجکل گویا ہین رشک مانی و بہزاد ہم

گریہ بلبل پہ ہنستے تھے اب ایسا گل کھلا
گل کو خندان دیکھکر کرنے لگے فریاد ہم

جبسے مجھہ عاشق کو وہ بھولا ہوا ہی بیوفا
اسلئے ہر وقت کرتے ہین خدا کو یاد ہم

غزل حافظ

دوستو جب سے پڑا اوس بت خود کام سے کام
دل کو کچھہ عیش سے مطلب ہے نہ آرام سے کام

تیرے ابرو کا اشارہ تو فقط کافی ہے
خواہش خنجر بران ہی نہ صمصام سے کام

قصۂ عشق بتان ہم نہ سنین گے ہرگز
اسکے آغاز سے مطلب ہی نہ انجام سے کام

ہجر دلبر مین ہی دن رات برابر ہمکو
صبح ہونے کی تمنا ہی نہ کچھہ شام سے کام

رشتۂ زلف کا پابند ہوا طائر دل
پھر بھلا کیا رہا صیاد ترے دام سے کام

آدمیت بھی کوئی شی ہی بھلا سوچو تو
ہم دعا دیتے ہین اور تمکو ہی دشنام سے کام

چشم میگون کی محبت نے کیا یہہ مدہوش
جسکے باعث نرہا مجکو مئی و جام سے کام

زلف و رخسار کا اوس بت کے تصور جو بندھا
رات دن ہمکو رہا صدمۂ و آلام سے کام

بعد مدت کے ہوا طالع حافظ بیدار
یا خدا پھر نہ پڑے گردش ایام سی کام

ردیف النون

غزل محمود

وہ ساقی ہین رند قدح خوار مین ہون
خرابات عالم مین ہشیار مین ہون

اشارہ نہین آنکھہ اوسکی کہتی ہی مجھسے
کہ نرگس کی مانند بیمار مین ہون

محب و شفیق و انیس آپ ٹھہرے ستمگار مین ہون دل آزار مین ہون

مداوات سے تنگ آئے معالج ؁ شفا جو نپائے وہ بیمار مین ہون

لمود اب زبان قلم کہتی ہی یون

کہ مانند نیسان گہربار مین ہون

ولہ

وہ بت خدا کا مظہر قدرت اگر نہین کیون اوسکے جسم صاف مین موے کمر نہین

جس گل کو خط لکھون ہون وہ نازک مزاج ہے قاصد جہان بغیر نسیم سحر نہین

مرتا ہون ہاے عشق بتان فرنگ مین جز حضرت مسیح کوئی چارہ گر نہین

یان داغہاے دل ہین شگفتہ برنگ گل ہی وہ چمن کہ دخل نسیم سحر نہین

ہوا ایسا انبیا مین شفیع الامم لمود ؁

کوئی بھی غیر حضرت خیر البشر نہین

غزل عاقل

وہ ساقی ہین رند قدح خوار مین ہون مسیحا ہین گر وہ تو بیمار مین ہون

بہار و خزان چمن ہین بہم بجا ہی کہ تم گل ہو اور خار مین ہون

چھپوا ہی جو سودا مین گیسو کو سینے نہ شانے سے اولجھو خطاوار مین ہون

زمانہ مین مشہور ہون کیون نہ ہم تم جفاکار تم ہو وفادار مین ہون

ہی عاقل کی ہر دم دعا تجھسے یارب

تو غفار ہی اور گنہگار مین ہون

ولہ

بزم عدو مین جب کہ ہمارا گذر نہین
سن لیجیو مفسدو نکے تو نیر بھی سر نہین

سینہ پہ ہاتھ رکھہ کے ذرا دیکھہ قاتلا
پہلو مین دل نہین ہی کہ بر مین جگر نہین

میدان معرکہ مین دم قتل قاتلا
جنبش مین مثل شمع کے ہونیکا سر نہین

چھلون کا داغ کھاے نہ بوسہ ملے کبھی
شاید مرے نصیب مین گل ہین ثمر نہین

ہر دم خفا ہی رہتے ہین بیجرم بے سبب
اگلی سی اونکی عاقلا تجہپر نظر نہین

غزل عزیز

بدل عشق قد کا خریدار مین ہون
وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون

کیا اوسکو ایسا رقیبون نے برہم
وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون

جفا و ستم ہین نہ کیا کیا اوٹھاے
وفا کا بھی تیرے سزاوار مین ہون

کسی دن تو ظالم دکھادے وہ صورت
کہ راتون ترے غم سے بیدار مین ہون

سبکدوشی کیجو تو اپنے کرم سے
گناہون سے یارب گرانبار مین ہون

کبھی تو ادھر بھی نگاہ تلطف
فدا دل سے مین ہون طلبگار مین ہون

عزیز آب نہ آئیگا دم مین تمھارے
جو پیمان شکن تم تو ہشیار مین ہون

ولہ

مین داغ دلپہ کھاتا ہون تمکو خبر نہین
شاید مرے نصیب مین گل ہین ثمر نہین

خوبی کو تیری کون بھلا پاے خلق مین
ہم رتبہ آفتاب نہین ہی قمر نہین

پریان پرے جماے ہین حورین بھی گرد ہین
عالم مین کوئی تمسا بھی ایجان بشر نہین

کوچہ مین اوسکے پہونچون مین کسطرح ای صبا
ضعف فراق یار مین جان وجگر نہین
کرتا ہی بیگناہون کو ظالم جو روز قتل
تجکو ذرا تو پاس خدا کا بھی ڈر نہین
اشکون مین لخت دل بھی ہم ملکے آئی ہین
تھمتی جو ایکدم بھی مری چشم تر نہین

پہونچو گے کیسے منزل مقصود پر عزیز
کچھ بھی تمھارے پاس تو زاد سفر نہین

غزل تمیز

وہ کہتے ہین خوبون مین سردار مین ہون
شہ عاشقان کہہ سزاوار مین ہون
شفا اونکے دیدار پر منحصر ہی
وہ عیسی نفس ہین تو بیمار مین ہون
وہ آتے نہین گر تو آئی اجل ہے
کہ اب ایسے جینے سے بیزار مین ہون
گرانبار ہون باعث ضعف یا تنگ
کہ نظرون مین اونکی سزاوار مین ہون
وہ مالک ہی میرا مین ہون اوسکا بندہ
وہ غفار ہی اور گنہگار مین ہون

تمیز آج مسرور ہی اونسے ملکر
جو کہتا تھا کل تک کہ غمخوار مین ہون

ولہ

کیون عزم اونکا آج ہمارے ادھر نہین
باعث ہی کیا کہ ماہ رواب جلوہ گر نہین
بلبل کی طرح کہتا ہون گلشن مین دوستو
شاید مرے نصیب مین گل ہین ثمر نہین
رعشہ فلک کو نالہ سے میرے ہی اب تلک
مشہور تھا کہ آہ مین میری اثر نہین
ایسی تو چشم پوشی نہ لازم تھی آپکو
مدت سے اب تو آپکی مجھپر نظر نہین
قاصد زبانی کہیو کہ مہجور آپ کا
مرتا ہی لیکن آپکو اوسکی خبر نہین

وحشت مین نامہ لکھا ہی دل تھام تھام کر
پر کیا کرون کہ آج کوئی نامہ بر نہین

انداز دلبری کے نزاکت مین حسن مین
ثانی جہان مین آپکے کوئی بشر نہین

دیکھے ہی اونکے عارض و کاکل کو جو تمیز
اوسکی نگہ مین وقعت شام و سحر نہین

غزل اخلاص

تو ستار ہی اور گنہگار مین ہون
تو غفار ہی اور خطاوار مین ہون

تو خالق ہی میرا مین بندہ ہون تیرا
مین عاجز ہون ناچیز ناچار مین ہون

عطا کر دے مجکو تو اپنی محبت
زمانہ کی الفت سے بیزار مین ہون

خدا اسکے لئے گر کوئی مانگ بیٹھے
تو سر اپنا دینے کو تیار مین ہون

مجھہ اخلاص کو بخش دیجو الٰہی
ہوا و ہوس مین گرفتار مین ہون

ولہ

وہ کون شی ہی جسمین کہ تو جلوہ گر نہین
کس دل مین تیر عشق کا تیرے اثر نہین

کھینچے گی میری آہ رسا اوسکو یان تلک
وانتک اگرچہ باد صبا کا گذر نہین

مین مست چشم ناز ہون تیرا ہی ساقیا
ہی کیا ضرور بادۂ و ساغر اگر نہین

بیزار کسلئے ہی صنم مجھسے بے سبب
مین فتنہ گر نہین ہون مین ایسا شرر نہین

اخلاص شکر ہی جو گذرتی ہی اندنون
ای آہ جب برین وہ رشک قمر نہین

غزل عیش

شکوه نہین جو وه مری لیتے خبر نہین ہے
سودا نہین جنون نہین کچھہ درد سر نہین

ایسے کہان ہین ہم کہ بھرا ہم مین شر نہین
لیکن کسی کو ہمسے پہنچتا ضرر نہین

آئے ہین بیخودی مین عدم سے جو ہم یہان
بھولے ہوے ہین یاد ہمین اصل گھر نہین

غرّه بہت ہی اونکو جو ہین صاحب کمال
مین اس سے ہون بری کہ کچھہ آتا نظر نہین

اندھیر ہی جہان نہین معلوم ہون کہان
اسکا سبب یہہ ہی کہ وه پیش نظر نہین

کہتے ہو تم کہ ہی تری باتون کا دلپہ نقش
رکھیگا یاد قول مرا بے اثر نہین

رکھتی ہی سیر مجکو قناعت جو مجھہ مین ہی
مفلس ہون پر کسی سے مین خواہان زر نہین

بھرتا نہین ہی جو دل پر داغ آه سرد
جلتی مرے چمن مین نسیم سحر نہین

گھر مین ہمارے رنگ ارم خانہ باغ ہی
ہی اسکا داغ یار کے قد کا شجر نہین

گستاخ ہو کے ہوگئے بیباک ایسے آپ
ہم کیا ہین اب تو تمکو خدا کا بھی ڈر نہین

سچھا ہا کیا ہی زخم کے انگور سے جدا
ای عیش پھول توڑ لیا ہی ثمر نہین

غزل عاشق

وه کون شی ہی جس مین کہ تو جلوه گر نہین
کس دل مین تیرے عشق کا ہیجان اثر نہین

مجکو بہا کے اشک نے پہنچا یا یار تک
باقی رہا جو نالۂ دل مین اثر نہین

ناسور تیر عشق کا رکھتے ہین دل مین ہم
وه گھر ہی بے نشان ہی جسمین کہ در نہین

وه جان بلب ہون مین کسی قاتل کے ہجر مین
سینہ مین دم تو پہلو مین دل اور جگر نہین

عاشق جہان آنکھون مین اندھیر ہوگیا
جسدن سے میرے پاس وه رشک قمر نہین

غزل حافظ

اوس بیخبر کو حیف ہماری خبر نہین ہے
فریاد و نالہ کرتے ہین لیکن اثر نہین

مین بھی وہی ہون تو بھی وہی ہی لیک کس لئے
پہلی سی تیری مہر کی مجھپر نظر نہین

مرغ خیال زلف پریشان کی فکر مین
پرواز کسطرح سے کرے بال و پر نہین

ست ایسی پھیر دی ہی تمناے دید نے
ہم اونکو دیکھتے ہین اودھر وہ جدھر نہین

ہر ضرب کی ہی روک زمانہ مین کچھ نہ کچھ
لیکن تمھاری تیغ نگہ کی سپر نہین

آمادۂ فساد ہین محفل مین اونکی غیر
یہ خیر ہی کہ یار کو منظور شر نہین

ہو جائے جسپہ اونکی عنایت زہے نصیب
دشمن کی دشمنی سے پھر اونکو خطر نہین

آمد ہی ای صبا کسی گلرو کی باغ مین
عشاق کے ہجوم سے جو رہگذر نہین

ہم ڈھونڈتے ہین اونکو جہان مین اودھر اودھر
ملتا نشان یار مثال کمر نہین

کیا کیا نہ ہوتے جوہر طبع رسا عیان
حافظ مگر زمانہ مین قدر ہنر نہین

ردیف الواو

غزل محمود

عرق مین ہی یہ تن یار باوفا کی بو
کہ بوے گل سے بھی خوشبو ہوی قبا کی بو

وہ گلبدن جو نہایا ہی آکے دریا مین
تو ساتھ آب روانکے وہان بہا کی بو

ہوا دماغ پریشان پڑہا جو خط اوسنے
گئی مشام مین کیا حرف مدعا کی بو

مین ایسے رشک چمن پہ برنگ بلبل ہون
ہی بوے گل کی طرح جسکے نقش پا کی بو

وہ محو زہد و تقا ہون نمود عالم مین
کہ فاسقین مین پاتا ہون اتقا کی بو

ولہ

جوش جنون جو ہوتا ہی مجھہ بیقرار کو
کرتا ہون چاک دامن ابر بہار کو

ہی یہہ بھی ایک کھیل بت نَو سوار کو
تودہ بنا رکھا ہی ہمارے مزار کو

پہنچیگا بالیقین کسی کوچہ مین بعد مرگ
صرصر اوڑائی بھی جو ہمارے غبار کو

دکھلاؤن حشر مین اونھین گلہاے داغ دل
اوٹھون لغل مین داب کے فصل بہار کو

چلدین گے دفن ہوکے کہین اور ہی نمود
بہر نشان چھوڑ چلین گے مزار کو

غزل عاقل

ہزار بڑہ کے گلو سے ہو جب قبا کی بو
صبا اوڑائیگی کیا یار باوفا کی بو

صبا جو آیا براہ وفا گل خوبی
ملیگی باغ جہان مین نہ پھر جفا کی بو

روان تھی بزم مین موج شمیم شب کیا کیا
ٹپکتی رخ پہ رہی زلف اور اوڑا کی بو

گل مراد کھلین بلبلون کی بن آئے
نسیم صبح جو لیجاے دلربا کی بو

جدا نہ ہوتے ہین عاقل جو کوے جانان سے
صبا سونگھاتی ہی اوس یار باوفا کی بو

ولہ

کھٹکا مین بعد مرگ بھی اوس شہسوار کو
روندوا کے صاف اوسنے اوڑایا غبار کو

چشمون کو آرزو ہی کہ آدین وہ ایک پل
پتلی کی سیر آج دکھاوین گے یار کو

زلف رسا سے یار نے تسخیر کر لیے
چین و ختن کو اور خطا کو تتار کو

قاصد خدا کیواسطے اونکی خبر تو لا
ہی آرزو سے وصل دل بیقرار کو

حسرت مین خوش قدونکی جو پھانسی ہوئی نصیب
معراج سمجھے عشق مین عاقل بھی دار کو

غزل عزیز

سونگھہ اب چمن مین اپنا کوئی گل کھلا کی بو
پائیگی کیا صبا تو کسی باوفا کی بو

نافہ کو مشک چین کے ملتا ہون خاک مین
زلف صنم سے آج اوڑی ہی بلا کی بو

اپنے ہی نالہ مین دل نالان کا ہی اثر
ظالم مین اندنون نہین جور و جفا کی بو

باغ و بہار ہمکو نہ کیون خار خار ہو
پائے نہ جب عزیز گل مدعا کی بو

وله

دیکھا صبا نے جب گل رخسار یار کو
کانٹون مین گل چھڑا کے رولایا ہزار کو

دیکھا ہی جبسے ابروے خمدار یار کو
آنکھون پہ رکھا خنجر قاتل کی دہار کو

سوسن سسی منگاے حنا خون دل ملے
گلشن مین ای صبا وہ چلا ہی سنگار کو

یہان دم لبون پہ آتا ہی قاصد اوسے تو لا
کہیو کہ پھر نہ پاؤگے اس جان نثار کو

بھولے گل چمن کو صبا ایسا خار کھاے
دیکھے جو عندلیب دل داغدار کو

بوسہ جو دین تو نقد دل و جان کرون نثار
سمجھون ہون زندگی ترے لب کے پیار کو

نکلی نہ بعد مرگ بھی حسرت یہ ای عزیز
ٹھکرایا یار نے نہ ہمارے مزار کو

غزل تمیز

جو کوئی اوس گل رعنا کی لے قبا کی بو ۔ نہ آئے خوش اوسے عطر گل حنا کی بو
یہ کسکے نور تجلی کا ہی اثر دل مین ۔ جو میرے سینہ مین آنے لگی صفا کی بو
مریض دوری وصلت کو تیرے رشک مسیح ۔ کہ شفا نہین آتی ہی خوش دوا کی بو
نہا کے کون گیا ہی یہہ آج دریا سے ۔ شمال عطر جو بیرون تلک بسا کی بو
دماغ بس گیا یان بوے مشک و عنبر سے ۔ صبا جو لائی ترے گیسوے دوتا کی بو
ہزار شکر مسلمان ہوا مین کافر سے ۔ بتون مین پائی نہ یارب جو مدعا کی بو

فقط یہہ حسن دو روزہ کا ہی اثر ہی تمیز
نہین ہی اوس گل خوبی مین جو وفا کی بو

ولہ

پھر کر رہا ہون یاد رخ گلعذار کو ۔ پھر ڈہونڈنے لگا ہی یہہ بلبل بہار کو
واجب ہین اونکو سجدہ بہیم دم نماز ۔ محراب کہیئے قامت دلجوے یار کو
بعد فنا کہین سے بھی گر ہو گیا نصیب ۔ گل کر دیا صبا نے چراغ بہار کو
ہاتھون سے ناتوانی کے ہون زار اسقدر ۔ کم دار سے نہ سمجھون ہون مین نوک خار کو
طفلی کا لطف پیری مین آتا ہی تب مجھے ۔ دیکھون ہون جب کبھی مین کسی نے سوار کو

اوس گلبدن کی یاد مین کھاتا ہی گل تمیز
تا دیکھے اس بہانہ سے وہ داغدار کو

غزل اخلاص

نگاہ یار سے پاتا ہون مین صفا کی بو ۔ اشارہ دیتا ہی کچھ حرف مدعا کی بو

خوش آ گئے مشک ختن کی نہ پھر خطا کی بو
بسے دماغ مین گر زلف دلربا کی بو

پڑا کہانسے بہ بل ابروان جانان مین
کہ دل کو آنے لگی خنجر جفا کی بو

عجب ہی رنگ طلائی حسینون کا اخلاص
گدا کے دل سے اوڑاتے ہین کیمیا کی بو

ولہ

باد نسیم دیجیو مژدہ بہار کو
آیا ہون لیکے ساقی عشرت شعار کو

اغلب ہو جی اوٹھون جو بس مرگ یار آئے
اکبار رہ بر فاتحہ میرے مزار کو

ناصح فراق یار مین روؤن نہ کیا کرون
قابو مین جب نہ پاؤن دل بیقرار کو

اخلاص چند روزہ ہین دنیا کے عیش و رنج
کب ہی قیام گردش لیل و نہار کو

غزل عیش

بے بس ہون میری شرم ہی پروردگار کو
دیوانہ کر کے یار نہ لے ننگ و عار کو

یمن قدم سے یار کے ہو جائے باغ دشت
ہاتھون مین لیکے پھول بنا دے وہ خار کو

جز معصیت ہوا نہ جوانی سے کچھ حصول
بس اب سلام ہی گئی گذری بہار کو

ظالم کی نسل بڑہتی نہین ہی جہان مین
پھولا پھلا نہ دیکھا کبھی نخل دار کو

گوندہا گیا ہی تار نظر مین ہمارے وہ
پہچان لینگے آپ کے پھولونکے ہار کو

چاہا اگر خدا نے تو ایمان کے نور سے
روشن کرینگے مر کے ہم اپنے مزار کو

انکھونمین مین اونھین کی کھٹکتا ہون رنج سے
کانٹا سمجھتے ہین جو مرے جسم زار کو

اوس گل کا منتظر مجھے جسنے کیا ہی عیش
نرگس کی آنکھ مین بھی وہ دے انتظار کو

غزل عاشق

نہین نسیم کی صرصر کی او صبا کی بو
ہر ایک گل مین ہی اوس یار باوفا کی بو

چمن مین جاکے دلا کسکی یاد آتی ہی
حنا سے آتی ہی کس گل کے دست وپا کی بو

بیان عشق مجازی کی کیا حقیقت ہو
گناہگار سے آتی ہی پارسا کی بو

پسند دل کو تمھارے جو سیر گلشن ہے
گلون مین آتی ہی کچھ اِن دنون وفا کی بو

نہ دیکھے غیظ سے عاشق کو پھر کوئی واعظ
بسے دماغ مین گر چشم فتنہ زا کی بو

غزل حافظ

لے آئے کوئی بہر خدا اوس نگار کو
تسکین ہو کونہ تاکہ دل بیقرار کو

جون شمع داغ دل سے مرقد روشن ہین یگبگ
حاجت نہین چراغ کی میرے مزار کو

دلبر کی طرح پہلو سے نکلا ہی جای ہی
تھامون مین کسطرح دل بے اختیار کو

ہم صید گاہ عشق مین صید اسلیئے بنے
شاید وہ آوے صید فگن یان شکار کو

لائی ہی کسکے عنبر گیسو کی بو صبا
شرمندہ جسنے کر دیا مشک تتار کو

اللہ رے درازی دست جنون کہ یان
چھوڑا نہ ایک جیب و گریبان کے تار کو

وصل اونکا حافظا تو میسر ہوا تھین
جنکے کہ تم ترستے تھے بوس و کنار کو

ردیف ہاے ہوز

غزل ممدود

سب ہین حیرانی سے ہی رشک پری آئینہ — ہی جہان ہین تری نازک کمری آئینہ
دیکھے ایک لحظہ جو وہ رشک پری آئینہ — سیکھے لے شیوۂ بیدادگری آئینہ
حیرت انگیز ہوا جلوۂ خوبان فرنگ — ہند سے اب ہو حلب کا سفری آئینہ
روے روشن ہین ترا عکس بھی آتا ہی نظر — ہی بجا گر کہین رخ کو قمری آئینہ
خودنمائی نے کیا جامہ سے گل کو باہر — لائی کیا ساتھہ نسیم سحری آئینہ

میری حیرانی نمود اوسکو صبا دکھلاتی
کاش رکھتا صفت ہمسفری آئینہ

غزل عاقل

دیکھہ سکتا ہی نہ وہ جلوہ گری آئینہ — ہند سے اب ہو حلب کا سفری آئینہ
دست نازک مین لیا جب پریرو نے مرے — ناز کرنے لگا کیا مثل پری آئینہ
سبزۂ خط کا ترے عکس پڑا ہی اوسمین — کہیے دکھلائے نکیون اپنی ہری آئینہ

دیکھہ لے اوسکا رخ صاف جو اکدم عاقل
شکل دکھلائے نہ پھر زنگ بھری آئینہ

غزل عزیز

رخ سے بھولا ہی تری جلوہ گری آئینہ — ہند سے اب ہو حلب کا سفری آئینہ
جب سے عکس رخ پرنور پڑا ہی تیرا — جا چھپا گھر مین وہین بنکے پری آئینہ
آب وتاب رخ انور کا صنم فیض ہی یہ — دونون رکھتا ہی جو خشکی وتری آئینہ
ہوکے حیران عجب سکتے مین اوس رخ سے ہوا — رکھتا عاشق سا جو ہی بیخبری آئینہ
عکس جھیلے ہی جو وہ خنجر ابرو کا عزیز — مثل عاشق کے ہوا ابتو جری آئینہ

غزل تمیز

دیکھے گر ناز سے وہ رشک پری آئینہ
بھول جائے وہین سب جلوہ گری آئینہ

دوبدو یار کے رہتا ہی پۓ آرایش
مجھپہ کرتا ہی یہہ بیدادگری آئینہ

صورت صاف جو دیکھی تری ای رشک قمر
ہاتھہ مین لے نہ کبھی حور و پری آئینہ

آئینہ سازی سے ہرگز نہ ہوا اوسکو فروغ
ہی سکندر سبب ناموری آئینہ

سبزۂ خط رخ پر نور سے کہتا ہی تمیز
ایسی دکھلاے کہین دوب ہری آئینہ

غزل اخلاص

دل مرا عشق سے تیرے ہی پری آئینہ
کیا ہی کھلاتا ہی اب جلوہ گری آئینہ

دولت عشق نے جوہر وہ دیۓ ہین مجکو
بنگیا ہون مین سراپا ہنری آئینہ

اسطرح لیکے بتون نے یہہ مرا دل توڑا
گر کے ہو جاتا ہی جیسے نظری آئینہ

بوسہ لیتا تو مین دربردہ لب جاناں کے
لیک کردیتا ہی یہہ پردہ دری آئینہ

ہی عجب حسن خرد سوز بتون کا اخلاص
جنکے آگے نکرے جلوہ گری آئینہ

ردیف یاۓ تحتانی

غزل نمود

کرتے ہو باطن مین اشارا مجھے
حضرت دل غم ہی تمھارا مجھے

غنچہ چٹکنے کی صدا آئی جب
سمجھا مین اوس گل نے پکارا مجھے

شادی نہ یون ہوگی کسیکو عزیز	آپ کا غم ہی جو پیارا مجھے
ہی جو پس مرگ فلک پہ دماغ	قبر مین اوس مہ نے اوتارا مجھے
دل مین ہی وہ برق تجلی مگر	ہاے نہین تاب نظارا مجھے
چاہون مین جسطرح مرا ہو عروج	کہیئے مرے بخت کا تارا مجھے

ہو گیا خورشید قیامت ملود
وصل کی شب صبح کا تارا مجھے

ولہ

کسنے دلمین یہہ مرے جلوہ گری دکھلائی	دیتا ہی شکل رخ حور و پری دکھلائی
جب سے نظرون مین سمایا ہی وہ رشک گلشن	آنکھہ دینے لگی پھولون سے بھری دکھلائی
نالہ وہ کرتے ہوے ساتھہ جنازہ کے چلے	نوحہ گرنے یہہ مری نوحہ گری دکھلائی
پہنچی تدبیر سے تا باب قبول اپنی دعا	دی مقدر سے مگر بے اثری دکھلائی
سبزۂ خط کا ہوا عارض جانانہ پہ ہجوم	مقدم خضر نے یہ دوب ہری دکھلائی
غیر محسوس بھی جلوے ہین مری نظرونمین	مجکو دیتی ہی نسیم سحری دکھلائی

ساتھہ قالب بھی مری روح کے چلدیگا ملود
ضعف نے گر صفت ہمسفری دکھلائی

غزل عاقل

ایسا غم ہجر نے مارا مجھے	جینا نہین ابتو گوارا مجھے
دیتا نہین شوخ صنم گالیان	غصہ کے پردہ مین پکارا مجھے
ڈوبا غضب عشق کے دریا مین دل	ملتا نہین جسکا کنارا مجھے

عرض یہہ عاقل کی بھی ہو مستجاب
جلوہ دکھادے تو خدارا مجھے

ولہ

کسنے دل مین یہ مرے جلوہ گری دکھلائی
آج شیشہ مین مجھے غم نے پری دکھلائی

آئین گے وہ سر بالین ابھی گھبراکے مرے
رنگ دیگی یہہ مری بے خبری دکھلائی

طائر روح مرا جب قفس تن سے اوڑا
پھر نہ دینگے یہہ کوئی ہم سفری دکھلائی

خالی جاتا نہین ایک تیر کما ندار ترا
کسنے مقتل مین یہہ سینہ سپری دکھلائی

سبزۂ خط یہہ نہین گرد لب نازک تر
خضر نے آکے عجب دوب ہری دکھلائی

خط مرا اوڑکے دربار پہ پہنچا اکدم
خوب ای باد صبا نامہ بری دکھلائی

تمسے عاقل نہ ملا گاہ بت پردہ نشین
کیسی تاثیر دعائے سحری دکھلائی

غزل عزیز

کب تری فرقت ہی گوارا مجھے
کب ہی بجز وصل کے چارا مجھے

آنکھ بچھادو ہی اشارا مجھے
پردہ سے اسنے جو پکارا مجھے

اوسکی گلی سے جو صبا آتی ہی
زندگی ہوتی ہی دوبارا مجھے

عشق بتانسے نکر ای شیخ منع
کفر ہی کرنے دے خدارا مجھے

قیس تھا دیوانہ مگر تھا ضرور
میرا اوسے اوسکا سہارا مجھے

امت احمد مین مجھے کرکے خلق
کیا مرے خالق نے سنوارا مجھے

ہین لب جانان عجب آب حیات
زندہ کیا خضر کو مارا مجھے

کچھ نہ ملا عشق کے بازار میں
جان کا ہوا مفت خسارا مجھے

وہ نہیں ابرو کو ہلاتا عزیز
کرتا ہی خنجر سے دوپارا مجھے

ولہ

کیا تصور سے دلا جلوہ گری دکھلائی
دی ہی شیشہ مین کوئی رشک پری کھلائی

بخدا رات ہوا سب کو گمان خورشید
تونے مہتابی پہ جب جلوہ گری دکھلائی

مردے ٹکراتے ہین سر زندہ پڑے ہین در گور
فتنۂ حشر نے کیا فتنہ گری دکھلائی

قیس بھی دیکھتے ہی بن گیا مجنون بن مین
وحشت دل نے وہ شوریدہ سری دکھلائی

دل میں ہی گرد الم اشک ہین انکھون مین عزیز
خوب فرقت نے یہہ خشکی و تری دکھلائی

غزل عتیر

ناز سے کر کر کے اشارا مجھے
کر لیا بس تمنے تمہارا مجھے

جانکتے ہو غیر کو غرفہ سے تم
خوش نہین آتا یہہ نظارا مجھے

خال صنم پر ہون فدا جیسے مین
کہتے ہین سب آنکھ کا تارا مجھے

آیا جنازہ پہ وہ عیسی النفس ہا
جینا پڑا مر کے دوبارا مجھے

حال پریشان جو کوئی دیکھ لے
کہتے لگے زلف کا مارا مجھے

کہنا یہہ قاصد بت مغرور سے
ابتو نہ ترسا تو خدارا مجھے

مرگ کا احسان رہا حشر تک
قبر مین جو اوسنے اوتارا مجھے

جیتا رہون حشر تلک ای صنم
ہو جو عیادت کا سہارا مجھے

چلکے منجم سے کہو ای تمیز
جلد بتا وصل کا تارا مجھے

ولہ

آہ نے شکل سریع الاثری دکھلائی
دمبدم دیتا ہی وہ رشک پری دکھلائی

نشۂ عشق کا سودا ہی یہانتک سر مین
ہر جگہ دیتی ہی شیشہ مین پری دکھلائی

خط یہہ گرد رخ جان بخش نہین ہی اللہ
خضر نے چشمۂ حیوان پہ ہری دکھلائی

ہونگے تسخیر ابھی حور و پری جن و بشر
تمنے چتون سے جو جادو نظری دکھلائی

حال دیکھا تو مرا غیر وصال جانان
چارہ کرنے نہ کوئی چارہ گری دکھلائی

نالہائے غم فرقت سے ہلا دونگا فلک
آہ نے میری اگر بے اثری دکھلائی

مہر وش شرم سے منہ اپنا چھپالین گے تمیز
اوس شہ حسن نے گر جلوہ گری دکھلائی

غزل اخلاص

نگہ یار نے جادو نظری دکھلائی
مجکو بیاختہ شیشہ مین پری دکھلائی

اوس پری سے نہ لیا وصل کا وعدہ افسوس
اور قسمت نے یہہ بے بال و پری دکھلائی

ہر لب زخم سے آتی ہی صدا بسم اللہ
تیغ قاتل نے عجب جلوہ گری دکھلائی

وادئی ملک عدم مین مجھے پہنچنا ہوتا
تو نے ای عمر یہہ کیا رہ گذری دکھلائی

عمر بھر وصف کیا حسن بتان کا اخلاص
حیف ہی تو نے یہہ کیا بے ہنری دکھلائی

غزل عاشق

عشق کے آزار نے مارا مجھے
ہجر ستاتا ہی تمہارا مجھے

نزع مین جب لب سنے پکارا مجھے
ہوگیا جینے کا سہارا مجھے

ہو کے تصدق مین قدم چوم لون
گر کہین ملجائے وہ پیارا مجھے

سنکے ہوا دل جو مرا شاد شاد
کسنے بتاؤ یہہ پکارا مجھے

پوچھتے ہین لیکے وہ عاشق سے دل
نام تو بتلاؤ تمھارا مجھے

ولہ

سوزن عقل نے گو بخیہ گری کھلائی
دشت وحشت نے مگر جامہ دری کھلائی

دل تو پامال تھا نازک بدنی کا تیری
اور رفتار نے نازک کمری کھلائی

نالہ سنکر وہ چلے آتے ہین عاشق اپنا
آہ نے آج مگر بے اثری دکھلائی

غزل حافظ

عیسی جان بخش نے مارا مجھے
غیر رضا کچھہ نہین چارا مجھے

کہتے تھے جو آنکھہ کا تارا مجھے
اب وہ سمجھتے ہین شرارا مجھے

زندۂ جاوید ہوا بعد مرگ
گور مین دلبر نے اوتارا مجھے

کرتے ہین وہ غیر سے جب گفتگو
مین یہہ سمجھتا ہون پکارا مجھے

خون جو دم قتل اوڑا حلق سے
رنگ کا سمجھے وہ ہزارا مجھے

تن کو اوڑاتا ہی دہوان آہ کا
حیف بنایا ہی غبارا مجھے

غیر پہ مرنے لگا وہ بے وفا
اب نہین جینا بھی گوارا مجھے

پانی جو مانگا تو ستمگار نے
گھاٹ سے خنجر کے اوتارا مجھے

غیروں کی آپس میں لگا ہیں لڑیں
اوسنے کیا جبکہ اشارا مجھے

حسن دل آرام کی جاگیر کا
کاشکے ملجائے اجارا مجھے

کوئی نظر مین نہین جچتا حسین
کیون نہ تصور رہو تمھارا مجھے

شوق سے چوما جو ترے خال کو
ملگیا قسمت کا ستارا مجھے

مصحف رخسار کا حافظ ذرا
پاس سے کرنے دے نظارا مجھے

فصل ہشتم مشتمل بر غزلیات و اشعار متفرق مصنف مع خاتمۃ الطبع و قطعات

تاریخ منظوم

راہ مین جو تری مرجائین گے جینا ہوگا
زندگانی دوامی کا قرینا ہوگا

سارا عالم جو مسخر تری نظرونسے ہوا
آنکھہ مین مہر سلیمان کا نگینا ہوگا

ولہ

باعث سجدہ ہمین اوس بت کا نظارا ہوا
داغ پیشانی کا اپنی عرش کا تارا ہوا

اٹھی گیسو بڑھا یانتک کہ وہ خورشید رو
آسمان حسن کے تنین کا تارا ہوا

ولہ

جو دوست تو بھی نہین ہیگا تو پھر عدو بھی نہین ہیگا
جو خوبرو بھی نہین ہیگا تو زشت خو بھی نہین ہیگا

یہ کہتاہی وہ مسیح ہرم اوٹھیگا جب تیر انخل ماتم
پیادہ گرد و قدم چلے ہم سوار تو بھی نہین رہیگا

چلا ہی گلگشت کو وہ قاتل نکالے آواز گر عنادل
تو دیکھتا مثل مرغ بسمل ترا گلو بھی نہین رہیگا

زمین پر اشک طفل گر کر یہہ کہتے ہین بس بحال ابتر
ہی آج گو زیب دوش مادر سوار تو بھی نہین رہیگا

نمود ظاہر ہی خوسے دشمن سنی بہت گفتگوی دشمن
لحد مین دیکھو گے روسیے دشمن کہ قبلہ رو بھی نہین رہیگا

ولہ

حال پوچھین گے عدم کے لوگ مجھہ بیتاب کا
ساتھہ لیجانا پڑا ہی برق اور سیماب کا

جلوہ دکھلایا جو اوسنے روے عالمتاب کا
ہوگیا موسی کی صورت حال مجھہ بیتاب کا

دیکھکر اوس روے تابان کو عرق آجائیگا
کاسۂ خورشید بن جائے گا ساغر آب کا

کس حسین کی یاد مین بیتاب ہون بعد مرگ
ہی گمان مرقد پہ میری معدن سیماب کا

کیا پسیجے دل بتون کا گو مین روؤن لیتے ہر
غیر ممکن ہی کہ پتھر مین اثر ہو آب کا

منحنی کیا طاق ابرو کی محبت سے ہوئین
ہی گمان اہل حرم کو کعبہ کی محراب کا

ہی یہ نفرت جیتے جی نباش کو دیدون کفن
دہیان آوے قبر مین گر عالم اسباب کا

جلوہ دکھلائیگی مجکو روز محشر کا نمود
ہی قیامت ہجر مین آنا شب مہتاب کا

ولہ

نہین کچھہ خوف مجکو روشنئی ماہ کامل کا
مین زخمی ہون کسیکی شوخی رنگ انامل کا

نشانہ زندگانی مین رہا مین تیر قاتل کا
الٰہی بعد مردن بھی بنے تودہ مری گل کا

پس مردن ہی مجکو عشق اک زہرہ شمائل کا
رہیگا حشر تک عالم لحد مین چاہ بابل کا

کوئی مضمون جو لکھون خنجر ابروے قاتل کا
دکھائے طائر معنی تڑپنا مرغ بسمل کا

کسی لیلی ادا کے عشق مین مجنون کی صورت مین
ہمارا پردۂ دل کیا ہی اک پردہ ہی محمل کا

نہین تل بھر جگہہ باقی زمین مین اتبو مردونسے
جسے دیکھو تو کشتہ ہی ترے رخسار کے تل کا

ہوی نار جہنم آتش گل ہجر جانان سے
چمن مین شور محشر نغمہ ہی مجکو عنادل کا

دو رنگی اس خرابات کہن کی تب نظر آئی
جو دیکھا رنگ آنکھون مین شراب شیشۂ دل کا

تری آنکھونکے عاشق گھورتے ہین چشم آہو کو
اسیر زلف پیچان شوق رکھتے ہین سلاسل کا

الٰہی خاطر نازک کا اونکی کیا ٹھکانا ہے
سنین گے حال وہ کسطرح مجھہ غمدیدہ دلکا

طلب کرتا ہی اوس ناوک فگن سے خون عاشق کا
لب سوفار پر سایہ پڑا لبہاے سائل کا

قیامت تک جئے ساقی نہوتا گر یہ عالم مین
تو جام زندگی دیتا مزاز ہر ہلاہل کا

نہین انجم یہہ میری آہ سوزان کے شرارے ہین
جسے کہتے ہین خورشید فلک اک داغ ہی دل کا

تصور ہی مجھے دار البقا کا دار فانی مین
مسافر ہون وہ جسکو سوچ ہی منزل بمنزل کا

غضب یہہ ہی کہ دشمن بھی کلیجہ تھام لیتے ہین
کہون کیا دوستونسے ای ملنو داب ماجرا دلکا

ولہ

گر یہ مین قافلۂ اشک روانا ہوگا
پتلیون کا مری آنکھون مین تماشا ہوگا

ہون وہ بیخود جو وہ ساقی چمن آرا ہوگا
گل مین شبنم پہ مجھے شبۂ صہبا ہوگا

جوش وحشت جو یہی ہی تو گریبان کی طرح
چاک ای دست جنون دامن صحرا ہوگا

خط لکھا اک بت گمگشتہ کو قاصد میرا
رہ غلط کردہ کہین ڈھونڈتا پھرتا ہوگا

مرتے ہین طول امل پر جو جہان مین ترسا
رشتہ درکار پے سوزن عیسیٰ ہوگا

بن کے موسی وہ دکھائینگے خدا کی قدرت
ہاتھہ مہدی سے برنگ ید بیضا ہوگا

خط ملنو د آج ہی اوس حور کو لکھا مینے
سوے فردوس کبوتر مرا اوڑتا ہوگا

ولہ

کیون ہو نہ دود آہ مین عالم سحاب کا
دریا ہی موج زن مری چشم پر آب کا

دریا ہی بزم مے ہی نزاکت سے چاہیئے
اوس بحر حسن کے لئے ساغر حباب کا

نہ اطلس سپہر نے دکھلا دیا مجھے
انداز ایک پردہ نشین کے حجاب کا

عارض کو اپنے وہ یہہ صباحت سے کہتے مین
شاخ سمن مین پھول لگا ہی گلاب کا

افزون حساب سے ہین دلا اوسکی رحمتین
ڈر اس حساب سے نہین روز حساب کا

اللہ رے دماغ یہہ ساقی کی نازکی
ہو جاوے مست نام سنے گر شراب کا

چمکے تو آپ کے رخ تابان کے روبرو
کیا منہ ہی آفتاب کا اور ماہتاب کا

آیا ہی اوسکی شان مین لولاک ای ممنود
یہہ رتبہ ہی جناب رسالت مآب کا

ولہ

گھل گیا ہی یہ جسم زار اپنا
روزن مور ہو مزار اپنا

منتظر تو جدھر ہی دیکھہ اودھر
دل چلا چشم انتظار اپنا

کھل گیا زیر چرخ مینائی
بند شیشہ مین ہی غبار اپنا

بیقراری ممنود تھی گھر مین
ساکن دشت تھا قرار اپنا

ولہ

نشہ مین دل ہی باغ باغ اپنا
ساغر گل ہی کیا ایاغ اپنا

مٹ گیا داغ عشق پیری مین
صبحدم گل ہوا چراغ اپنا

ولہ

زلف نے گو کیا یہ حال اپنا
پر بچا دل ہی بال بال اپنا

دل ہی پہلو مین سوز سے اخگر — منتقل افتادہ ہی زگال اپنا

ولہ

نزع مین آپ اگر آئیگا — ملک الموت سے لڑوائیگا
برق وباراں کے تماشے کیلئے — آپ ہنسئے مجھے رُلوائیگا
یون جو ہی عزم سفر حضرت دل — یہہ تو کہیے کہ کہان جائیگا

ولہ

عاشق اپنے قد اب وہ سرو بالا ہو گیا — داغ عشق خال رخ بھی رشک لالا ہو گیا

ولہ

ہون گور جھکانے سے یہہ محجوب مین عاصی — ای وائے کفن منہ سے ہٹانے نہین دیتا

ولہ

دیکھہ سکتا تھا کہان روئے پیمبر آفتاب — ابر کی منہ پر چھپا لیتا تھا چادر آفتاب
گر زمین پر دیکھیے تیرا روے انور آفتاب — صورت آئینہ گردون پر ہو ششدر آفتاب
وہ سپہر حسن ہو ساقی جو زیب انجمن — میکشی کے واسطے بنجاے ساغر آفتاب
دیکھکر ہر روز تیرا روئے تابان بے نقاب — پردۂ شب مین نکلجاتا ہی چھپ کر آفتاب
روز ہی شکستہ خاطر رکھتی ہی صبح فراق — شیشۂ دل کے لئے بنتا ہی پتھر آفتاب
شرم آتی ہی قمر کو روے روشن سے ترے — منفعل ہوتے ہوے دیکھا ہی اکثر آفتاب
کب لگا یا منہ سے اوس مہر و نے یہہ جام شراب — جلوہ گر ہی ماہ تابان کی برابر آفتاب
شام سے تا صبح اوس مہ نے لکھا خط کا جواب — آشیانہ تھا مگر مشرق کبوتر آفتاب
جبسے دیکھا جلوہ آنکھون نے کسیکا ای نمود — میری نظرون مین ہی ذرہ سے بھی کمتر آفتاب

ولہ

ہی روبرو بتون کے عجز و نیاز جو آب
واللہ موسنو نپر جیسے نماز واجب

دیکھین جو روے رنگین تیرا تو ہو چمن مین
بلبل کو ناز واجب گل پر نیاز واجب

اسرار عشق کیونکر ہشیار مین کھلینگے
مستی مین بھی ہی ہمپر اخفائے راز واجب

آنکھون مین دم ہی میرا کھیلون ہون نقد جان سے
ترک نگہ کو قاتل ہی ترک تاز واجب

کافر ہی زلف پیچان مصحف ہی روے جانان
مومن نمود ہو تم ہی امتیاز واجب

ولہ

کیا ہی زمین سے ہے اگر آسمان بلند
فرش مکان سے ہوتی ہی سقف مکان بلند

اوتنے ہی گرتے جاتے ہین غم سے چمن مین سرو
ہوتا ہی جسقدر وہ قد نوجوان بلند

ہی گلشن جہان مین ہر اک طالب عروج
کیونکر نہ رکھین مرغ چمن آشیان بلند

کانپین گے میرے نالونسے گرجا ملا کے عرش
تا چرخ دود آہ سے ہوگا دھوان بلند

نام خدا فرشتونسے نسبت ہی کیا نمود
ہی عرش سے بھی قدر شہ انس و جان بلند

ولہ

تھا نزاکت سے جو در کار نظر کا تعویذ
نقطۂ خال بنا موے کمر کا تعویذ

شکل دیکھے تو مقابل کو ہزیمت ہو نصیب
ہی مرا خط جبین فتح و ظفر کا تعویذ

وہ نہین آتے تو دھڑکا نہین جاتا دلکا
نقش پا اوسکا ہوا میرے جگر کا تعویذ

ہوگیا پڑھ کے سوے منزل مقصود روان
نامۂ یار ہوا مجکو سفر کا تعویذ

دور کرتی ہی بلائے سیہ شب کو نمود
کیون نہ فرقت مین رکھون نام سحر کا تعویذ

وله

ہوگیا عاشق خط رخسار جانان دیکھکر
باب پنجم یاد آیا ہی گلستان دیکھکر

گر پڑہا ہون والشمس و نکار روے تابان دیکھکر
یاد آئے مصحف رخسار قرآن دیکھکر

ہی بجا مین زرد رو گر ہون محل ابتسام
زعفران کے کھیت کو ہنستے ہین انسان دیکھکر

ہین جنون آوارہ ایسے وادی وحشت مین ہم
بھاگے مجنون ایسا وحشت زا بیابان دیکھکر

ہی یہہ عالم سبزۂ خط کا لب جان بخش سے
جم گئے ہون خضر جیسے آب حیوان دیکھکر

نقش بر آب ایسی ملکت کو بھی جانا چاہیئے
نقش یہہ دلبر ہوا مہر سلیمان دیکھکر

سایہ اپنا جنکو دکھلائیگا وہ رشک پری
بھاگنا اونکو پڑیگا شکل انسان دیکھکر

دم دیئے ایسے تو نکلی تن سے روح اللہ عشق کی
کوے جانان کو چلین گے باغ رضوان دیکھکر

سنکرین اوس مظہر انوار حق کے ای نمود
شپری گویا بنے خورشید تابان دیکھکر

ہون وا لاحد فرائض سے مین کیونکر باہر
سوت آئے جو حرم سے ہو کبوتر باہر

آتے دیکھین جو اونھین گھر کے یہہ اندر باہر
فرش رہ کے لیئے آنکھین ہون نکلکر باہر

وہ مکین ہین کہ ہم آباد کرین گے اوسکو
ملگیا کون و مکان سے جو کوئی گھر باہر

گھر مین حیران مجھے چھوڑ چلا وہ شہ حسن
دیکھنا آئینہ اندر ہی سکندر باہر

کچھ نظر آئے نہ جز فوج الم دنیا مین
دل سے غم کا جو مرے ہو کوئی لشکر باہر

محو نظارہ وہ ہون گھر سے جو جاوے مرے
ساتھ آنکھین بھی ہون حلقون سے نکلکر باہر

سبزۂ خط یہہ نہین عارض جانانہ نمود
طائر حسن کے اوڑنے کو ہوے پر باہر

ولہ

مقتل مین غیر پھرتے ہین قاتل کے آس پاس
غلطان ہین حسرتین دل بسمل کے آس پاس

ایسا ہی تو کریم کہ سب اغنیا رد ہر
محتاج بیٹھے ہین ترے سائل کے آس پاس

اوس شمعرو کی بزم مین پہنچون مین کسطرح
پروانے اوڑتے پھرتے ہین محفل کے آس پاس

بیٹھی ہی بیکسی مری مرقد کو گھیر کر
گویا کہ روح قیس ہی محمل کے آس پاس

طوف حرم کے واسطے جاتے ہوا ی نمود
کعبہ سمجھ کے پھر ئیے مرے دل کے آس پاس

دی مینے جو داغ دل گمگشتہ سے تشبیہ
چلتا نہین عالم مین سراغ پر طاوس

ولہ

ہی چراغان خانہ منعم مین لیکن بعد مرگ
کون رکھیگا میان گنبد مدفن چراغ

ولہ

جو کہ خود بین ہین وہ جز رنج کبھی شاد نہین
قابل دیدار م دیدۂ شداد نہین

کون دشمن ہی دلا اونکا جو حق پر ہین مدام
طائر قبلہ نما کا کوئی صیاد نہین

ورزش دست جفائی سے ہوا غیرت شمع
پنجشا خہ ہی ترا پنجۂ فولاد نہین

ہاے اوس زلف رسا تک تو پہنچا اکبار
دل صد چاک عبث شانۂ شمشاد نہین

جان شیرین سحر وصل سے پہلے نکلی
جوے شیر آئی ابھی سد م ہی کہ فرہاد نہین

خاک تک ہوگئی برباد بگولون سے مری
خانۂ گور بھی ویران ہی آباد نہین

مہر گم کردہ سلیمان بنا ہون مین نمود
پاس حسد لنسے وہ محبوب پریزاد نہین

کنج عزلت مین دلا یاد خدا کرتے ہین
اور بتون کو بھی کبھی گھور لیا کرتے ہین

لب جان بخش کے بوسے جو دیا کرتے ہین
وہ مجھے زندہ جاوید قضا کرتے ہین

نالہ فرقت مین پہنچتے ہین سر عرش برین
ہمسری تیری یہہ اب آہ رسا کرتے ہین

جام جم کی نہین وقعت جو دلا تیرے حضور
یہہ تو دکھلا مجھے اسدم کہ وہ کیا کرتے ہین

گھر سے سیر کو جو کبھی رکھتے ہین باہر وہ قدم
کام اوٹھ اوٹھ کے مرے دست دعا کرتے ہین

محتسب کا نہین ڈر ہمکو بگرا و زاہد
خوف تحریص سی ہم چھپ کے پیا کرتے ہین

تیرے کشتون کا یہہ اعجاز ہی ای رشک مسیح
دم مین مرجاتے ہین اور دم مین جیا کرتے ہین

پاس اوس غیرت گلشن کے ہی جانا ہمکو
ہمسفر اپنا تجھے باد صبا کرتے ہین

مہر و مہ جبکہ گہن مین ہوے سمجھا مین ہی
منہ ذرا سا وہ نکالے ہوے تا کرتے ہین

اونکی مانند یہہ ہین زاہد سالوس نمود
جو کہ پرہیز نہین کرتے دوا کرتے ہین

چشم کو سمجھا ہون مین وحشی خط رخسار پر
سبزہ چرتے ہین یہہ آہوے بیابان باغ مین

سنبلستان طوق اور زنجیر پا موج نسیم
مجھ اسیر زلف پیچان کو ہی زندان باغ مین

چشم پوشی ہمکو کب ہی گو نہان ہی شکل دوست
بوے گل بھی ہوتی ہی نظرون سے پنہان باغ مین

لکھتا ہون وصف رخ رنگین تو بلبل کیطرح
خط مرا ہر گل کو دیتا ہی کبوتر باغ مین

نکہت گل بھی جو سایہ کی طرح معدوم ہی
مجکو یاد آتے ہین اوصاف پیمبر باغ مین

ولہ

تسنیم ہین سرشک جو مین آبدیدہ ہون
اوس در پہ ہون تو بر در جنت رسیدہ ہون

اوڑتا ہون مین ہوا سے ہوا ہون نیا تو ان
ای ہمصفیر ہمسر مرغ پریدہ ہون

گو دوستون کا تار نگہ ہون مین ناتوان	سوزن کی طرح چشم عدو مین خلیدہ ہون
محسوس ہون جو باقی ہی کچھہ جسم ناتوان	معدوم ہون جو صورت رنگ پریدہ ہون

ولہ

مظہر حق وہ بت ہی لات نہین	چاند سا منہ ہی سومنات نہین

ولہ

قضا ہی پاس سے لاکھون امیدین کشتہ ہوتی ہین	مرا دل پیٹتا رہتا ہی ہردم میرے پہلو مین

ولہ

بیٹھو بیٹھو تو سہی ردو بدل جانے دو	سنلو سنلو کہ بس اب آج سے کل جانے دو
فتنہ برپا یہہ کریگا تو نہ پچتایئے گا	چھیڑو چھیڑو دل نادان کو مچل جانے دو
کیجیے ساتھہ نہ غیرونکے عیادت دم نزع	روح کے ساتھہ یہہ حسرت بھی نکل جانے دو
ٹھیرو ٹھیرو کہے دیتا ہون جو گذری مجھپر	وار لو آپ ذرا دل کو سنبھل جانے دو
مانو مانو تو سہی داور محشر کے حضور	دوستو شکوۂ تقدیر ازل جانے دو
سب کے سب دشت کو گھبرائے ہوے ڈھونڈینگے	ذکر وحشت کا مری حشر مین چل جانے دو
نیچی نظرونکے اشارے وہ قیامت ہین منو	دیکھو دیکھو مجھے انکھون ہی کے بل جانے دو

ولہ

نہین چشم بت بے پیر دیکھو	یہہ ہی صیاد مردم گیر دیکھو
لیا کس فتنۂ محشر کا دامن	قیامت کا ہون دامنگیر دیکھو
لکھون تالاب سرکاری کا گیان	پس تاج المحل کشمیر دیکھو
نہین ملتا ہی زلفونکو وہ دست حنائی سے	نکالی سنبلستان مین خدا نے شاخ مرجانکو

بزم عالم مین یہہ میری مرگ کا افسوس ہی
زندگانی سے چراغ گور تک مایوس ہی

کان ہی اپنا کہ شاہ عشق کا جاسوس ہی
سینہ کوبی ہی یہ اپنی یا صدائے کوس ہی

جام جم سے کم یہان کاسہ گدائی کا نہین
بوریا بھی فقر مین اورنگ کیکاؤس ہی

کیون بچھاتا ہی زمین پر روز ضو آفتاب
آسمان کو شاید اوسکی حسرت پابوس ہی

ہی یہہ سوز غم پس مردن کہ بزم دہر مین
شمع ہون مین گنبد مدفن مرا فانوس ہی

ہی بجا گر خلق مین پنہان ہی وہ جان جہان
قالب خاکی عیان ہی روح کب محسوس ہی

قید وحشت سے کبھی عاشق رہا ہوتے نہین
ہی زلیخا کو جنون یوسف اگر محبوس ہی

سر مرا قاتل کے قدمون سے جدا ہوتا نہین
ہو چکا مین قتل باقی حسرت پابوس ہی

تیر مژگان سے مشبک ہو گیا حیران ہون
کھال ہی تن کی کہ زنبوری مرا ملبوس ہی

زندگی ہوتی عدو کی اور موت آتی مجھے
وای فرقت مرگ دشمن کا مجھے افسوس ہی

ہجر کی شب مین بھی روشن ہی سیہ خانہ نمود
شمع وہ ہی تصور اپنا اک فانوس ہی

کب مجھکو فکر آمد روز جزا کی ہے
واللہ خدائی وان بھی تو میری خدا کی ہی

دار فنا مین فکر جو دار البقا کی ہے
تشویش ابتدا مین مجھے انتہا کی ہی

اس دار غم مین جینا تو اک دم محال ہی
پھر سہل اسطرح ہی جو ہمت فنا کی ہی

معمور ہی خیال صنم سے حریم دل
اک بت خدا کے گھر مین ہی قدرت خدا کی ہی

فرط قلق سے مرنا پڑے سامعین کو
اپنا بیان مرگ حقیقت قضا کی ہی

باہر پڑے قدم نہ رہ مستقیم سے
شرم اوس مجیب کو مرے دست دعا کی ہی

کہدون حضور داور محشر یہی نمود
مارا غم بتان نے دہائی خدا کی ہی

جہان مین پہنچی تاثیر دعا کا پوچھنا کیا ہی — اجابت آکے خود کہتی ہی تیری التجا کیا ہی

اوسی کو علم ہی دار فنا دار لقا کیا ہے — ازل سے ابتدا جسکی ہی اوسکی انتہا کیا ہی

کلام اللہ مین جسکے محامد کے ضمائر ہون — بشر سمجھے کیونکر شان ختم انبیا کیا ہی

نزاکت سے ہوا اوسکی محو حیرت اہل نظارہ — کہین ہے کمر کو دیکھکر یہہ بال سا کیا ہی

لیا ہی سادگی نے ایسے نادانکی مرے دلکو — جو اتنا بھی نہ سمجھے ناز کیا ہی اور ادا کیا ہی

غضب ہے وصل مین کہنا کسیکا یون شرارت سے — ذرا فرمائیے کچھ آپ دل کا مدعا کیا ہی

کیا ہے شکستہ خاطر گرہ عشق زلف جانان نے — تو سمجھے یہہ شیشہ دل مین ہمارے بال سا کیا ہی

ادب مانع رہا ہمکو بیان حرف مطلب مین — کہا گو اوسنے ہر دم کہیے حرف مدعا کیا ہی

پی گلگشت وہ رشک چمن آتا ہی گلشن مین — لو اب دیکھے بلبل کا طوطی بولتا کیا ہی

ولہ

نہ پایا اوسکو وہان بھی تو جانکر دوزخ — بہشت چھوڑکے ہم سمت کوے یار چلے

عیان ہی مرتبہ رہروان ملک عدم — پیادہ آئے ادہر اور ادہر سوار چلے

ولہ

چپکے چپکے مسکرانا اونکا ایک انداز ہی — بے چمک ہی برق خندان رعد بے آواز ہی

ولہ

بنا لعل بدخشان یاد لب مین جو گرا آنسو — تماشا ہی کہ ہمنے لعل کو سانچے مین ڈہالا ہی

گمان چرخ ہوتا ہی زمین پر وصل جانان مین — سپہر حسن مہ آغوش میرے مہ کا ہالا ہی

ولہ

عدم مین دل کے بہلانے کا کوئی مشغلہ نکلے — جو نکلون حسرتون کا ساتھ پانسے قافلہ نکلے

بیان گرم رفتار براق احمدی کیا ہو — جو ناپے دو جہانکو اک قدم کا فاصلہ نکلے

تمت بالخیر

قطعۂ تاریخ طبعزاد ذہن نقاد میان عاقل محمد خان صاحب

بیا عاقل بگو و فیض گستر — عجب ترتیب کردہ باب جنت
نویسم یا گل باغ معانی — کہ گویم گوہر نایاب جنت
ز فیض رنگ و بویش در جہانے — شگفتہ گلشن شاداب جنت
بہار نظم رنگینش بہ بیند — ندیدہ ہر کہ آب و تاب جنت
ز حسنش خاطر عشاق عالم — منزہ چون دل ارباب جنت
عروسان بہشتی را بہ پیشش — نہ بیند نرگس بیخواب جنت
دلم گفتا پی تاریخ ختمش — بگو عاقل کہ خرم باب جنت
۱۳۰۴ھ

قطعات تاریخ از طبع قدوۂ ارباب سخن زبدۂ کملای زمن افصح الفصحا خلاصۂ دودمان مرتضوی مقبول کونین حکیم حافظ مولوی سید اعظم حسین صاحب نائب ناظم ضلع مغربی نیل بھوپال

طبع ہو کر یہ نگارین تذکرہ — جب ہوا مطبوع طبع کائنات
خامہ ندرت رقم نے سال طبع — لکھدیا زیبا شبستان نکات
۱۳۰۴ھ

دیگر

اس نو آئین کتاب کو کہیے — رشک تصویر خانۂ مانی
سال فصلی اگر پڑھا چاہے — دیکھ گلدستۂ سخندانی

تقریظ مع قطعۂ تاریخ از طبع گوہر افشان منشئ منظوم حقیقت شناس منطوق و مفہوم بانی بنای سخنوری گلشن پیرای حدیقۂ معنی پروری مولانا محمد عباس صاحب المتخلص بہ رفعت

سلمہ الرب العزت نزیل بھوپال

تقریظ

اگر سخنوران دہلی و لکھنؤ دیدۂ انصاف سے شبستان عالمگیری دیکھین گے تو سمجھین گے کہ مالوہ مین نشو و نما پاکر ایسا لکھنا کیسا کام ہی اور یہ بے بدل کتاب تذکرۃ الاحباب مشحون مضامین نایاب اول سے آخر تک انتخاب و دلکش کلام ہی تذکرہ نویسی کچھہ نیا کام نہین بلکہ اسکے موجد فصحاے یونان ہین اونکی تقلید اہل عرب و ایران نے کی اونکی دیکھا دیکھی اردو نویسون نے کتابین لکھین مگر اس تذکرہ مین دو باتین نئی ہین جو اور تذکرون مین دیکھی نہین گئین اول یہہ کہ حروف تہجی کی ترتیب سے غزلیات لکھی گئی ہین دوسرے یہ کہ ترجمہ کے واسطے ایسے الفاظ تلاش کیے ہین جو سخنوری کی واقعی حقیقت اور رنگ طبیعت کا سچا فوٹو بتاتے ہین ہر دقیقہ سنج نکتہ رس نظم دلکش اور ترجمے سے سمجھ سکتا ہی کہ مولف نے دونونکی تطبیق مین کیا کمال کیا ہی اور کیسا طلسم دکھایا ہی - ہرچند مجکو عربی فارسی جوکچھہ رطب و یابس لکھنا یاد تھا وہ کثرت و مزاولت نوشت و خواند روزمرہ کچہری کے کام سے فراموش ہو گیا مگر مولف والا مرتبہ یکتاے زمان میان عالمگیر محمد خان صاحب بہادر سلمہ الملک الودود کی بادہ حلال بذلہ سنجی سے ایسا مدہوش ہو گیا کہ فی البدیہ قطعۂ تاریخ تہ دل سے زبان پر آیا جسے صاحب موصوف و ممدوح معروف کو بے تکلف سنایا

قطعہ

دل کو یون چھینتا ہی یہ نسخہ	جسطرح عشوۂ بت شنگول
دیکھہ مرات سال مین قدرت	شاعرون کا مرقع معقول
	۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ از محمد عزیز اللہ خان عزیز شریک انجمن مشاعرہ

مرتب عجب تذکرہ یہہ ہوا ہے	بھرا جسمین ہی ساز و سامان جنت
بنائے بصفا سے چمکا ہی ایسا	کہ تابندہ ہو جیسے ایوان جنت
بیان رئیسان بھوپال پہلے	جو عازم ہوے سوے بستان جنت
رقم پھر ہین اوصاف شاہجہانی	ہی بھوپال جس سے گلستان جنت
کہین ذکر اضلاع و اقلاع و صحرا	نظر جس سے آتا ہی میدان جنت
کہین وصف شہر و عمارات و دریا	تر و تازہ جس سے ہو خواہان جنت
شگفتہ شگفتہ وہ باغونکے مضمون	پھڑک جائے دیکھے جو رضوان جنت
کہین گلفشان وصف اشجار و گل ہی	پھلے پھولے جیسے خیابان جنت
کہین حال تاریخی و حسن شاعر	فدا ہون جو دیکھین عروسان جنت
کلام سخن پروران پھر رقم ہین	پڑھین جسکو دل سے غزلخوان جنت
عجب نظم بزم سخن تیز و تر ہے	روان جیسے انہار بستان جنت
بہار گل خامہ پھر وہ رنگین	ہوا خواہ ہین جسکی حوران جنت
عزیز سخنور نے تاریخ اسکی	لکھی یون کہ والا شبستان جنت ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ از طبع رسا نونہال حدیقۂ رشد و سعادت بہار آرا بوستان فہم و فراست محمد حبیب اللہ خان بن عزیز اللہ خان عزیز بھوپالی

چون بافضال خداوند کریم ذو المنن	ختم شد این نظم نورافزا بے جسم جان و تن
نسخۂ تاریخ رنگ چمن و شمع بزم عاشقان	گلشن رنگین بیانی بلبل باغ سخن

شد این گلدستهٔ رنگین نداز د باغ دہر — شد بہار تازہ او روکش زیب چمن

یافت در عالم نمود و چہرہ سہ این تذکرہ — زانکہ عالمگیر خان ہستند صدر انجمن

شاعران راسخ و عاقل عزیز و عیش ہم — شد شیدا عاشقش گشتند با صد جان و تن

مایهٔ اخلاص و عشق و ہم نشاط طالبان — حافظ عالم کہ دارد ز حسّاد زمن

نظم پرور عسکری و ہم تمیز باتمیز — شد برین گلدستہ ر مثل بلبل نغمہ زن

ختم کن بر مصرع تاریخ اکنون شوق دل — بار دل طول سخن دانند دانایان فن

سال ختمش چون طلب کردہ حبیب کمترین — گفت با صد بار ہاتف پایهٔ شعر و سخن
۱۳۰۴ھ

قطعهٔ تاریخ از افکار گہربار حدیقه طراز مضامین رنگین سلیقه شعار رنگ آئین مقبول قلوب برنا و پیر شیخ نذیر احمد بن محب رسول فاروقی حنفی صابری ساکن تھانہ بھون نزیل بھوپال کامدار ڈیوڑھی نامہ نگار

سر انجناب نمود عالیجاه — زد رقم نسخهٔ بہین اسلوب

ناز و انداز شاہد معنی — دلربا ہمچو عشوهٔ محبوب

این و آن رشک ماه کنعانست — در مداواے گریهٔ یعقوب

فکر تاریخ کرد چون احمد — گفت ہاتف که مایهٔ مرغوب
۱۳۰۴ھ

قطعهٔ تاریخ از افکار پربہار ناثر بے مثال ناظم نازک خیال منشی محمد عبد المجید خان بن محمد یوسف خان جمعدار مرحوم منشی وبکاری نامہ نگار

کیسی نادر کتاب لکھی ہے | ہر ورق پر بچھی سخن کی بساط
لکھی عبد المجید نے تاریخ | گوہر دلفروز عیش و نشاط

قطعۂ تاریخ از شیخ محمد منیر الدین شریک انجمن مشاعرہ محافظ کتب روبکاری المتخلص بہ منیر

حمد پہلے ہو رقم رحمان کی | بعد نعت احمد والا تبار
وصف آل اطہر و اصحاب مین | ہو روان خامہ ہی جبتک روزگار
اب قلم کچھ تذکرہ کی کر صفت | پیش عالی ہمت و ذی اقتدار
واہ واہ کیا تذکرہ لکھا گیا | جسکے ہین مشتاق مردم بیشمار
تذکرہ ہی یا کہ ہی یہ جام جم | جس سے روشن ہی جہانکا کاروبار
تذکرہ کیا مخزن اشعار ہی | ناظم و ناثر ہین جس سے یادگار
اسکے ناظم ہین امیر ابن امیر | شہسوار و نامدار و کامگار
کون وہ نواب عالمگیر خان | جسکی دولت سے ہی میرا افتخار
ہین سخی ایسے عطا سب کو کرین | سیلے سندیل اکدن مین ایک ہزار
اونکے چھوٹے بھائی بھی اونکی طرح | ہو مرا جی جان اونپر سے نثار
ہین شجاعت اور دلیری مین یہ فرد | علم و دانش مین ہین فخر روزگار
ہی قران شمس و قمر کا بیگمان | دیکھ لے کوئی نہ ہو گر اعتبار
حال اونکی بارگہ کا مختصر | اسطرح لکھتا ہی کلک زرنگار
فیل و اشتر اسپ بگھی پالکی | رات دن حاضر ہین سب باندھی قطار

چیدہ چیدہ ہین ملازم اونکے سب
جان نثاری سے سدا رکھتے ہین کار

ہین مبرّا عذر اور انکار سے
مستعد ہین جسکے ذمہ ہی جو کار

دست بستہ خادم و طفل و کنیز
ایستادہ صف بصف ہین چوبدار

کیا کرون ہین اونکے سرہنگو نکا وصف
ہمت و مردی مین ہر اک نامدار

جسکے سر افسر ہین طرّہ باز خان
ہین تفنگ انداز اور دشمن شکار

ہو مقابل اونکے جو میدان مین
ہو کے پسپا لے وہین راہ فرار

افسران کارخانہ کا رکن
باوفا ذی ہوش اور ذی اعتبار

منتظم سب کے ہین فیض اللّٰہ خان
صف شکن ہین جو بروز کارزار

سیکڑون مارے ہین جسنے شیر نر
ہمت مردانہ سے وقت شکار

انتظام اونکا ہی ایسا دلپذیر
شیر بکری ہمدگر پائین قرار

اور سکندر خان ہین صاحب اہتمام
جان نثار و عقلمند و ہوشیار

اسلحہ خانہ کے توشک خانہ پر
رکھتے ہین یا صد امانت اختیار

ہین مدیر اصطبل کے صاحب نظیر
بے نظیر و بے بدل با اعتبار

فرد ہین عالی نسب ہین یہہ نجیب
منشی ہین اور پہلوان زوردار

گرچہ ہوتے چھوڑتے میدان کو
دیکھہ انکو رستم و اسفندیار

چھوٹے صاحب کے مصاحب ہین جو دو
اپنے اپنے کام مین ہین ہوشیار

قدرت اللہ خان و قایم داد خان
ہین دلیر و سیف زن اور پختہ کار

میر منشی اونکے ہین عبد المجید
خان والا شان اور عالی وقار

خوش نویس و خوش سلیقہ خوش بیان
انپہ ہی نظم و نسق کا سب مدار

اونکے دیوانکی بیان ہو کیا صفت | ہین نذیر احمد جہانکے کا مدار
اونکی بس تحریر کیا تسخیر ہے | جن والشانکے ہی حق مین سحر کار
لالہ بٹولال صاحب فن سیاق | ہین یہہ نایب بالیاقت باوقار
وہ محاسب ہین کہ اونکا حوصلہ | دیکھے ٹوڈرمل بھی تو ہو شرمسار
ہین جلال الدین حسن صاحب ہوشمند | اوس امارت خانہ مین سررشتہ دار
بیکران ہین وصف اتباع امیر | کیجے سال خاتمہ پر اختصار
بے سر اندیشہ تاریخ اے میتر | کر رقم ــ ہی انتخاب یادگار
۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ ریختہ کلک جواہر سلک منشی جادو رقم عطارد قلم سید محمد نجف حسین اظہارنگار محکمہ سایرکل نزیل بھوپال

مرتب شد عجب گلدستہ تر | بحمد اللہ کہ یاقوت و گہر سفت
برائے سال طبعش با مسرت | نجف تاریخ نظم سلک در گفت

قطعہ تاریخ از نتایج افکار خوش مزاج نیک اخلاق خوبرو مشہور آفاق صاحب ذہن قویم و طبع مستقیم منشی محمد عبد العظیم روبکار نویس محکمہ سایر کل نزیل بھوپال

واہ کیا تذکرہ ہوا ترتیب | ہر ورق پر بہار جسکے نثار
لکھی عبد العظیم نے تاریخ | عاشقانہ سفینہ اشعار

قطعه

تاریخ طبع از افکار تازه جوان خوش وجاهت لطیف مزاج طبیعت تیز میر معصوم علی روزنامچه نویس محکمهٔ سائر کل نزیل بهوپال

کتابیست یا آنکه کان سخن — دربحر معنی که جان سخن

چو معصوم پرسید سالش ز دل — بگفتا عجب بوستان سخن

قطعهٔ تاریخ از نتائج افکار قدوهٔ اصحاب مستقیم الوضع اسوهٔ ارباب سلیم الطبع میان ثابت محمد خان صاحب متخلص به ثابت بن میان کرم محمد خان صاحب مرحوم که از روسای بهوپال اند

لله الحمد درین عهد نمود دیباچه — دستهٔ گل عجب آراسته طرز سخن

ثابت نکته سرا کرد چو فکر تاریخ — هاتفش گفت که۔ دلچسپ شگفته گلشن

۱۳۰۴ھ

قطعهٔ تاریخ از افکار گهربار سخنور شیرین زبان شاعر رنگین بیان ملا مظفر حسین صاحب مظفر تخلص خلف ملا عنایت حسین صاحب ساکن سرونج که منضافات ریاست ٹونک است

این کتاب عجیب را گفتم — در شبستان دهر باغ نمود

گفت هاتف مگر پی تاریخ — که مظفر بگو — چراغ نمود

۱۳۰۴ھ

تمت

صحت نامہ کتاب شبستان عالمگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢	٩	عالمگیر خان	عالمگیر محمد خان
٤	٥	آبادی	آبائی
٥	٤	مملکت	ملکت
١٤	٢	ویدنت	ویدانت
١٤	١٨	تین سوگز	تین سوچھہ گز
١٩	١٧	حیات نشان	جنت نشان
٣٦	١٥ شعر	اونکا	اونکو
٤٦	٢ شعر	سپر تک	سپر کو
٥٠	٩ شعر	مجکو	خودکو
٥٥	٣ شعر	زوالکا	زوالکو
٥٨	١٠ شعر	یون اوٹھاتی	بول اوٹھا ہے
٦٤	١٣ شعر	داغ مشق	داغ عشق
٩٦	٥ شعر	پہرون تک	پہرون تن
١٤٣	١٥ شعر	کس ساقی بدست کا ہر دم ہی تصور	ہی فرقت ساقی مین یہہ مہجور کی آواز
١٩٧	١٢ شعر	اور یہہ ہی	اور مین ہی
٢٢٤	٧ شعر	وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون	خطا ہوگئی کی گنہگار مین ہون

تمت